مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ القرآن

ترجمہ: محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر

تحریک ختم نبوت میں

اکابر کا مجاہدانہ کردار

مرتب:

مولانا عمادالدین محمود

خطیب مرکزی جامع مسجد۔ عیدگاہ چودھوان۔ ڈیرہ اسماعیل خان

پیش لفظ

مولانا عبدالقیوم حقانی

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. القرآن

ترجمہ: محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر ہے

تحریک ختم نبوت میں

اکابر کا مجاہدانہ کردار

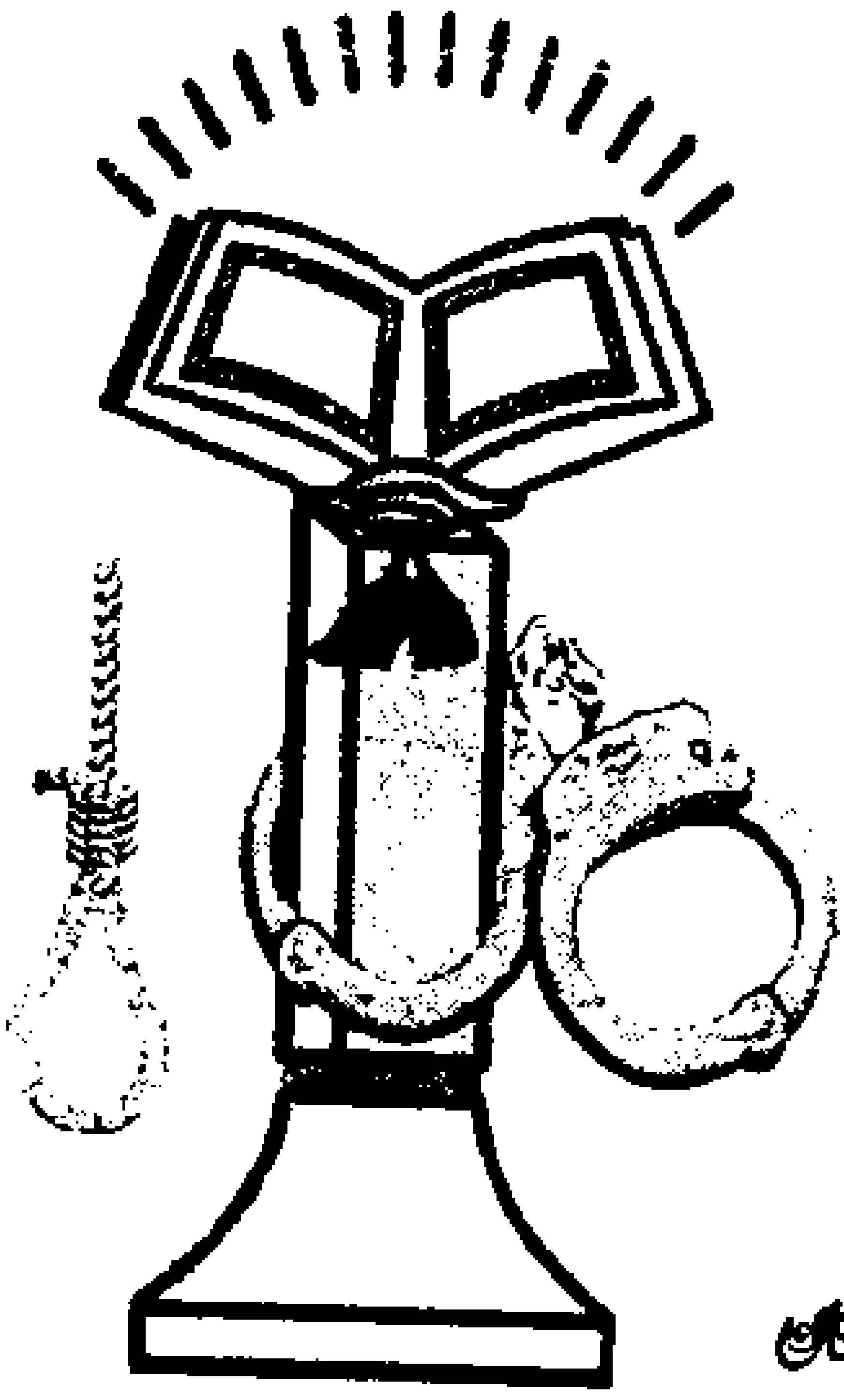

مرتب

مولانا عمادالدین محمود

خطیب مرکزی جامع مسجد عیدگاہ محلہ [illegible] ڈیرہ اسماعیل خان

پیش لفظ

مولانا عبدالقیوم حقانی

القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

Marfat.com

حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب: تحریک ختم نبوت میں اکابر کا مجاہدانہ کردار

مرتب: مولانا عمادالدین محمود

84336

ضخامت: 139 صفحات

پروف ریڈنگ: محمد شفیق عالم کشمیری۔ احسان اللہ شاکر۔ حافظ محمد باران شیخ۔

کمپوزنگ: نبیل الرحمٰن محبوب کارلو کمپوزنگ سنٹر ڈیرہ اسماعیل خان

تعداد: 1000/-

قیمت: 45/- روپے

ناشر القاسم اکیڈمی جامعہ ابوھریرہ۔ خالق آباد ضلع نوشہرہ سرحد

ملنے کا پتہ

1. صدیقی ٹرسٹ صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی 74800
2. مولوی محمد اسماعیل خادم جامع مسجد چودھوان ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
3. الحافظ کتب خانہ مین بازار چودھوان ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
4. اسلامی کتب خانہ کمشنری بازار ڈیرہ اسماعیل خان
5. مکتبہ سید احمد شہید۔ 10 الکریم مارکیٹ۔ اردو بازار لاہور۔
6. مولوی سید محمد حقانی مدرس جامعہ ابوھریرہ خالق آباد۔ موبائل 0333-9158477
7. کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ کلاتھ مارکیٹ۔ راجہ بازار راولپنڈی
8. مکتبہ الاحمد نزد مدرسہ نعمانیہ گلی مولانا علاؤالدین صاحب ڈیرہ اسماعیل خان
9. ناظم مدرسہ عربیہ تعلیم الاسلام درابن کلاں۔ ڈیرہ اسماعیل خان
10. اس کے علاوہ پشاور اور اکوڑہ خٹک کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے۔

Marfat.com

13

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

مولانا عماد الدین محمود کی دیگر زیر طبع کتابیں

1. جھوٹے نبی۔ سچی کہانیاں

(دور نبوت سے لیکر دور حاضر تک کے جھوٹے نبیوں کی سرگزشت)

2. ربّ کی باتیں

(احادیث قدسیہ کا دلنشین ترجمہ و تشریح)

3. زیارات حرمین

(حرمین شریفین کے فضائل، مسائل عمرہ اور زیارات حرمین کا مختصر تاریخی پس منظر)

4. ساعتے با اھل دل

(اولیاء اللہ کی پاکیزہ مجالس کی پاکیزہ باتیں)

5. خوان زعفران

(مؤلف کے مطالعہ کا حاصل و نچوڑ)

6. تذکرہ علماء و مشائخ دامان

دامن کوہ سلیمان کے مردم خیز خطے میں جنم لینے والے جبال علم و تقویٰ کے حالات واقعات

7. احکامات بیع وشرا قرآن وحدیث کی روشنی میں

افادات: ڈاکٹر مولانا فرید الدین مرحوم

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر
حرف اول	9
پیش لفظ	10
عرض مرتب	11
سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	12
بلبل ریاضِ رسولؐ	12
کرسی تبدیل کردی گئی	13
لا نبی بعدی	13
حیرت انگیز واقعہ	14
حضرت امیر شریعتؒ کا جذبہ اخلاص	16
یک روزہ احرار کانفرنس	17
قصرِ خلافت میں اہم میٹنگ	18
حضرت شاہ جیؒ کی تاریخی تقریر	18
حضرت شاہ جیؒ کی آخری قید	20
لاہور سنٹرل جیل میں شاہ جیؒ کی آمد	21
حکام سکھر جیل کا افسوس ناک سلوک	22
حضرت امیر شریعتؒ اور جسٹس منیر کا مکالمہ	23
سرکار بنام عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	24
امیر شریعتؒ عدالت میں	24
مردِ مؤمن کا چہرہ	24
راجپال کی گستاخانہ جسارت	26
ہم تمہاری مائیں ہیں	26
انسان یا چٹان	27
میرا سب کچھ قربان	28
شہداء ختم نبوت	28
جان ایمان اور روح قرآن	29
ختم نبوت کا تحفظ	30
معاملہ عقل و خرد کا نہیں عشق کا ہے	30
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ	31
عشقِ رسولؐ اور جیل	32
رسولؐ کا جمال بن	32
مولانا محمد علی جالندھریؒ	33
نبوتِ کاذبہ کا مقابلہ کرو	33
ختم نبوت کے کام کی امداد	34
میرا چاند آیا	34
مولانا جالندھریؒ مولانا ابوالحسناتؒ کے دروازے پر	34
عہد حاضر کا بڑا خطیب	35
مرزائیت کے پرخچے اڑائے	36
اخلاص و للہیت	36
بھائیوں کی قبر پر حاضری	37
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں	38

Marfat.com

محمد عربیؐ کے غلام کا سینہ حاضر ہے 39
عجیب واقعہ 39
انعام 40
جماعتی احباب و مبلغین سے تعلق خاطر 41
جماعت کی رقم لوٹا دی 42
تاریخ ساز جملہ 42
مولانا لال حسین اخترؒ ڈھاکہ میں 43
مولانا لال حسین اخترؒ کا مختصر تعارف 43
مسجد ضرار 46
نماز کے لئے تین منزلہ مکان 47
زیارت حرمین 47
مولانا لال حسین اخترؒ کی وفات 48
آمدم بر سر مطلب 48
آخری علالت 48
غسل اور تکفین 49
خواب کی تعبیر 49
دعوت و عزیمت کا تابناک باب 50
مولانا یوسف بنوریؒ 51
مستقبل کی تیاری کا پیش خیمہ 51
تکوینی مصلحتیں 51
عرب و عجم کے دل کی دھڑکن 52
حضرت مجددؒ طریقہ تجدید کے مجدد تھے 52
پاسبانِ حرم شاہ فیصل سے ملاقات 52
صدر قذافی کے نام خطوط 53
شیخ بنوریؒ لہولہان 56
میں کفن ساتھ لے جا رہا ہوں 57
قادیانیوں کا جلسہ 57
حلف نامہ 59
خون کی تحریریں 60
کنویز کی فکرمندی 60
مفتی محمد یونسؒ کی کراچی روانگی 61
صاحبزادہ افتخار الحسنؒ کی گرفتاری 62
گرفتاری کی کوشش 64
مرزائی کرنل کی قیادت میں فوج کی آمد 65
ڈپٹی کمشنر ابن حسن کا مطالبہ 66
پولیس فائرنگ 67
شہداء کی نمازِ جنازہ 69
کرفیو کا نفاذ 69
گرفتاری چیلنج بن گئی 71
گرفتاری کے حربے 73
چراغ تلے اندھیرا 74
گرفتاری کی سازش 75
کرفیو اور گرفتاری 75
جشن فتح 76
شاہی قلعہ کی کہانی 77
صبر و استقامت 80

Marfat.com

ستارہ صبح کی آمد	81
کمانڈر انچیف کی تلاش	82
پیٹ کے شکنوں سے مینڈک کی برآمدگی	83
جذباتی منظر	84
بخاریؒ کا دل جام جہاں نما	85
مانگو کیا مانگتے ہو	86
خدائی بے آواز لاٹھی	87
قسمت کا ساتھ	88
وحشت کافور ہوگئی	88
محکمہ بے رحمی	89
معافی نامہ	90
تصویر کا ہتھیار	91
کھر اور تحریک ختم نبوت	93
مولانا غلام غوث ہزارویؒ	97
مرزا بشیر الدین محمود کی سازش	97
حضرت ہزارویؒ میدانِ مبارزت میں	98
زین العابدین موت وحیات کی کشمکش میں	98
قادیانیت کے زہر کا تریاق	99
مولانا ہزارویؒ کا سٹیج پر قبضہ	99
حضرت ہزارویؒ کی کرامت	100
صوابی میں مرزائیت کا قلع قمع	100
ادھر آ ستم گر ہنر آزمائیں	101
ہوئے مر کے ایسے رسوا کہ ملی نہ جا لحد کی	102
خان عبدالغفور خان کے تأثرات	102
مرزائیوں کو نمازِ جنازہ سے نکال دو	103
مرزائیوں پر زمین تنگ کردی	103
جرأت اور بے باکی کی نادر مثال	104
1953ء کی تحریکِ ختمِ نبوت	104
ہزارویؒ کو گولی ماردو، کابینہ کا فیصلہ	105
یوسف خان کا کردار	106
لاہور سے باہر نکلے	107
زیارتِ رسول ﷺ کی سعادت	108
روپوشی اور ظہور	109
انگریز جج کی عدالت میں بیباکی کا ایک واقعہ	110
جواب محضر نامہ	111
خلیفہ ربوہ نے ممبرانِ اسمبلی کی توہین کی ہے	111
مرزائیوں کو جواب	111
وحی کا دروازہ بند ہے	112
قادیانی مسلمان نہیں	112
مقامِ خاتم النبیین	112
ناصر احمد کو چیلنج	113
مرزا صاحب کون ہیں؟ کیا ہیں؟	113
دعویٰ خدائی کی تمہید	113
حماقت کی انتہاء	113
غیر مسلم اقلیت بل	114
وزیراعظم بھٹو سے ملاقات اور اتمام حجت	116

Marfat.com

بھٹو پر سکتہ طاری ہو گیا	117
بھٹو قائل ہوا اور شریکِ عمل بھی	117
مولانا مفتی محمودؒ	119
حضرت مفتی صاحب سے مولانا تاج محمودؒ کی درخواست	119
خطاب مولانا تاج محمودؒ	119
حضرت بخاریؒ کا جھنڈا مفتی محمودؒ کے حوالے	120
ہم آپ کے رضا کار ہیں	120
مولانا تاج محمودؒ کون تھے	121
حضرت مفتی محمودؒ کا خطاب	121
میری جان بھی قربان	122
قادیانیت سیاسی فتنہ ہے	122
ختم نبوت کانفرنس لاہور	122
مفتی صاحبؒ کا والہانہ استقبال	123
ذریعہ نجات	123
پاک فوج کے طیاروں کی مرزا ناصر کو سلامی	123
مفتی صاحب کی قومی اسمبلی میں اس واقعہ کے خلاف تحریک	124
مفتی صاحبؒ پر قاتلانہ حملہ	124
قادیانی مسئلے کا آئینی حل اور مفتی صاحب کا کردار	125
حزبِ اختلاف کی قرارداد	125
اسمبلی کے اندر	126
دھوکہ دیتے ہیں یہ بازیگر کھلا	126
حزبِ اختلاف کی ترجمانی کا شرف	126
قادیانیت کا چہرہ بے نقاب	127
سب کمیٹی کا قیام	128
مفتی صاحب کا فون	128
پنڈی میں مجلس عمل کا جلسہ	128
حضرت مفتی صاحب کے لاجواب دلائل	129
تاریخی فیصلہ	129
پوری قوم کو مبارکباد	130
اللہ کا شکر ہے	130
نجاتِ آخرت	131
مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ	132
قادیانیوں کو دعوتِ اسلام	133
شعبۂ نشر و اشاعت	133
مقدمات کی پیروی	134
بیرون ملک قادیانیت کا تعاقب	137
کراچی دفتر ختم نبوت	138
رجالِ کار کی تیاری	138

Marfat.com

حرف اول

الحمد الله و کفٰی وسلام علیٰ عباده الذین الصطفٰی۔

عزیز مکرم مولانا عمادالدین محمود زیدہ مجدہ کو اللہ کریم نے غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ کم عمری میں ہی گیارہ ماہ کی مختصر مدت میں قرآن کریم حفظ کرلیا ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام میں مستقل ڈیرے ڈال کر حصول علم دین پر توجہ دی تو چند سالوں میں تکمیل تک پہنچ کر وفاق المدارس کا امتحان اچھی پوزیشن سے پاس کر کے سند فراغت حاصل کر لی۔ موصوف میرے تلامذہ میں سے ہیں دوران تعلیم علم میراث کو ایسے ازبر کیا کہ تقسیم میراث کا مشکل سے مشکل مسئلہ بھی منٹوں میں حل کر لیتے ہیں۔ موصوف کی عمر شباب تجربات سے گزر رہی ہے۔ مختلف تجربات حاصل ہونے کے بعد ہی انسان کے اندر وسعت نظر اور ذہنی پختگی پیدا ہوتی ہے۔ مولانا عمادالدین اچھے خطیب بھی ہیں اپنے علاقہ دامان میں کوئی بھی دینی جلسہ ہو تو موصوف کو ضرور دعوت خطاب دی جاتی ہے۔ خطابت کے حوالے سے مولانا عبدالستار صاحب تونسوی مدظلہ العالی کی تنظیم اہلسنت سے وابستہ ہیں اور ان کی سرپرستی میں دعوت تبلیغ کی ذمہ داریاں سر انجام دیتے رہتے ہیں۔ تصنیف و تالیف کے میدان میں مولانا عمادالدین کو مشہور صاحب قلم اور بین الاقوامی خطیب مولانا عبدالقیوم حقانی سے تعلق و نسبت اور سرپرستی و رہنمائی حاصل ہے۔ موصوف کی یہ تیسری تحریری کاوش ہے اس سے پہلے اکابر کی شام زندگی، اور عشق رسول کے ایمان افروز واقعات منصہ شھود پر طلوع ہو چکے ہیں۔

اللہ کریم ان کی تازہ تالیف " تحریک ختم نبوت میں اکابر کا مجاہدانہ کردار " کو شرف قبولیت سے نوازے اور ان کی عمر، علم اور عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔

قاضی خلیل احمد

مہتمم مدرسہ عربیہ تعلیم الاسلام

درابن کلاں۔ ڈیرہ اسماعیل خان

Marfat.com

پیش لفظ

برادر مکرم حضرت مولانا عماد الدین محمود نوجوان فاضل، جید عالم دین، مخلص داعی وخطیب او
صاحب طرز ادیب ہیں۔ موصوف میرے شفیق بزرگ ومحسن مخدوم ومکرم حافظ مظفر محمود نور اللہ مرقدہ کے
فرزندار جمند اور جامعہ ابوھریرہ میں قائم ''القاسم اکیڈمی'' کے فعال رکن ہیں۔ اپنے آبائی گاؤں چودھوال
کی مرکزی مسجد میں خطابت اور تنظیم اہلسنت کی تبلیغی ذمہ داری کے باوصف جامعہ ابوھریرہ کی خدمت اور
القاسم اکیڈمی کی رفاقت کا نہ صرف احساس رکھتے ہیں۔ بلکہ تمام ذمہ داریوں سے بڑھ کر اسے نبھاتے
ہیں۔ خدا نظر بد سے بچائے۔ جس تن دھی، لگن، محبت اور خلوص سے میدان علم وعمل میں اترے ہیں۔ اگر
یہی رفتار کار رہی تو مستقبل قریب میں اللہ کریم ان سے عظیم، دینی، دعوتی، تبلیغی، اصلاحی، تحریری، علمی اور
ادبی کام لے گا۔ اور یہی دل کی دعا ہے۔ پیش نظر کتاب موصوف کی تحریری کاوش کا نقش ثالث ہے۔

اس سے پہلے ''اکابر کی شام زندگی'' اور ''عشق رسول کے ایمان افروز واقعات، منظر عام پر
آکر ہاتھوں ہاتھ ختم ہو چکے ہیں۔ دونوں کتابوں کا دوسرا ایڈیشن القاسم اکیڈمی شائع کر رہی ہے۔

مولانا عماد الدین کو تحفظ ختم نبوت کے کام کے لیے اللہ نے چن لیا ہے۔ موصوف کے فکر ونظر
کے زاویوں کا مرکز تحفظ ختم نبوت کا تقریری اور تحریری کام ہے۔ حضور نبی کریم سے ان کی محبت اور،
عقیدت اس قدر گہری ہے کہ ناموس رسالت کے حوالے سے ہر کام میں دن رات ایک کر دیتے ہیں۔ یہ
کتاب بھی ان شاء اللہ فتنہ قادیانیت کے تعاقب کرنے والے احباب کے لیے بہت مفید ہوگی۔ کتاب
پڑھتے جایئے اور سر دھنتے جایئے۔ کتاب پڑھ کر دل گواہی دیتا ہے۔ کہ مصنف کو اللہ نے سلامت فکر
اعتدال طبعہ سے نوازا ہے۔

خود میں نے کتاب کا مطالعہ شروع کیا تب کتاب رکھی۔ جب مطالعہ مکمل کر لیا۔ اب دوبارہ
پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ القاسم اکیڈمی اپنے قارئین کے حضور یہ کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کر
رہی ہے یقیناً قارئین اس کی قدر کریں گے۔ اور ہم گناہ گاروں کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

عبد القیوم حقانی

مہتمم جامعہ ابوھریرہ خالق آباد نوشہرہ

یکم جنوری 2005ء

Marfat.com

عرض مرتب

غالباً 2002ء کے اواخر کی بات ہے۔ مولانا ادریس مفتی نے ماہنامہ ''الجمعیۃ'' روالپنڈی میں ''مولانا غلام غوث ہزاروری کا تحریک ختم نبوت میں مجاہدانہ کردار'' کے عنوان سے ایک تحریری مقابلے کا اشتہار شائع کیا۔ مجھ گناہ گار نے اس تحریری مقابلے میں شرکت کی اور انعام حاصل کیا پھر کچھ وقفے کے بعد ماہنامہ ''صدائے حریت'' میں ''مولانا مفتی محمود کا تحریک ختم نبوت میں مجاہدانہ کردار'' کے عنوان سے ایک اور تحریری مقابلے کا اشتہار شائع ہوا تو میں نے سوچا کیوں نہ اس عنوان میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے ایک کتاب ترتیب دی جائے۔ جس میں تحفظ ختم نبوت اور تحریک ختم نبوت کے حوالے سے تمام اکابر کے مجاہدانہ کردار کو جمع کیا جائے۔

سو میں نے کام شروع کر دیا اور الحمدللہ آج کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ میری کتاب اکابر کی سوانح حیات یا ان کے مکمل تذکرہ و تاریخ پر مشتمل کتاب نہیں اور نہ یہ ان کے حالات و کمالات اور افادات کا جامع اور کامل مُرقع ہے۔ یہ درحقیقت ان اجلے نقوش اور بعض واقعات کا مجموعہ ہے۔ جو فتنہ قادیانیت کے استیصال کے حوالے سے ہمارے اکابرؒ نے انجام دیئے ہیں۔ کتاب کے مطالعہ سے قارئین خود یہ اندازہ لگا سکیں گے کہ احقر کا یہ سلسلہ تحریر بغیر کسی مربوط اور منظم طریقہ کار۔ اور بغیر کسی باضابطہ انتخاب کے محض حسن اتفاق۔ مطالعاتی یادداشت، اخذ و مطالعہ سے مرتب ہونے والے واقعات اور وقتی کیفیت کے تحت وجود میں آتا رہا۔ جو کچھ بن پڑا وہی نذر قارئین ہے۔ تحریک ختم نبوت یا فتنہ قادیانیت کے تعاقب کے حوالے سے اکابرؒ پر مستقل تصنیفات اور مضامین کی کوئی کمی نہیں احقر کی حیثیت تو صرف خریداران یوسف میں بُڑھیا کی طرح نام لکھوانے کی کوشش اور سعی ہے۔ امید ہے کہ کل روز قیامت جب تحفظ ختم نبوت کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دینے والوں کو رب العزت انعام و اکرام سے نوازیں گے۔ تو انشاءاللہ میں گناہ کار بھی محروم نہیں رہوں گا۔ میں نے تحریکات ختم نبوت کے پس منظر پر روشنی نہیں ڈالی کہ بات لمبی ہو جاتی بہر حال، ہمارے ملک میں اس حوالے سے دو تحریکیں چلیں ایک 1953ء میں اور دوسری 1974ء میں۔ بالآخر قادیانیوں کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ لیکن آج بھی ملک میں قادیانیت کی سازشیں جاری ہیں۔ قادیانیت کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمیں اپنے اکابرؒ کی طرح محنت، خلوص لگن اور تڑپ سے کام کرنا ہوگا۔ تب کامیابی ہمارا مقدر بنے گی۔ مرزائی اور قادیانی خائب و خاسر ہوں گے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

عمادالدین محمود خطیب

مرکزی جامع مسجد عیدگاہ چودھوان ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

یکم جنوری 2005ء

Marfat.com

حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

بُلبل ریاض رسول

1953 کا ذکر ہے۔ تحریک ختم نبوت پورے زور وشور سے جاری تھی۔ ملک کا گوشہ گوشہ ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج رہا تھا۔ قائدین تحریک عوام کو مسئلہ کی اہمیت سے آگاہ کرنے اور مسئلہ کے حل کے لئے حکومت پر رائے عامہ کا دباؤ بڑھانے کے لئے ملک بھر کے طوفانی دورے کر رہے تھے۔ ملک ابھی نیا نیا قائم ہوا تھا۔ اور قائد ملت لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد خواجہ ناظم الدین ملک کے وزیر اعظم تھے۔ تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں روالپنڈی کے ٹرنگ بازار میں ایک جلسہ منعقد ہونا تھا۔ مولانا ظفر علی خان کے حضرت امیر شریعت کے بارے میں اس شعر سے لاؤڈ سپیکروں پر جلسہ کا اعلان ہو رہا تھا۔

کانوں میں گونجتے ہیں بخاری کے زمزمے
بلبل چہک رہا ہے ریاضِ رسول میں

حضرت شاہ جی واقعی ریاض رسولؐ کے بلبل تھے۔ آپ کی ساری زندگی انگریز کو ملک سے باہر نکالنے، انگریز کے پروردہ اور خود ساختہ نبوت کے دعوے دار مرزا غلام قادیانی کی سرکوبی اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں بسر ہوئی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ شان رسالت میں ہدیہ ہائے نعت پیش کئے گئے۔ مقررین نے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کو اُجاگر کیا۔ حضرت شاہ جی اپنی روایت کے مطابق جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور فضا امیر شریعت زندہ باد، تخت وتاج ختم نبوت زندہ باد کے نعروں سے گونج گئی۔ حضرت امیر شریعت اپنی نشست پر جلوہ فروز ہوئے۔ سامعین کا شاہ جی کی ایک جھلک دیکھنے کا جذبہ دیدنی تھا۔ شاہ جی نے کرسی پر بیٹھتے ہی منتظمین جلسہ سے فرمایا" تجھے کیوں جولاہے کی کھڈی میں لا کر بٹھا دیا ہے۔ کیا مجھ سے کپڑا بنوانا ہے "یا تقریر سُنی ہے"؟

Marfat.com

کرسی تبدیل کر دی گئی

دراصل ہوا یوں تھا کہ جس کرسی پر شاہ جی کو بٹھایا گیا تھا وہ اونچی تھی۔ شاہ صاحب کے پاؤں لٹک رہے تھے۔ منتظمین کو غلطی کا احساس ہوا۔ کرسی تبدیل کر دی گئی۔ شاہ جی نے تقریر سے قبل حسب معمول تلاوت کلام پاک فرمائی۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ جی کو تلاوت کلام پاک کا وہ انداز اور سوز عطا فرمایا تھا کہ سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد آپ نے تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا۔ میں آج کی نشست میں آپ کو "لا نبی بعدی" کے متعلق کچھ سمجھانے کی کوشش کروں گا۔

صاحبان علم و دانش تشریف فرما ہیں میں تو ایک طالب علم ہوں پھر بھی میں "لا نبی بعدی" کا جو مفہوم سمجھ سکا ہوں۔ آپ کو پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔ عربی زبان میں لا "نفی جنس" کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی لا جس چیز پر وارد ہوتا ہے اس چیز کی مکمل نفی کر دیتا ہے۔ وہ چیز کسی شکل کسی حالت میں باقی نہیں رہتی۔ لا رجل فی البیت، مکان میں کوئی مرد نہیں ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ مرد جنس کی جتنی حالتیں اقسام اور صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ان میں سے کسی بھی صورت میں مرد کا وجود نہیں ہے۔ یعنی لڑکا، نوجوان، بوڑھا کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ اس جنس کی مکمل نفی "لا" سے ہو گئی ہے۔

آپ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا۔ آپ نے دیکھا ہو گا "لا" تلوار کی طرح ہوتا ہے۔ اور تلوار کا کام کاٹنا ہے جو سامنے آئے گا کٹ جائے گا۔ اس کا خاتمہ ہو جائے گا۔

پھر آپ نے کلمہ طیبہ میں "لا" کا ذکر فرمایا اور کہا جب اللہ نے دیکھا کہ دنیا میں بے شمار الہ پیدا ہو گئے ہیں تو اس نے "لا" کو حکم فرمایا کہ ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ لا کی تلوار چلی جو بھی خود ساختہ الہ سامنے آیا اسے ختم کر دیا۔ لا تو اللہ پر بھی وارد ہو جاتا لیکن اللہ پاک نے فوراً اس کے ساتھ اِلَّا کا کلمہ لگا دیا۔ اِلَّا نے تحفظ کیا

لا نبی بعدی

اس طرح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ تو مسئلہ حل ہو گیا۔ نبیؐ کے بعد نبی آنے کے تمام امکانات کسی بھی صورت میں ختم ہو گئے۔ یہ مسئلہ قیامت تک کے لئے

Marfat.com

حل ہو گیا ہے۔ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہی
سکتا۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ نبی کریم کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کر
جھوٹا ہے۔ امیر شریعت نے لانبی بعدی کے موضوع پر اتنی مفصل تقریر فرمائی اور اس نکتہ کو اس انداز
سمجھایا کہ عام وخاص کی سمجھ میں بات آ گئی۔

آغا شورش کاشمیری نے حضرت امیر شریعت کو یوں خراج عقیدت پیش فرمایا۔

خطیب اعظم عرب کا نغمہ عجم کی لے میں سنا رہا ہے
ہوا ہے گو تندوتیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے۔

(امین الدین انصاری امیر شریعت نمبر 622)

حیرت انگیز واقعہ

واقعہ یہ ہے کہ قادیان کانفرنس کے انعقاد نے جب قصر مرزائیت کی دیواروں کو ہلا دیا تو خلیفہ قادیان مرزا محمود (آنجہانی) نے حکومت پنجاب کی بے توجہی اور جانبداری کا شکوہ کیا۔ تاریں ہلیں اور حکومت کے کل پرزے حرکت میں آ گئے۔ سوال یہ اٹھایا گیا کہ قادیان مرزائیوں کا مقدس مقام ہے۔ مرزائی حضرات اسے اپنا کعبہ سمجھتے ہیں۔ یہاں ان کے پیغمبر کا مزار ہے۔ اس لئے قادیان میں کسی غیر مرزائی گروہ کو جلسہ یا کسی قسم کا مذہبی اجتماع کرنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ اگر اب ایسا ہوا تو فساد ہو گا جس کی ذمہ داری احرار یا گورنمنٹ پر ہو گی۔ مرزا محمود سے اس قسم کا احتجاج کرا کے حکومت نے بظاہر اپنے ہاتھ مضبوط کر لئے چنانچہ حکومت پنجاب نے اعلان کر دیا کہ قادیان اور اس سے ملحقہ آٹھ میل کے رقبہ میں کسی غیر مرزائی خصوصاً احرار کو جلسہ کرنے اور اس نیت سے قادیان میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔ یعنی حکومت نے قادیان کے گرد قانونی پابندی کی خاردار تاریں لگا دی تا کہ خلیفہ قادیان کی راجدھانی محفوظ ہو جائے۔ اس احتیاطی تدبیر کے بعد یہ سمجھا گیا کہ اب بخاری کی تبلیغی یلغار کا خطرہ ٹل گیا ہے۔ مگر یہ خوش فہمی تھوڑے ہی عرصہ بعد دور ہو گئی احرار نے قادیان سے آٹھ میل اور کچھ فرلانگ دور یعنی حدود سے ذرا ہٹ کر ایک روزہ کانفرنس کا اعلان کر دیا۔ اردگرد کے ہزارہا مسلمانوں کے اجتماع مین بخاری نے ختم نبوت کے موضوع پر عام فہم اور دلنشین انداز میں بڑی پیاری تقریر کی اس حادثے پر حکومت

Marfat.com

کھسیانی ہوکر رہ گئی۔ پنجاب کی حکومت زیادہ بدنام نہ ہونا چاہتی تھی۔ اس لئے خاموش ہوگئی۔ مجلس احرار کے رہنماؤں نے اینچ پیچ کی بات کبھی پسند نہیں کی وہ اپنا تبلیغی حق کسی صورت چھوڑنے پر آمادہ نہ تھے وہ اس صورت حال پر مطمئن نہ تھے انہیں یہ گوارا نہ تھا کہ آٹھ میل کی پابندی قبول کریں۔ چنانچہ قانون شکنی کا فیصلہ کر کے احرار رہنماؤں نے یکے بعد دیگرے خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دیا۔ پکڑ دھکڑ شروع ہوگئی ایک ہنگامہ بپا ہوگیا۔ حکومت نے خلیفہ قادیان کے اطمینان قلب کے لئے جو پاپڑ بیلے تھے بیکار ثابت ہوئے۔ تاہم آٹھ میل سے باہر جلسہ کرنے کی پابندی قائم رہی۔ پابندی کی مدت ختم ہوتی تو تازہ پابندی لگا دی جاتی۔ یہ سلسلہ کچھ عرصہ جاری رہا۔ میں ان دنوں احرار کے سیاسی مشیر یا نمائندے کی حیثیت سے قادیان میں مقیم تھا۔ مجھے یہ خطرہ لاحق ہوا کہ خلیفہ محمود کے کارندوں اور مشیروں نے اگر میرے خلاف ریشہ دوانی کر کے مجھے قادیان سے نکلوا دیا تو احرار کے پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مشکلات کا سامنا ہوگا۔ میں اس خدشے کو محسوس کر ہی رہا تھا کہ مجھے حکومت کی جانب سے چوبیس گھنٹے کے اندر قادیان چھوڑ دینے کا نوٹس موصول ہوگیا۔ میں اس نوٹس کے لئے تیار تھا چنانچہ میں نے اپنی مسجد میں قادیان کے مسلمانوں کو جمع کیا۔ ان کے سامنے ایک تقریر کی۔ میں نے کہا کہ یہ نوٹس جس کے ذریعہ مجھے قادیان سے نکالا جا رہا ہے۔ میری منشاء کے مطابق ہے میں نے سیاسی کارکن کی حیثیت سے ہندوستان کے کونے کونے میں کام کیا ہے۔ اب مبلغ احرار کی حیثیت سے ہندوستان بھر کا دورہ کروں گا۔ یہ نوٹس میری تقریر کا عنوان ہوگا۔ میں مسلمانوں سے اپیل کروں گا کہ کسی مرزائی مبلغ کو کسی شہر میں کسی قسم کی تبلیغ کی اجازت نہ دیں۔ اگر حکومت کسی مسلمان کو قادیان میں آنے اور اسلام کی تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں دیتی تو ان مرزائیوں کو ہندوستان میں تبلیغ کا کیا حق ہے۔ اس طرح کی باتیں کر کے میں مسجد سے چلا آیا۔ دوسرے دن شام کی گاڑی سے مجھے قادیان کو خیر باد کہنا تھا۔ میری روانگی سے قبل مجھے ایک اور نوٹس ملا کہ میں قادیان سے باہر نہیں جا سکتا دیکھا حکومت کس مستعدی سے قادیان کے بارے میں قلم برداشتہ احکامات جاری کرتی تھی۔ مجھے دو سال قادیان میں رہ کر اہل قادیان اور "خداوند قادیان" کے مطالعے کا موقع ملا۔ کافی تجربہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ امت مرزائیہ مسلمانوں سے براہ راست ٹکر لینے کے لئے کبھی آمادہ نہیں ہوتی۔ وہ اپنے مذہبی پیشوا خلیفہ قادیان کی سربراہی میں کسی قسم کا اقدام کرنے سے قبل ایسی صورت حال پیدا کر دیتی ہے کہ جوابی کاروائی کے لئے جب بھی مسلمانوں کا کوئی سا طبقہ میدان میں

Marfat.com

قدم رکھے تو ان کا مقابلہ مرزائیوں کی بجائے حکومت سے ہو۔مرزائی بیچ میں سے صاف نکل جا
آٹھ میل کی پابندی کے نوٹس نے یہی صورت پیدا کر دی تھی۔مرزائی بڑی خوبصورتی سے اپنا دامن
بچا کر نکل گئے تھے۔احرار رہنماؤں نے اس صورتحال کا بغور مطالعہ کیا۔خود میں نے بھی جب مج
رہنماؤں نے پوچھا اس رائے کا اظہار کیا کہ ہمیں بحالات موجودہ، حکومت سے الجھنا نہیں چاہیے
الجھاؤ میں مرزائیوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔حکومت ان کے کے زیادہ قریب ہوتی جا رہی ہے۔قانو
کی زیادہ دستگیری کر رہا ہے۔بہرحال کچھ عرصے کے لئے خاموشی طاری ہوگئی۔امت مرزائیہ بھی
ہو کر بیٹھ گئی۔حکومت نے بھی چین کا سانس لیا۔میری طبیعت جب قادیان کے مختصر مگر روحانی کوفت
میدان میں بور ہو جاتی تھی تو میں دو ایک روز کے لئے چودھری افضل حق سے ملنے لاہور چلا آتا یا ح
شاہ جی کی زیارت کے لئے امرتسر ان کے دولت کدہ پر حاضر ہو جاتا تھا۔اس طرح تسکین قلب
کر کے تازہ دم ہو کر پھر قادیان پہنچ جاتا تھا۔حکومت بار بار تازہ پابندی لگانے سے بدنام ہو چکی تھی
اسے پابندی لگانے میں تذبذب تھا۔احرار نے بظاہر پابندی قبول کر لی تھی۔

حضرت امیر شریعت کا جذبہ اخلاص

میں ایک روز حضرت شاہ جی سے ملنے کے لئے قادیان سے امرتسر ان کے مکان پر پہنچ
بے تابانہ مجھ سے بغلگیر ہوئے۔فرمانے لگے ہم نے تمہیں خطرناک محاذ پر بھیج رکھا ہے۔ہم وہاں پہنچ
سکتے کیا کیا جائے۔پھر فرمانے لگے یار کوئی تکڑم لڑاؤ مجھے کسی طرح قادیان لے چلو۔میں نے ادب
عرض کیا شاہ جی اپنے بس کی بات نہیں ہے۔کچھ دن خاموش رہنا مناسب ہے۔اللہ بہتر کرے گا۔
کی دعائیں شامل حال ہیں۔میں اپنے کو کبھی تنہا محسوس نہیں کرتا۔اس طرح کافی دیر قادیان کے با
میں گفتگو ہوتی رہی۔قادیان سے جانب مشرق تقریباً دس میل کے فاصلے پر ایک ہفتہ بعد احرار کی
روزہ کانفرنس میں حضرت شاہ جی کی تقریر ہونے والی تھی۔مجھے شاہ جی نے فرمایا اس اجتماع کے موق
آؤ گے؟ میں نے حاضری کا وعدہ کیا اور واپس قادیان چلا آیا۔آٹھ میل والی پابندی ختم ہوئی تو مرزا
نے پھر واویلا شروع کیا۔ان کا پراپیگنڈہ یہ تھا کہ جس روز عطاء اللہ شاہ بخاری قادیان میں قدم رکھیں
۔یہاں خوفناک فساد ہوگا۔مگر حکومت نے اس پراپیگنڈہ کا کوئی اثر نہ لیا۔اب وہ نئی پابندی لگانے
پس وپیش کر رہی تھی۔یعنی پابندی کا معاملہ معلق تھا۔

Marfat.com

یک روزہ احرار کانفرنس

اعلان کے مطابق قادیان کے نو دس میل جانب مشرق کسی بڑے گاؤں میں مسلمانان علاقہ کا بہت بڑا اجتماع ہوا۔ نماز عشاء کے بعد حضرت امیر شریعت نے ایمان افروز تقریر کی مجمع خاموشی سے دم سادھے ہمہ تن گوش تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے نور کی بارش ہو رہی ہو۔ حضرت شاہ جی جب لحن داؤدی میں آیات ربانی تلاوت کرتے تو سامعین پر وجد طاری ہو جاتا۔ تہجد کے وقت تک رشد و ہدایت کے دریا بہتے رہے۔ دعاء کے بعد اجلاس بخیر و خوبی برخاست ہوا۔ مجھے اسی کمرے میں سونے کے لئے جگہ مل گئی جہاں حضرت شاہ جی کو ٹھہرایا گیا تھا۔ فجر کی اذان سے تھوڑی دیر قبل میری آنکھ کھلی میں نے حضرت شاہ جی کو جگایا اور ان سے عرض کیا کہ ہمیں سورج طلوع ہونے سے قبل بٹالے پہنچ جانا چاہیے۔ آپ ضروریات سے فارغ ہو کر وضو بنالیں۔ میں ڈرائیور کو جگاتا ہوں۔ اور اسے کہتا ہوں کہ بس کو سٹارٹ کرلے۔ ہم نے صبح کی نماز پڑھی میں نے ڈرائیور سے سرگوشیوں میں پروگرام طے کرلیا۔ اگلی سیٹ پر میں اور حضرت شاہ جی بیٹھ گئے۔ پیچھے باقی کارکن بیٹھ گئے۔ بس چلی تو سبھی اونگھنے لگے۔ حضرت شاہ جی مجھ سے باتوں میں مشغول ہو گئے۔ پانچ چھ میل کے فاصلے پر موڑ آ گیا۔ ایک راستہ بٹالے کو اور دوسرا قادیان کو جاتا تھا۔ بس قادیان کی سڑک پر ڈال دی گئی۔ میرے اور ڈرائیور کے سوا کسی کو معلوم نہ تھا کہ بس کدھر جا رہی ہے۔ سورج کی شعائیں پھوٹیں تو ہر شے نظر آنے لگی۔ ریلوے لائن کو جب بس نے کراس کیا تو جھٹکا سا محسوس ہوا۔ اور اونگھنے والے بیدار ہوئے۔ چھڑی گھماتے ایک صاحب خراماں خراماں چلے جا رہے تھے۔ حضرت شاہ جی نے مجھ سے دریافت کیا ہم کدھر جا رہے ہیں یہ کیسی آبادی ہے۔۔۔؟ میں نے عرض کیا یہ صاحب جو چہل قدمی فرما رہے ہیں ڈاکٹر محمد اسماعیل ہیں۔ مرزا محمود کے ماموں جان۔ اور یہ سامنے دیکھئے منارۃ المسیح اور یہ ہے قادیان اتنے میں ہماری بس قادیان کی بستی میں داخل ہو چکی تھی۔ حضرت شاہ جی کی قادیان میں آمد کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ مسلمان ہندو اور سکھ گھروں سے نکل آئے دوسری طرف مرزائیوں کے ہاں بھی کھلبلی مچ گئی۔ مسلمانوں کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے انتیس کو عید کا چاند نمودار ہو گیا ہو۔ چہل پہل شروع ہو گئی۔ تھانیدار دوڑا دوڑا ہانپتا کانپتا میرے پاس آیا کہنے لگا کیا غضب کیا ہے۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں اور شاہ جی بلا اطلاع قادیان پہنچ گئے ہیں۔ ارے بھئی افسران بالا کو ہم کیا جواب دیں گے۔ بیچارہ بوکھلا گیا تھا۔ میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ کوئی غضب نہیں ہوا بس

Marfat.com

اک ذرہ سا پروگرام ہے۔ منہ ہاتھ دھو کر حضرت شاہ جی چائے کی ایک پیالی پی لیں ابھی ایک آدھ گھنٹے میں تشریف لے جائیں گے۔ گھبراؤ نہیں تھانے میں جا کر آرام سے بیٹھو بے چارہ بے وقوف بنکر چلا گیا۔ ایک گھنٹہ بعد پھر آ گیا پوچھنے لگا شاہ جی جانے کے لئے تیار ہو گئے؟ میں نے کہا رات بھر کے جاگے ہوئے تھے۔ سو گئے ہیں۔ ایک گھنٹہ آرام کر لیں گھبرانے کی بات نہیں وہ زیادہ دیر ٹھہریں گے نہیں۔ چلے جائیں گے۔ تھانیدار غچہ کھا کر پھر واپس چلا گیا۔ مسلمانوں نے واقعی عید کی سی خوشی منائی۔ ایک بکرا ذبح ہوا۔ تنور گرم ہو گئے روٹیاں پکنے لگیں، عورتیں، بچے بوڑھے اور جوان خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ شاہ جی جب دس بجے کے قریب سو کر اٹھے تو تھانیدار صاحب پھر وارد ہوئے مجھ سے دریافت کیا تو میں نے تھانیدار کو بتا دیا کہ اب شاہ جی واپس تشریف لے جانے سے قبل غسل فرمائیں گے۔ تب جائیں گے۔ تھانیدار پھر واپس ہو گیا۔ ایک گھنٹے بعد کھانا تیار ہو گیا۔ تھانیدار آیا اور دیکھ کر چلا گیا اسے اطمینان ہو گیا کہ ایسے معزز مہمان کو کھانا کھلائے بغیر کون جانے دیتا ہے۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو میں نے اپنے ایک رضا کار کو بلایا اور اسے کہا کہ ٹین کا کنستر بجا کر قادیان کے گلی کوچوں میں اعلان کر دو کہ ظہر کی نماز کے بعد حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مسجد شیخاں میں ختم نبوت کے موضوع پر تقریر کریں گے۔ اس اعلان سے قادیان میں ہڑبونگ مچ گئی۔ بھاگیو، دوڑیو، پکڑیو، پولیس الگ بھاگی پھرتی تھی۔ مرزائیوں کی سی آئی ڈی الگ پریشان ہو رہی تھی۔

قصرِ خلافت میں اہم میٹنگ

مجھے نہیں معلوم کہ مرزا محمود کے قصر خلافت میں کیا مشورہ ہوا۔ مگر جو کچھ میرے سامنے آیا میری آنکھوں نے جو نظارہ دیکھا اس سے جو نتیجہ اخذ ہو سکتا تھا وہ یہی تھا کہ حضرت شاہ جی کو تقریر کا موقع نہ دیا جائے۔

حضرشاہ جی کی تاریخی تقریر

اعلان کے فوراً بعد پولیس گارڈ مسجد شیخاں کے موڑ پر پہرا جما کر کھڑی ہو گئی اسے خیال یہ تھا کہ حضرت شاہ جی بازار کے سیدھے راستے مسجد میں تشریف لائیں گے مگر میں کسی اور فکر میں تھا۔ چنانچہ میں نے حضرت شاہ جی سے عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ آئیں میں آپ کو ایسے راستے سے لے چلوں گا کہ آپ کا جی خوش ہو جائے گا۔ میں انہیں مرزائیوں کے خاص محلے میں سے گزار کر سیدھا قصر خلافت کی

Marfat.com

جانب لے گیا۔ مرزا محمود کے محل کے پاس سے ایک چھوٹی سی گلی سے نکل کر ہم مسجد شیخان میں بخریت پہنچ گئے۔ کس قدر خطرناک راستہ تھا مگر اللہ کا فضل شامل حال تھا۔ کسی شخص کو کوئی شرارت نہ سوجھی اور نہ کسی نے ہم سے تعرض کیا۔

حضرت شاہ جی منبر پر کھڑے ہوئے تقریر سے پہلے قرآن پاک کی تلاوت شروع کی۔ اتنے میں مرزائی رضا کار جن کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں مسجد میں داخل ہوئے قادیان کے ایک جیالے مسلمان نے مرزائیوں کے داخلے پر احتجاج کرنا چاہا مگر حضرت شاہ جی نے اسے ڈانٹ کر خاموش کر دیا اور فرمایا یہ نوجوان ہمارے مہمان ہیں اور یہ خانہ خدا ہے اس میں داخل ہونے پر کوئی پابندی نہیں ہے اس کے بعد مرزائی نوجوان کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ آؤ میرے عزیز و آگے بیٹھو ہٹو بھئی ان کو جگہ دو وہ لوگ آگے آکر بیٹھ گئے۔ حضرت شاہ جی نے

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی

کی آیت درد میں ڈوبی ہوئی آواز سے تلاوت کی اور اس کے بعد مسئلہ ختم نبوت پر مثبت انداز میں تقریر فرمائی۔ تقریر کیا تھی جادو تھا، سحر تھا، پھولوں کی بارش ہو رہی تھی۔ تقریر کا ہر لفظ دل کی گہرائیوں میں اتر رہا تھا۔ خدا جانے کیا ہوا حاضرین سانس بھی آہستہ لیتے تھے۔ شاہ جی نے اس مسئلے پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔ دوران تقریر وہ دریافت بھی کرتے گئے کہ مسئلہ ٹھیک طرح سے سمجھ میں آ گیا ہے۔ سب لوگ مع مرزائیوں کے اقرار کر رہے تھے۔ جھوم رہے تھے۔ فرط عقیدت سے بعض کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ تقریر کے بعد جب شاہ جی نے دعاء کے لئے ہاتھ اٹھائے تو مرزائی نوجوانوں نے ایک دوسرے کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھا مگر انہیں بھی ہاتھ اٹھا کر آمین کہنا پڑی۔ اپنے عقیدت مندوں کے مجمع میں تقریر کر کے واہ واہ کر لینا کچھ مشکل کام نہیں مگر جو لوگ بدترین مخالف ہوں جو مخالفت کے ارادے سے آئے ہوں انہیں وجد میں لے آنا یہ وصف یہ ہمت اور حوصلہ خدا نے بخاری کو دے رکھا تھا۔ آہ وہ شیدائے رسولؐ وہ پیکر ایثار و محبت اب اس دنیا میں نہیں رہے۔

وہ کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

اس ایک واقعہ سے مرزائیوں کا یہ پراپیگنڈہ کہ حضرت شاہ جی قادیان میں داخل ہوئے تو خون خرابہ ہوگا۔ ختم ہوگیا۔ حکومت کے پاس اس واقعہ کے بعد پابندی لگانے کا کوئی جواز نہ تھا۔ کیونکہ

Marfat.com

حضرت شاہ جی نہ صرف یہ کہ قادیان میں داخل ہوئے بلکہ وہ مرزائیوں کے اپنے محلے میں گھوم پھر آئے اور مجمع عام میں مسئلہ ختم نبوت پر دل کھول کر تقریر بھی کر ڈالی۔

این سعادت بزرو بازو نیست
تانہ بخشد، خدائے بخشندہ

(راوی ماسٹر تاج الدین انصاری امیر شریعت نمبر)

حضرت شاہ جی کی آخری قید

1953ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں گرفتار ہونے والے رہنما مختلف جیل خانوں میں بند تھے اور فسادات پنجاب کی عدالتی تحقیقات کا آغاز ہو چکا تھا تحقیقاتی کمیشن کی طرف سے تحریک کے سلسلہ میں مختلف دینی جماعتوں کو اپنا مؤقف بیان کرنے کا کہا گیا۔ چنانچہ لاہور سنٹرل جیل میں محبوس زعمائے احرار نے کمشنر کی وساطت سے حکومت مغربی پاکستان سے مطالبہ کیا کہ ہماری جماعت کے ممتاز رہنما چونکہ مختلف جیل خانوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں اور ان سے ضروری مشاورت کے حصول میں سخت الجھنیں پیش آ رہی ہیں۔ اس لئے ان سب حضرات کو لاہور سنٹرل جیل میں یکجا کر دینا از بس ضروری ہے تاکہ ہم بھی تحقیقاتی کمیشن کے روبرو اپنا مؤقف اجتماعی حیثیت میں پیش کر سکیں۔ تحقیقاتی کمیشن نے حکومت پر زور دیا کہ جس قدر ممکن ہو سکے ان رہنماؤں کو اکٹھا کرنے کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ ادھر کراچی میں گرفتار ہونے والے جلیل القدر رہنما ارباب اختیار کی "مصلحتوں" کے پیش نظر چونکہ حیدر آباد سکھر اور دوسری جیلوں میں الگ الگ کئے جا چکے تھے۔ اس لئے انہیں یکجا کرنے میں تاخیر سے کام لیا گیا ادھر تحقیقاتی کمیشن کا تقاضا شدت اختیار کر رہا تھا کہ تحریک کے روح رواں حضرات کی غیر حاضری تحقیقات میں چونکہ رکاوٹ کا باعث بن رہی ہے۔ اس لئے وہ لوگ بلا تاخیر لاہور پہنچ جانے چاہئیں۔

ایک دن لاہور سنٹرل جیل کے ایک افسر نے صبح سویرے آ کر ہمیں اطلاع دی کہ آج سکھر جیل کے قیدی یہاں پہنچ رہے ہیں ان میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ابوالحسنات کے اسماء گرامی خصوصاً قابل ذکر ہیں اس افسر نے اپنی بات کی تکمیل کرتے ہوئے دوسری مسرت افزا خبر یہ سنائی کہ ان حضرات کے لئے بھی آپ کے اسی "دیوانی احاطہ" میں قیام کا انتظام کیا جا رہا ہے اور غالباً دوپہر تک وہ

Marfat.com

حضرات یہاں تشریف لے آئیں گے۔ لاہور سنٹرل جیل کے دیوانی احاطہ میں اس وقت شیخ حسام الدین، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا محمد حیات، سید سبط حسن، ملک عبدالغفور انوری، عطاء اللہ جہانیاں ور راقم الحروف محبوس تھے ہم نے جب ان بزرگوں اور بالخصوص شاہ جی کی آمد کا مژدہ جانفزا سنا تو سب کے چہروں پر مسرت وبشارت کی ایک لہر دوڑی گئی، ان سب کی آنکھیں روزنِ در پر لگی ہوئی تھیں کہ ان اولوالعزم اور جلیل القدر شخصیات کی زیارت کا شرف کب حاصل ہوتا ہے؟

لاہور سنٹرل جیل میں شاہ جی کی آمد

25 جولائی کو دن کے گیارہ بجے گرفتار ہونے والے حضرات کا ایک گروہ جن میں حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا سید ابوالحسنات، جناب مظفر علی شمسی اور دیگر حضرات شامل تھے سنٹرل جیل میں پہنچ گیا، باقی حضرات تو دیوانی احاطہ میں آگئے۔ لیکن شاہ جی ابھی ڈیوڑھی میں ہی تھے آپ کے استقبال کے لئے ہمارے علاوہ دوسری بارکوں کے سیاسی اور اخلاقی قیدی اپنے احاطوں میں سراپا انتظار بنے کھڑے تھے کہ سامنے سے جیل کے ارباب اختیار اور چند دوسرے قیدیوں کے جلو میں شاہ جی تشریف لاتے دکھائی دیئے جونہی لوگوں کی نگاہیں آپ پر پڑیں امیر شریعت زندہ باد! کے فلک شگاف نعروں سے جیل کے در و دیوار گونج اٹھے، شاہ جی کی آمد اور لوگوں کے نعروں کا انداز ایسا ہی تھا جیسا شاہ جی اپنی زندگی میں کسی اجتماع عام سے خطاب کرنے کے لئے جلسہ گاہ میں پہنچا کرتے تھے۔ دیوانی احاطہ میں شاہ جی سب سے آخر میں پہنچے ضعف اور نقاہت کے باعث آپ بے حد پژمردہ تھے۔ آپکا لحیم وشحیم جسم اب ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ رہ گیا تھا گالوں اور تابناک چہرے پر جھریاں پڑ گئی تھی اور جسم پر جگہ جگہ پھوڑے پھنسیوں کے داغ دھبے نمایاں تھے۔

دیوانی احاطہ کے بڑے کمرہ میں شاہ جی اور مولانا ابوالحسنات کے لئے رہائش کا انتظام کر دیا گیا۔ انکی آمد سے قبل چونکہ جیل کے اکثر قیدی چارپائیوں کے بجائے زمین پر اپنا بستر بچھا کر ایام اسیری گزار رہے تھے اور صرف ہمارے احاطہ کے چند نظر بندوں کے پاس جو چارپائیاں تھیں وہ ان بزرگوں کی خدمت میں پیش کر دی گئیں۔ جیل کے افسروں نے بعد میں اکثر سیاسی قیدیوں کے لئے چارپائیوں کا انتظام کر دیا۔

Marfat.com

حکام سکھر جیل کا افسوسناک سلوک

شاہ جی چونکہ بیماری اور سفر کی طوالت کے بعد بے حد نڈھال تھے اس لئے ہم نے اپنی بات چیت صرف علیک سلیک تک ہی محدود رکھی ظہر کی نماز کے بعد جب ارباب سخن نے شاہ جی سے انکی صحت کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے پہلے کراچی کے ارباب اختیار کی کرم بخشیوں کی داستان سنائی کہ ان لوگوں نے ہم بڈھوں (مولانا ابوالحسنات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ پھر سکھر جیل کے افسروں کی اخلاق باختگی اور ان کی سرد مہری کے واقعات سنائے تو سامعین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

شاہ جی نے فرمایا کہ "موسم گرما، جون، جولائی کی ہلاکت خیزیاں، سکھر جیل اور پھر اس کے "رحم دل اور ذرہ نواز" ارباب اختیار! بس یہ تو میرے اللہ میاں کا فضل و کرم ہوا کہ ہم وہاں سے زندہ وسلامت آ گئے، ورنہ ان لوگوں نے اپنی جانب سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا"۔

آپ نے سکھر جیل کی خوراک کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ "چاول اور نامعلوم اشیاء کے امتزاج سے جو سخت سے سخت روٹی تیار ہو سکتی وہ ہمارے لئے مہیا کی جاتی ساگ پات کی جگہ گھاس پھونس اور مسلسل مسور کی دال یہ ہمارے لئے سب سے اچھی "صحت افزا" غذا تجویز کی گئی تھی، تپتے ہوئے مختصر سے قبر نما کمرے ہمارے لئے مسکن اور قیام گاہیں تھیں جن سے معمولی ہوا کا بھی مشکل سے گزر ہوتا تھا جن کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان تکلیف دہ اور دلگداز حالات میں میری صحت کا ستیاناس ہو گیا، جسم کا ستیاناس ہو گیا جسم پر پہلے گرمی دانے نمودار ہوئے۔ پھر وہ سخت پھوڑے بن گئے جنہوں نے میرے بدن میں اس طرح آگ لگا دی جس طرح دہکتے ہوئے انگارے جسم پر رکھ دیئے گئے ہوں"۔

شاہ جی نے فرمایا "متحدہ ہندوستان میں ہم نے سخت سے سخت جیل خانے بھی دیکھے ہیں اور سفاک سے سفاک اور ظالم سے ظالم جیل کے انگریز افسروں سے واسطہ پڑا ہے اور بعض افسروں سے ایسی گٹھی کہ رہائی تک اکھاڑہ بنا رہا لیکن سکھر جیل میں ہمارے ساتھ نرالا ہی سلوک ہوا میں قید و بند کے مصائب بیان کرنے کا عادی نہیں ہوں بلکہ ان کا تذکرہ معیوب سمجھتا ہوں جو لوگ حوالات میں ایک رات کاٹ آئیں تو باہر آ کر اخبارات کے نمبر نکالتے ہیں اور زندان کی ساعتیں منٹوں میں حساب لگا کر بیان کی جاتی ہیں بابو! یہ پراپیگنڈے کی دنیا ہے حضرت یوسفؑ نے تو ہمارے لئے جیل خانہ گلشن بنا دیا تھا

84336

Marfat.com

جیسے وہاں عطر بیز پھولوں تک رسائی کانٹوں میں الجھنے کے بعد ہی حاصل ہوئی ہے ایسے ہی گلشن زندگی میں تلخیوں اور تنگیوں کے بعد ثمر مراد پا سکتے ہیں"۔

شاہ جی نے حضرت یوسفؑ کا ذکر جاری رکھتے ہوئے فرمایا

"سبحان اللہ" انہوں نے کتنی بلند بات کی ہے۔

ربّ السجن احب الی ممایدعوننی الیہ

اے میرے پروردگار! یہ قید خانہ مجھے اس سے کہیں زیادہ محبوب ہے جدھر وہ مجھے بلا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یوسفؑ کے ذکر سے مجھے ڈم ڈم جیل یاد آ گئی، 1930ء کے ایام اسیری میں ایک رات سورہ یوسف کی تلاوت کر رہا تھا چودھویں رات کی چاندنی، رات کا سناٹا، فضا خاموش اور ماحول دم بخود تلاوت قرآن پاک میں کچھ وقت گزر گیا۔ اتنے میں پنڈت رانجھی لال سپرنٹنڈنٹ جیل نے مجھے پیچھے سے پکارا دیکھا تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہو رہی تھی۔ کہنے لگا

"شاہ جی! خدا کے لئے بس کرو میرا دل قابو سے باہر ہو رہا ہے اور اب مجھ میں رونے کی سکت نہیں رہی"

بھائی! قرآن پڑھا جائے تو آج بھی اس کے اعجاز دکھائی دیتے ہیں آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا یہاں ذکر سکھر جیل کا ہو رہا ہے میری تو خیر کوئی بات نہ تھی میں تو سرگرم کشیدہ ہوں اور پوری زندگی جیل یا ریل کی نذر ہوئی ہے یہ بڑے میاں (ابوالحسنات) بیچارے اس وادی پر خار میں پہلی ہی بار قدم رنجاں ہوئے تھے۔ مجھے ان کا بڑا احساس رہا لیکن ماشاءاللہ ان کو تو میں نے اپنے سب ساتھیوں سے زیادہ صبر و شاکر پایا راقم الحروف نے استفہاماً شاہ جی کی خدمت میں عرض کی آپ حضرات کے ساتھ اس قسم کے افسوسناک سلوک کا محرک کہیں انسپکٹر جیل خانہ جات کا انتقامی جذبہ تو نہیں اس پر شاہ جی نے ایک بار پھر میری طرف دیکھا اور خاموش ہو گئے۔

(راوی مجاہد الحسینی امیر شریعت صفحہ نمبر 191)

حضرت امیر شریعتؒ اور جسٹس منیر کا مکالمہ

1953ء کی تحریک ختم نبوت' اپنے شباب پر پہنچ کر مائل بہ اختتام تھی۔ تحریک کی قیادت اور ہزاروں کارکن جیلوں میں بند تھے۔" عدالتی تحقیقات " کے لئے جسٹس منیر اور ایم آر کیانی پر مشتمل کمیشن (لاہور ہائی کورٹ) سماعت کر رہا تھا۔ جسٹس منیر متعصب قادیانی نواز تھا۔ وہ علماء کو کمرۂ عدالت میں بلا بلا

Marfat.com

کر بے عزت کر رہا تھا۔ تحریک ختم نبوت کو "احرار احمدی نزاع" اور "فسادات پنجاب کا نام" دیتا تھا۔ اسلام کو موضوع بحث بنا کر علماء کا مذاق اڑا رہا تھا اور اپنے قادیانی آقاؤں اور محسنوں کو خوش کر رہا تھا۔

سرکار بنام عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

لیکن ایک دن وہ اپنی ہی عدالت میں پکڑا گیا۔ اس نے مجدد تحریک تحفظ ختم نبوت، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری (علیہ الرحمتہ) کو عدالت میں طلب کر لیا۔ حکومت نے بیان داخل کرنے کے لئے امیر شریعتؒ کو سکھر جیل سے لاہور سنٹرل جیل منتقل کر دیا۔ پیشی کی تاریخ پر امیر شریعتؒ اور انکے قیدی رفقاء کو سخت پہرے میں عدالت میں لایا گیا۔ عدالتی ہرکارے نے آواز لگائی، سرکار بنام عطاء اللہ شاہ بخاری وغیرہ۔

امیر شریعتؒ عدالت میں

اب اسیر ختم نبوت امیر شریعت، پورے قلندرانہ جاہ وجلال اور ایمانی جرأت وقار کے ساتھ کمرۂ عدالت میں داخل ہوئے۔ سرفروشانِ احرار نے پورے ہائی کورٹ کو اپنے حصار میں لے رکھا تھا۔ عدالت میں داخل ہوئے۔ عدالت کے دروازے پر ہزاروں فدائین ختم نبوت اور شمع رسالتؐ کے پروانے نعرہ زن تھے۔ نعرۂ تکبیر۔۔۔۔ اللہ اکبر، تاج وتخت ختم نبوت ۔۔۔ زندہ باد، مرزائیت ۔۔۔ مردہ باد، امیر شریعتؒ نے عدالت کے دروازے پر کھڑے ہو کر ہتھکڑیاں فضا میں لہرائیں اور ہاتھ سے اشارہ کیا۔۔۔ مجمع روافتگی سے پوچھ رہا تھا:

سیدی ومرشدی! کہیے کیا حکم ہے؟ دیوانہ بنوں یا نہ بنوں؟ حکم ہوا۔۔۔ خاموش! تمام مجمع ساکت وجامد! امیر شریعتؒ، عدالت میں داخل ہو گئے۔

مرد مومن کا چہرہ

جسٹس منیر ۔۔۔ بغض وحسد سے بھرا ہوا، غصے سے لال پیلا، گردن تنی ہوئی اور تکبر وغرور کا نا ہنجار بنا کرسی پر بیٹھا تھا۔ مردِ مومن کے چہرۂ انور پر نگاہ پڑی تو اس کی آنکھیں جھک گئیں۔ جسٹس منیر دوسری مرتبہ آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ کر سکا۔ کاروائی شروع ہو گئی۔ امیر شریعتؒ نے اپنا تحریری بیان عدالت میں پیش کیا۔ جسٹس منیر نے ایک نظر بیان کو دیکھا (جسے اس نے "منیر انکوائری رپورٹ" میں

Marfat.com

شامل نہیں کیا) اور پھر مخصوص چبھتے ہوئے انداز میں سوالات کا آغاز کر دیا۔

جسٹس منیر: ہندوستان میں اس وقت کتنے مسلمان ہیں؟

امیر شریعتؒ: سوال غیر متعلق ہے، مجھ سے پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں پوچھیں۔

جسٹس منیر: (تمسخر آمیز لہجے میں) ہندوستان اور پاکستان میں جنگ چھڑ جائے تو ہندوستان کے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

امیر شریعتؒ: ہندوستان میں علماء موجود ہیں، وہ بتائیں گے۔

جسٹس منیر: (طنز کرتے ہوئے) آپ بتا دیں؟

امیر شریعتؒ: پاکستان کے بارے میں پوچھیں، یہاں کے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔

جسٹس منیر: مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

امیر شریعتؒ: اسلام میں داخل ہونے اور مسلمان کہلانے کے لئے صرف کلمہ شہادت کا اقرار اعلان ہی کافی ہے، لیکن اسلام سے خارج ہونے کے ہزاروں روزن ہیں۔ ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک کا انکار کفر کے ماسوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ میں سے کسی ایک کو بھی انسانوں میں مانا تو مشرک' قرآن کریم کی کسی ایک جماعت یا آیت یا جملہ کا انکار کیا تو کافر' اور نبی کریمؐ کے منصب ختم نبوت کے بعد کسی انسان کو کسی بھی حیثیت سے نبی مانا تو مرتد۔

جسٹس منیر: (قادیانی وکیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

امیر شریعتؒ: خیال نہیں عقیدہ ہے، جو ان کے بڑوں کے بارے میں ہے۔

مرزائی وکیل: نبی کی تعریف کیا ہے؟

امیر شریعتؒ: میرے نزدیک اسے کم از کم ایک شریف آدمی ہونا چاہیے۔

جسٹس منیر: (بدتمیزی کے انداز میں) آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر کہا ہے؟

امیر شریعتؒ: میں اس سوال کا آرزومند تھا۔ کوئی بیس برس ادھر کی بات ہے، یہی عدالت تھی، جہاں آپ بیٹھے ہیں، یہاں چیف جسٹس، مسٹر جسٹس ڈگلس ینگ تھے اور جہاں مسٹر کیانی بیٹھے ہیں' یہاں رائے بہادر جسٹس رام لال تھے۔ یہی سوال انہوں

Marfat.com

نے بھی مجھ سے پوچھا تھا، وہی جواب آج دھراتا ہوں۔ میں نے ایک بار نہ
ہزاروں مرتبہ مرزا کو کافر کہا ہے۔ کافر کہتا ہوں، کافر کہتا رہوں گا، یہ میرا ایمان
اور عقیدہ ہے اور اسی پر مرنا چاہتا ہوں۔ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کافر و مرتد
ہے۔ مسیلمہ کذاب اور ایسے ہی دیگر جھوٹوں کو دعویٰ نبوت کے جرم میں قتل کیا
گیا۔

جسٹس منیر: (غصے سے بے قابو ہو کر دانت پیستے ہوئے) اگر غلام احمد قادیانی آپ کے سامنے یہ دعویٰ کرتا تو آپ اسے قتل کر دیتے؟

امیر شریعتؒ: میرے سامنے اب کوئی دعویٰ کر کے دیکھ لے۔

حاضرین عدالت: نعرہ تکبیر، اللہ اکبر۔۔۔۔۔ ختم نبوت، زندہ باد، مرزائیت مردہ باد، کمرۂ عدالت لرز گیا۔

جسٹس منیر: (بوکھلا کر) توہین عدالت

امیر شریعتؒ: (جلال میں آکر) توہین رسالت

جسٹس منیر: دم بخود، خاموش، مبہوت، حواس باختہ، ہوش عنقا پیشانی سے پسینہ پونچھنے لگا۔

عدالت: امیر شریعتؒ کی جرأت ایمانی اور جذبہ حب رسول دیکھ کر سکتے میں آچکی تھی۔

(از سید محمد کفیل بخاری بحوالہ نقیب ختم نبوت اگست ۲۰۰۱ء)

راجپال کی گستاخانہ جسارت

ایک ہندو راجپال نے نبی کریمؐ کی شان میں جب گستاخی کا ارتکاب کیا اور رنگیلا رسول نامی کتاب چھاپی تو مذکورہ کتاب کے خلاف زبردست احتجاج ہوا۔ 17 جولائی 1957ء کو ایسے ہی ایک احتجاجی جلسے سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے خطاب کیا۔ اس موقع پر لاکھوں فرزندان اسلام کے دوش بدوش ابوحنیفہ ہند مفتی کفایت اللہ اور مفسر قرآن مولانا احمد دہلویؒ بھی موجود تھے۔

ہم تمہاری مائیں ہیں

شاہ صاحبؒ کی ایمان افروز تقریر پر لوگ سراپا غیرت و حمیت تھے آپ نے فرمایا۔۔۔ آج

Marfat.com

مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید کے دروازے پر ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور فرمایا۔۔۔ہم تمہاری مائیں ہیں، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ایک بدنام زمانہ ہندو گستاخ نے سید الکونین ﷺ کی عزت و ناموس پر حملہ کیا ہے۔۔۔۔!

ارے وہ دیکھو تو! ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہیں سامنے دروازے پر تو نہیں کھڑی ہیں۔۔۔(پورا مجمع دروازے کی طرف دیکھنے لگا) پھر کیا تھا' جلسہ گاہ میں کہرام مچ گیا' لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے، اور شاہ صاحب اپنے پورے جوش خطابت اور غیرت دینی کے جذبات میں سرشار آواز میں فرما رہے تھے۔

دیکھو! دیکھو! سبز گنبد میں حضور ﷺ تڑپ رہے ہیں' حضرت خدیجہؓ و حضرت عائشہ پکارتی ہیں۔امہات المومنین تم سے اپنے حق کا مطالبہ کرتی ہیں عائشہؓ پکارتی ہیں۔وہی عائشہؓ جنہیں رسول اللہ ﷺ پیار کے ساتھ حمیرا کہا کرتے تھے۔وہی عائشہؓ جنہوں نے رسول اللہؐ (فداہ ابی وامی) کو رحلت کے وقت مسواک چبا کر پیش کی تھی' انکے ناموس پر قربان ہو جاؤ! سچے بیٹے ماں کی عزت و ناموس کے لئے کٹ مرا کرتے ہیں۔۔۔۔!

غازی علم الدین شہید۔۔۔۔! شاہ جی کی اسی تقریر سے متاثر ہو کر اُٹھا تھا اور لوہاری دروازے کے ساتھ موچی دروازے کے اندر چوک میں واقع اپنی کتابوں کی دکان پر بیٹھے گستاخ رسول کو جہنم واصل کر کے خود یہ شعر پڑھتے ہوئے تختہ دار پر چڑھ کر حیات جاودانی حاصل کر گیا۔۔۔۔

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(خطاب امیر شریعت ص 74,73 مولانا مجاہد الحسینی)

انسان یا چٹان

شاعر ختم نبوت سید امین گیلانی لکھتے ہیں

"راقم الحروف کو یہ واقعہ شاہ جی نے خود سنایا تھا۔فرمایا ایک بار جالندھر میں قادیانیت کے خلاف تقریر کر رہا تھا۔اچانک کسی مخالف نے شہد کی مکھیوں کے چھتے کو چھیڑ دیا فرمایا شہد کی مکھیوں کا ایک مکمل نظام ہے۔وہ اس نظام اور اپنے سردار کے تحت کام کرتی ہیں فرمایا میں دیکھ رہا تھا کہ مکھیوں کا سردار

Marfat.com

آگے آگے میری طرف تیزی سے آ رہا ہے اور پیچھے پیچھے مکھیوں کا لشکر، وہ آتے ہی میرے ابروؤں کے درمیان بیٹھ گیا اور ساتھ ہی تمام لشکر نے میرے چہرے پر ڈیرہ جمالیا۔ اسی اثناء میں میں نے دیکھا کہ بعض لوگ اُٹھ کر بھاگنے لگے، میں نے فوراً للکارا کہ خبردار کوئی اُٹھنے نہ پائے۔ فرمایا مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ بھاگنے کے پیچھے بھاگتی ہیں۔ اس لئے روک دیا کہ میں تختہ مشق بن چکا ہوں، دوسرے لوگ بھی ساتھ مارے نہ جائیں۔ فرمانے لگے کہ میرا چہرہ گرم ہوتا گیا۔ مجھے ان کے ڈنگ مارنے کا کچھ احساس نہیں تھا۔ صرف ایک مکھی نے کہیں میری آنکھ کے کونے میں ڈنگ مارا تو مجھے سوئی لگنے کی سی چبھن محسوس ہوئی، مگر میں اپنی جگہ پر جم کر کھڑا رہا۔ بالآخر لوگوں نے سعی کر کے مجھے وہاں سے بچ بچا کر ساتھ لیا۔ کئی دن تک میرے چہرے کا ورم نہ گیا۔ کئی کئی سیر برف کوٹ کوٹ کر میرے چہرے پر رکھی جاتی تھی۔ فرمایا مجھے ایک خطرہ تھا، کہیں میری بینائی کو نقصان نہ پہنچا ہو، جب ذرا میری آنکھیں کھلیں تو مجھے روشنی نظر آئی، تو میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

(بخاری کی باتیں ص 27,26 مصنفہ سید امین گیلانی)

میرا سب کچھ قربان

شاہ جیؒ نے ایک دفعہ تقریر میں فرمایا! قادیان کانفرنس کے خطبہ پر دفعہ 153 کے تحت مجھ پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ اس کی سزا زیادہ سے زیادہ صرف دو سال قید ہے۔ میرا جرم یہ ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم ہوں۔ اس جرم میں یہ سزا بہت کم ہے میں رسول اللہ کی ناموس پر ہزار جان سے قربان ہونے کو تیار ہوں مجھے شیروں اور چیتوں سے ٹکڑے کرا دیا جائے اور پھر کہا جائے کہ تجھے بجرم عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تکلیفیں دی جا رہی ہیں تو میں خندہ پیشانی سے اس سزا کو قبول کروں گا اور میں اپنا آٹھ سالہ بچہ عطاء المنعم اور اس جیسے خدا کی قسم ہزار بچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفش پر سے نچھاور کر دوں۔ (مختصر سوانح از خاں کابلی)

شہداء ختم نبوت

میں کہتا ہوں کہ جب تک احرار زندہ ہیں جھوٹی نبوت نہیں چلنے دیں گے۔ جب بھی کوئی کذاب سر اٹھائے گا صدیق اکبرؓ کی سنت جاری کی جائے گی۔

Marfat.com

ماضی میں احرار کی بے پناہ جدوجہد، جانکاہ محنت وایثار اور ہماری برپا کردہ تحریک تحفظ ختم نبوت میں ہزاروں جوانان گل گوں قبا، سرخ پوشان راہ بقا اور سرمستان عہد و وفا کی قربانی وشہادت احرار کے اخلاص کی زندہ مثال ہے۔

جو لوگ تحریک "تحفظ ختم نبوت" میں جہاں تہاں شہید ہوئے ان سب کی ذمہ داری مجھ پر ہے اور جو آئندہ ہوگا اس کی بھی۔ شہداء ختم نبوت کے لئے میں کیا دعا کروں؟ دعا تو یہ ہے کہ انکے صدقے میں ہمارا ایمان بچ جائے (آمین)

یاد رکھو! میں تو زندہ نہیں رہوں گا مگر تم دیکھو گے کہ شہداء ختم نبوت کا خون بے گناہی رنگ لا کر رہے گا۔

جو "میاں" صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں وہ اس قابل نہیں کہ اسے منہ بھی لگایا جائے۔

جو نام نہاد مسلمان نبوت کے ان ڈاکوؤں سے حسن سلوک کے قائل ہیں یا ان سے رواداری پر عامل ہیں وہ حرماں نصیب روز محشر شفیع امت حضور خاتم النبیین ﷺ کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے جو "میاں" صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں وہ اس قابل نہیں کہ اسے منہ بھی لگایا جائے۔ نبی کریمؐ کے منصب عالیہ پر ڈاکہ ڈالنے والا مسیلمہ کذاب کی طرح آج بھی واجب القتل ہے۔ ارتداد ایک ایسا جرم ہے جس کی معافی اسلام میں کہیں نہیں۔ "مرزا" اور اس کے ماننے والے دجال، کذاب، مرتد، واجب القتل اور جہنمی ہیں۔!

جان ایمان اور روح قرآن

مسئلہ ختم نبوت جان ایمان اور روح قرآن ہے۔ اگر مسلمان عقیدہ ختم نبوت سے بال برابر بھی ادھر ادھر ہو جائیں تو پھر نہ محمد عربی کا فرمان باقی رہتا ہے۔ اور نہ خدا تعالیٰ کی وہ تنزیہہ وتقدیس باقی رہتی ہے۔ جس پر حضرت آدم سے لے کر حضور ختمی مرتبت تک تمام انبیاء علیہ السلام متفق ہیں۔ مرزائیت کی روح پر اسی جانِ قرآن اور جان اسلام سے مرتدانہ ضرب ہے۔ میں اس کے استیصال کو ہر مسلمان کے لئے فرض بلکہ افرض جانتا ہوں اور اپنی زندگی کی آخری بازی بھی اس پر لگا دوں گا۔ یہ پاکستان کے جسم کا سیاسی ناسور ہے اگر حکومت نے اس کا آپریشن نہ کیا تو یہ ناسور سارے جسم کو تباہ کر کے رہے گا۔

(اقوال بخاریؒ)

Marfat.com

ختم نبوت کا تحفظ

"نوائے پاکستان" جن عزائم اور مقاصد کو لیکر اپنا دور جدید شروع کر رہا ہے۔ میں ان عزائم ومقاصد کی کامیابی کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کرتا ہوں۔ ہمیں سیاسی بکھیڑوں میں الجھنے اور پھنسنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے پیش نظر صرف ایک ہی موقف ہونا چاہیے۔ اور وہ حضور ختم المرسلین ﷺ کی ختم نبوت کا تحفظ ہے۔ اس کے علاوہ جو باتیں ملحوظ رکھنی ضروری ہیں وہ پاکستان کی عمومی خدمت اور جمہور المسلمین کو ان گمراہیوں سے نکالنا ہے جو ان کے عقائد و اعمال میں جڑ پکڑ چکی ہین۔ ان الفاظ کے ساتھ میں "نوائے پاکستان" کی کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں۔

روزنامہ "نوائے پاکستان" کے اجراء پر پیغام

معاملہ عقل وخرد کا نہیں عشق کا ہے

ایک موقع پر شاہ جی نے فرمایا خدا کی عبادت، رسول کی اطاعت، انگریز سے بغاوت یہ میرا ایمان ہے اور رہے گا۔ خدا معبود ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم محبوب اور انگریز مغضوب خدا کو جو جی میں آئے کہو اس کا محاسبہ وہ خود کرے گا مگر محمدؐ کے متعلق سوچ لینا یہ معاملہ عقل وخرد کا نہیں عشق کا ہے۔ عشق پر زور نہیں ہوتا اور نہ اپنے آپ پر اختیار پھر یہ نہیں سوچا جائے گا کہ قانون کیا کہتا ہے اور زمانہ کیا چاہتا ہے پھر جو ہونا ہوگا ہو جائے گا۔ جو ہوگا وہ دیکھا جائے گا۔

(امروز صفحہ نمبر 11۔ 15 اکتوبر 1961ء)

Marfat.com

قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

قاضی صاحب ایک دفعہ مرزائیوں کی ان سرگرمیوں کا احتساب کرنے کے لئے کوئٹہ تشریف لے گئے جو مرزائیوں نے بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانے کے لئے بپا کر رکھی تھیں اور جن کے پیچھے ایک گہری سازش کارفرما تھی۔ میاں امین الدین وہاں حکومت کے انچارج اعلیٰ تھے ان کا مزاج متکبرانہ تھا۔ قاضی صاحب نے ملاقات کے لئے وقت مانگا تو اس نے معذرت کر دی، قاضی صاحب نے دوبارہ کہلوایا کہ ملکی نوعیت کے مسائل پر گفتگو مقصود ہے اس نے پندرہ منٹ عنایت فرما دیئے۔ قاضی صاحب اندر گئے ملاقات شروع ہوئی مرزائیت کے متعلق بات شروع کی تو اس نے بڑے غرور سے کہا کہ اس کے متعلق ہم نے سرکلر کر دیا ہے۔ چھوڑیئے اس بات کو کوئی اور بات ہے تو کیجئے۔

قاضی صاحب نے فرمایا۔ وہ سرکلر آپ نے نہیں کیا میں مرکزی حکومت سے جاری کروا کر آیا ہوں۔ میاں صاحب کی اکڑی ہوئی گردن کچھ ڈھیلی ہوئی، دریافت کیا آپ مرکز میں کس سے ملے تھے، قاضی صاحب نے مرکزی وزراء اور وزیراعظم کا نام لیا اور سرکاری محکموں میں مرزائیوں کی ریشہ دوانیوں کے متعلق سرکلر کے جاری کئے جانے کی تفصیل بتائی تو میاں صاحب کی گردن میں مزید خم پیدا ہو گیا۔ اب قاضی صاحب نے اپنا صندوق اندر منگوایا اور مرزائیوں کے متعلق وہ تمام حوالے نکال نکال کر دکھانے شروع کیے جن میں مرزائیت کے سیاسی عزائم اور بلوچستان پر قبضہ کرنے کی باتیں درج تھیں۔ مرزائی لٹریچر سے جب میاں صاحب نے وہ حوالے دیکھے تو قاضی صاحب نے فرمایا میاں صاحب بلوچستان کے متعلق یہ خطرات آپ کے علم میں ہیں، میاں صاحب نے جواب دیا مجھے تو ان باتوں کا علم نہیں قاضی صاحب نے فرمایا تو آپ نے مرکز کو بھی قادیانی سرگرمیوں کی کوئی اطلاع نہیں بھجوائی ہوگی، بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کے زیرانتظام علاقہ میں ملکی سالمیت کے خلاف یہ سازشیں پروان چڑھ رہی ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی علم نہیں۔ یہ سن کر میاں صاحب بالکل جھک کر بیٹھ گئے اب وہ سب اکڑفوں ختم ہو گئی۔ گفتگو شروع ہوئی جو اڑھائی گھنٹے تک جاری رہی، قاضی صاحب نے معلومات کا ذخیرہ جمع کر دیا وہ حیران سے حیران ہوتا چلا گیا۔ اب قاضی صاحب نے اسے گریبان سے پکڑ لیا و محبت سے کبھی اپنی

Marfat.com

طرف کھینچتے اور پھر کبھی ڈھیلا کر کے اسے پیچھے لے جاتے اور اپنی خاص ادا میں فرمایا میاں صاحب ابھی
آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی جا کر اپنے فرائض کے متعلق جواب دینا ہے کہ آپ نے اسلامی حکومت کے
ایک صوبہ کی ذمہ داریوں کو کیوں نہیں ادا کیا تھا۔

عشق رسول اور جیل

قاضی احسان احمد کے غیر متزلزل عزم و ہمت کا ایک واقعہ **1953**ء میں پیش آیا۔ قاضی
صاحب تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ملتان جیل میں نظر بند تھے اسی دوران ان کے والد ماجد انتقال کر
گئے جیل کے حکام نے مولانا سے کہا کہ اگر آپ اعلیٰ حکام سے معافی مانگ لیں تو آپ کو رہا کیا جا سکتا
ہے اور آپ اپنے والد بزرگوار کی نماز جنازہ میں شرکت کر سکتے ہیں مولانا نے خشمگیں انداز میں کہا کہ میں
نے یہ جیل رسول اکرمؐ کے ناموس کے تحفظ کی خاطر قبول کی ہے آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں رسول اکرمؐ کو
بھول جاؤں اور والد کی محبت سے متاثر ہو کر آقائے نامدار کو دھوکہ دے جاؤں۔ میں عاشق رسول ہوں
مجھ پر اس جیسی ایک کیا ہزاروں مصیبتیں بھی اگر نازل ہو جائیں تو میں اف تک نہ کروں گا۔ حکام جیل
مولانا کے اس دلیرانہ جواب کو سن کر اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔

رسول کا جمال بن

مولانا جب کبھی کسی جلسہ یا تقریب میں جاتے تو طلباء کا ہجوم انہیں گھیر لیتا اور ان سے آٹو
گراف کا تقاضا کرتا مولانا نوجوانوں سے بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے وہ اکثر اپنے آٹو
گراف میں یہ شعر لکھتے۔

قوی اگر ہو سامنے تو قہر ذوالجلال بن
غریب پر اگر نظر پڑے تو رسول کا جمال بن

سوانح قاضی احسان احمد صفحہ نمبر 94

Marfat.com

مولانا محمد علی جالندھریؒ

مولانا محمد علی جالندھری کو زمانہ طالب علمی میں حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ سے شرف تلمذ حاصل ہوا۔ حضرت کشمیری فرمایا کرتے تھے۔

جو مسلمان قیامت کے دن نبی کریم ﷺ کی شفاعت چاہتا ہے وہ قادیانیت کی تردید کرے کیونکہ اس تحریک (قادیانیت) کا مقصد نبی کریمؐ کی نبوت کو مٹا کر قادیانی نبوت کو فروغ دینا ہے حضرت کشمیریؒ اپنے متعلقین کو عموماً اور شاگردوں کو خصوصاً رد قادیانیت کی طرف متوجہ کرتے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھری بھی جب علوم دینیہ کی تکمیل سے فارغ ہوئے تو اپنے مشفق استاد حضرت کشمیری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی اور عرض کیا کہ میرا سارا خاندان اہل حدیث ہے جبکہ میں حنفی ہوں خطرہ ہے کہ گھر میں اختلافی مسائل سے بدمزگی پیدا نہ ہو۔ رفع اختلاف کے لیے خصوصی دعا فرمادیں حضرت کشمیریؒ نے ارشاد فرمایا۔

نبوت کاذبہ کا مقابلہ کرو

بھائی مولوی صاحب! اہل سنت اور اہل حدیث کے اختلاف کی کیا فکر ہے۔ تمہارے پنجاب میں جھوٹی نبوت، کذاب نبی، دجال امت اور خطرناک پارٹی پیدا ہو چکی ہے یہ پارٹی کافرانہ عقائد اور غیر اسلامی مسائل کی حامل ہے۔ یہ لوگ اپنے عقائد کی بنا پر مرتد ہو چکے ہیں اور مسلمانوں کو مرتد بناتے ہیں مولوی صاحب اس فتنہ کا مقابلہ کرو اور مسلمانوں کے باہمی اختلافی مسائل سے بچتے رہو۔ قادیانی فتنہ اور طائفہ مرتدہ کے خلاف کام کر کے حضور علیہ السلام کی روح طیبہ کو خوش کرو۔ مسلمانوں اور اسلامی فرقوں کے مسائل میں اختلاف کے باوجود اتحاد عمل اور آپس میں اتفاق رکھتے ہوئے منکرین جہاد و ختم نبوت کے مقابلہ پر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر رہنا چاہیے۔ مزید فرمایا مسلمان فرقوں کے درمیان اختلاف ہو تو ہو لیکن مخالفت نہ ہو اور سب مسلمانوں کو سب سے پہلے نبوت کاذبہ کا ڈٹ کر مقابلہ اور مسلمانوں کی طرف سے مدافعت کرنی چاہیے۔ مزید فرمایا کہ حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ تعالی نے خلافت کے زمانہ میں مصطفیٰ کمال اور مسلمانان ترکی کی تکفیر کے فتویٰ کو مسترد کر دیا تھا۔ مقصد یہی تھا کہ مسلمان کو

Marfat.com

اس سطح پر نہیں آنا چاہیے کہ دوسروں کی تکفیر کرنے لگے ہاں جنہوں نے اسلام کو از خود ترک کر کے خود ساختہ معتقدات و نظریات گھڑ لیے اور اپنے لیے کفر کو پسند کر لیا ان کے کفر کا اظہار اور ان سے مقابلہ از بس ضروری ہے اور اس معاملہ میں کسی قسم کا تساہل و مداہنت جائز نہیں مولانا محمد علی جالندھری کے پیرو مرشد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری بھی استیصال قادیانیت میں پیش پیش رہتے خود مولانا جالندھریؒ راوی ہیں۔

ختم نبوت کے کام کی امداد

جب میں حاضر ہوتا فرماتے مرزائیوں کا کیا حال ہے؟ اگر کوئی خوشی کی بات بتائی جاتی اکثر فرماتے الحمدللہ۔ اگر ہنسی والی بات ہوتی تو ایسا ہنستے کہ تمام بدن مبارک متحرک ہو جاتا۔ ایک دفعہ حاضر ہوا تو ایک نوٹ نکال کر عطا فرمایا کہ ختم نبوت کے کام کی امداد میری طرف سے پھر مجلس میں حاضرین کو توجہ دلائی سب نے امداد کی حضرت مولانا فضل محمد صاحب نے دس روپیہ کا نوٹ نکال کر دیا فرمایا پانچ روپے رکھ لو میں پانچ واپس کرنے لگا۔ حضرت نے فرمایا ''واپس کیوں لیتے ہو یہ بھی دے دو'' انہوں نے وہ بھی دے دیا۔''

میرا چاند آیا

مولانا محمد علی ایک مرتبہ صبح کے قریب فیصل آباد حاضر ہوئے حضرت زمین کے فرش پر دھوپ پر تشریف فرما تھے آگے ہو کر فرش پر بیٹھنے کا حکم دیا، بالکل برابر بٹھا کر کمر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا ''میرا چاند آیا'' اور مولانا خود فرماتے کہ جب میری موجودگی میں حضرت کی خدمت میں دودھ پیش کیا جاتا تو فرماتے مولوی صاحب کو پلاؤ میں پی کر کیا کروں گا، یہ تو کام کرتے ہیں، خدام اصرار کرتے اور عرض کرتے ان کو بھی پلائیں گے۔ پھر بھی پورا نہ پیتے بلکہ چھوڑ کر فرماتے مولوی صاحب کو پلاؤ اس طرح بارہا حضرت کا تبرک ملا۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت مولانا جالندھری کا بہت موثر اور اہم کردار ہے شیخ التفسیر حضرت مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی رقم طراز ہیں۔

مولانا جالندھری مولانا ابوالحسنات کے دروازے پر

یہ بات دیکھنے کی سعادت تو نصیب نہیں ہوئی لیکن موثق ذرائع سے سنا گیا ہے کہ جب **53**ء

Marfat.com

میں مرزائیوں کے خطرناک ارادوں کے پیش نظر ملک وملت کے اس شدید فتنہ کے خلاف مسلمانوں میں اختلافات یکسر ختم کرنے اور مضبوط ترین اتحاد کی ضرورت محسوس ہوئی سنا ہے کہ یہی مولانا محمد علی صاحب مرحوم طویل وعریض اور شدید اختلافات کے باوجود مولانا ابوالحسنات صاحب مرحوم کے دروازہ پر چل کر گئے انہیں اپنے دروازے پر اپنے کسی شدید مخالف کو دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ مولانا مرحوم نے فرمایا ۔حضرت ختم نبوت کے دشمن سازشیں کررہے ہیں۔ ہمارے اختلافات سے وہ بہت بڑا فائدہ اٹھارہے ہیں۔ میں آپ کے دروازے پر آیا ہوں۔ آپ سے صاف کہنا چاہتا ہوں کہ اگر اس وقت آپ نے دشمنان ختم نبوت کے مقابلہ میں ہم لوگوں کی خدمات حاصل کرنے سے انکار کیا اور خدانخواستہ تاج وتخت ختم نبوت کو کوئی بھی تکلیف پہنچی تو میدان حشر میں سرور کائنات فخر موجودات شفیع المذنبین رحمتہ اللعالمین ﷺ کے دربار میں آپ کا دامن پکڑ کر عرض کروں گا کہ حضرت میں ان کے دروازے پر گیا تھا لیکن انہوں نے مجھ سے ختم نبوت کے سلسلہ میں خدمت لینے سے اعراض کیا تھا۔

کہتے ہیں مولانا ابوالحسنات مرحوم مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ان پردرد کلمات سے اتنے متاثر ہوئے کہ آنسو جاری ہوگئے اور پھر ان علماء نے جو کچھ کیا، وہ دنیا کے سامنے ہے مجلس عمل کی صدارت سنبھالی۔ مرزائیت کے فتنہ کو عالم آشکارا ہونا پڑا۔ دس ہزار نوجوانوں کو لاہور میں جام شہادت نوش کرنا پڑا ۔سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلی مقلد اور غیر مقلد سب ہی کو تاج وتخت ختم نبوت کی حفاظت کے لیے ایک ہی سٹیج پر دیکھا گیا اور دشمنان دین کے در و دیوار پر لرزہ طاری ہوا۔ اس عظیم عمات کی بنیاد میں مولانا جالندھری کے ان پرسوز کلمات اور آپ کے اس دینی جذبہ اور جوش عمل کو بڑا دخل تھا۔ اس وقت جبکہ ختم نبوت کے دشمن نئے نئے بھیس بدل کر ملک وملت کے لیے خطرہ بن رہے ہیں۔ کاش کوئی محمد علی نکل آتا جس کا جذبہ حق اور جوش عمل مسلمانوں میں اتحاد واتفاق کی تخم پاشی کرکے ملت اسلامیہ کی ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کو ساحل مراد پر پہنچا دیتا۔

عہد حاضر کا بڑا خطیب

ایک دفعہ مولانا مفتی محمود نے پشاور میں ایک مجلس کے دوران کتنا صحیح فرمایا تھا۔ کہ لوگ حضرت شاہ صاحب بخاری کو خطیب سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سید ہیں۔ ہزاروں سے متجاوز مسلمانوں کے پیر ہیں حسین اور خوبرو ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لحن داودی کے مالک ہیں۔ ان کی باتیں آخر کیوں نہیں

Marfat.com

سی جائیں گی سیادت، جاذبیت پیری اور شخصیت موجب توجہ خلائق خوبروئی اور خوبصورتی میں کشش ،غضب کی خوش آوازی دلوں کی مقناطیس ہوا کرتی ہے۔آپ نے فرمایا میں سمجھتا ہوں عہد حاضر کا سب سے بڑا خطیب مولانا محمد علی جالندھریؒ ہیں۔آپ اپنے قول کے مطابق ایک کاشتکار کے بیٹے ہیں۔ پیر ہونے کا ان پر گمان تک نہیں کیا جاسکتا۔شکل وصورت میں بلال ثانی۔خوش آوازی کا ان کے حلق سے گزر تک نہیں ہوا۔لمبی چوڑی تقریر میں بھی بہت ہی تھوڑا احادیث النبویہ اور آیات قرانیہ کا حوالہ ملے گا شعرواشعار کے نام سے بھی ناواقف ہیں۔مگر نہ صرف عوام بلکہ خواص بھی نہ صرف علماء بلکہ تعلیم یافتہ بھی گھنٹوں تک آپ کی تقریر میں محواستماع رہیں گے۔آپ نے فرمایا درحقیقت خطیب انہیں کہنا چاہیے۔

مرزائیت کے پرخچے اڑائے

مدرسہ عالیہ معراج العلوم بنوں میں ایک دفعہ سالانہ جلسہ پر مولانا مرحوم نے رات کو نو بجے تقریر شروع کی اور ایک بجے ختم کی مسلسل چار گھنٹے اللہ کا دین بیان کیا۔چار موضوعات لیے اور ہر ایک پر گھنٹہ گھنٹہ تقریر فرمائی۔ایک گھنٹہ تعلیم دین پر زور دیا۔ایک گھنٹہ مرزائیت کے پرخچے اڑائے اور ایک گھنٹہ مودودیت کے بیان پر صرف فرمایا۔مجمع ہمہ تن گوش بنا رہا اور مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اسٹیج پر بیٹھے ہوئے علماء کرام کی آنکھیں بار بار بے قابو ہو جاتی تھیں اور چشم اشک بار سے آپ کی وضاحت و بلاغت معنوی اثرات اور روحانی تاثرات پر دادو تحسین دے رہے تھے۔

(ہفت روزہ ترجمان اسلام مئی جون 1971ء)

اخلاص وللھیت

مولانا سعید الرحمان علوی لکھتے ہیں۔چند سال قبل چنیوٹ کی سالانہ کانفرنس پر ایک مسئلہ شدت سے اٹھا کہ ایک صاحب علم نے دینی ادارہ کے لیے زمین کا ایک بڑا قطعہ اپنے ایک بالغ بیٹے کے نام منتقل کرایا ہے۔اہل شہر کے احتجاج پر یہ معاملہ مولانا جالندھریؒ کے سامنے آیا تو مولانا نے اس عالم سے اس کی وجہ دریافت کی،انہوں نے بتلایا کہ حکومت کے محکمہ اوقاف کے خطرات کے سبب ایسا کیا گیا، اس پر مولانا جالندھری نے فرمایا کہ

جب ملتان میں مجلس کے دفتر کا طے ہوا تو حضرت امیر شریعت علالت کے سبب اجلاس میں

Marfat.com

موجود نہ تھے مجھ سمیت سہ رکنی کمیٹی حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اجلاس کا فیصلہ سنایا کہ زمین کی الاٹ منٹ حضرت امیر شریعت کے نام ہوگی''

''شاہ جی نے فرمایا کہ نہیں کام بھائی محمد علی نے کرنا ہے تو دفتر کی زمین بھی انہی کے نام الاٹ ہو۔ میں نے عرض کیا کہ وہ اجلاس کا فیصلہ ہے تو فرمایا بھائی زندگی کا پتہ نہیں کل خدانخواستہ میرے وارثوں کی نیت میں فتور آجائے تو میرے لیے اور ان کے لیے اخروی بوجھ ہوگا۔ اس لیے رجسٹری مولانا محمد علی جالندھری ہی کے نام ہو''۔

''چنانچہ میں نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ شاہ جی اپنی اولاد و ورثاء کے لیے جس خطرہ کا آپ اظہار فرما رہے ہیں یہ میرے ورثاء کے ساتھ بھی ممکن ہے اور مجھے افسوس ہے کہ اپنی اولاد کی آپ کو فکر ہے میری اولاد کو آپ نے اپنی اولاد نہیں سمجھا اس پر مجلس میں سب آبدیدہ ہو گئے اور دیر تک خاموشی سے آنسو بہاتے رہے آخر یہ طے ہوا کہ اجلاس بلا کر فیصلہ کرایا جائے کہ زمین کی ملکیت کے کاغذات فردواحد کے نام نہ ہوں بلکہ مجلس و جماعت کے نام ہوں۔

بعض حضرات نے حکومتی قبضہ کے خطرہ کا اظہار کیا تو شاہ جی نے فرمایا۔

کہ میاں جب تک وسائل ہمارے ہاتھ میں ہوں گے ہم کام کے مُکلف ہیں کوئی طاقت ہمیں بے دست و پا کر دے گی تو ہم اللہ تعالی کے حضور معذرت خواہ ہوں گے۔

کام رب کا ہے ہمارا نہیں اس سے حسن توفیق کی طلب بھی ہونی چاہیے اور وسائل کی بھی لیکن ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ جس کے نتیجہ میں ہم یا ہماری اولاد کسی وقت اللہ نہ کرے شیطان کے بہکانے میں آکر اپنا اخروی نقصان کر بیٹھے''

مولانا جالندھریؒ نے ختم نبوت کے کاز کے لیے جس قدر انتھک جدوجہد کی اس کی مثال ملنا نا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اسی جدوجہد میں کئی بار پابند سلاسل ہوئے لیکن راستہ نہیں بدلا موقف پر قائم رہے ایک دفعہ مولانا جالندھری امرتسر جیل میں تھے کہ آپ کے حقیقی بھائی دنیا سے رخصت ہو گئے اس اجمال کی تفصیل مولانا محمد شریف جالندھری نے یوں تحریر کی ہے۔

بھائیوں کی قبر پر حاضری

جیل میں آپ کے برادر خورد میاں احمد علی کی وفات حسرت آیات کی خبر پہنچی تب مولانا مع

Marfat.com

اہل وعیال چک نمبر 195 باڑہ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں ریاستی حکومت سے اراضی خرید کر رہائش اختیار کر چکے تھے۔ والد مرحوم جناب حاجی محمد ابراہیم تا حال بقید حیات تھے۔ میاں احمد علی نے بہت اولاد چھوڑی۔ والد پیرانہ سالی میں بہت کمزور ہو چکے تھے۔ مولانا آٹھ دن کے لیے پیرول پر رہا ہوئے۔ ولہار اسٹیشن سے اتر کر چک نمبر 195 پیدل جا رہے تھے۔ راستہ میں گاؤں کا ایک آدمی بغل گیر ہو کر رونے لگ گیا۔ مولانا بھی آبدیدہ تھے۔ اس نے کہا کہ آپ ایک بھائی کی وفات کا سن کر آئے ہیں۔ ادھر آپ کے دوسرے بھائی میاں محمد اسماعیل بھی فوت ہو چکے ہیں۔ مولانا نے اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کی قبروں پر حاضری دی۔ بوڑھے باپ کی خدمت میں حاضری دی۔ باپ نے صبر واستقامت کے لیے دعا کی۔ اسی شب والد صاحب بھی راہی ملک بقا ہوئے۔ مولانا نے جنازہ پڑھا اور واپس مرتسر جیل جانے کی تیاری شروع کر دی۔ اس طرح آپ اپنے گھر میں بیوہ بھاوجوں اور یتیم وخورد وسال برادر زادیوں کو چھوڑ کر دوبارہ جیل میں پہنچ گئے۔ مولانا مرحوم چار بھائی تھے۔ ستم ظریفی ملاحظہ فرمایئے۔ کہ چوتھے بھائی جو سب میں بڑے تھے۔ حاجی محمد عبداللہ صاحب وہ 1956ء میں اس وقت فوت ہوئے جب کہ مولانا حکومت پاکستان کے حکم سے ملتان میں چھ ماہ کی نظر بندی کے ایام پورے کر رہے تھے۔ (سوانح مولانا محمد علی جالندھری 59)

نماز عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں

کنری (سندھ) کو قادیانیوں نے ربوہ ثانی بنا رکھا تھا۔ قادیانی مبلغین پورے علاقہ میں مچھروں کی طرح اُڑتے پھرتے تھے۔ سینکڑوں مسلمان مرتد ہو چکے تھے۔ قادیانی زمینداروں اور ان کے پالتو غنڈوں کی وجہ سے مسلمان بے بسی کی زندگی گزار رہے تھے۔ ختم نبوت یا رد قادیانیت پر کچھ بیان کرنا اپنی موت کے پروانہ پر دستخط کرنے کے مترادف تھا۔ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا محمد علی جالندھری کو جب مسلمانوں کے ان ناگفتہ بہ حالات کا پتہ چلا تو تڑپ اُٹھے اور فوراً کنری جانے کا ارادہ کیا۔ کنری پہنچتے ہی جلسہ کا اعلان کر دیا مسلمان اکٹھے ہو گئے جلسہ گاہ بھر گئی۔ پولیس انسپکٹر بھاگا بھاگا مولانا کے پاس آیا اور کہنے لگا مولانا قادیانی خون خرابہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اس لیے میں آپ کی حفاظت نہیں کر سکتا، برائے مہربانی جلسہ نہ کریں۔ مولانا جالندھری نے بڑے وقار سے جواب دیا۔ بھائی زندگی اور موت صرف خدا کے ہاتھ میں ہے۔ مجھے کسی کی حفاظت کی کوئی ضرورت نہیں۔ جلسہ ضرور اور ضرور کرو

Marfat.com

ں گا۔مولانا جب تقریر کرنے کے لیے سٹیج پر تشریف لائے تو بیس پچیس قادیانی غنڈے بندوقوں سے مسلح سٹیج پر چڑھ آئے

محمد عربی ﷺ کے غلام کا سینہ حاضر ہے

اور سٹیج کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مولانا کو مخاطب کر کے کہا، اگر آپ نے مرزا قادیانی کے بارے میں کچھ کہا، تو ساری بندوقیں گولیاں اُگلیں گی اور آپ کے سینہ سے پار ہو جائیں گی۔ مولانا نے بڑی جرأت کے ساتھ ان کی دھمکی کو سنا اور پھر بڑی پھرتی سے سٹیج سے نیچے اُترے اور اپنے ایک دوست کو زندگی کی آخری وصیت لکھوائی۔ بچوں، رشتہ داروں اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے بارے میں وصیتیں کیں، پھر جلال میں آتے ہوئے شیر کی طرح جست لگا کر سٹیج پر پہنچ گئے اور قادیانی غنڈوں کو مخاطب کر کے کہا میں مرزا قادیانی کی مرمت کرنے لگا ہوں۔ تم اپنی بندوقیں سیدھی کر لو۔ محمد عربی ﷺ کے غلام کا سینہ حاضر ہے۔ دو گھنٹے تقریر فرمائی۔ قادیانیت کا پوسٹ مارٹم کیا۔ مرزا قادیانی کی خرافات عوام کو سنائیں لیکن رب العزت کے فضل و کرم سے کسی قادیانی غنڈے کو ہاتھ اُٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔

(تحفظ ختم نبوت ص ۱۰۰)

عجیب واقعہ

حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری نے فرمایا کہ کچھ آدمیوں کی دعوت پر ایک گاؤں میں جو ضلع جالندھر ہی کا تھا، میں تبلیغ اسلام اور تردید مرزائیت کے لیے گیا۔ جس اسٹیشن پر اترا، وہاں کئی آدمی لینے آگئے مگر میرے وہ دوست جنہوں نے مجھے دعوت دی تھی، اپنے دوسرے گاؤں سے بروقت نہ پہنچ سکے۔ مجھے اس گاؤں میں ایک ایسے گھر میں ٹھہرایا گیا، جس پر مالک مکان کا نام احمدی لکھا ہوا تھا۔ مجھے مغرب کے بعد شبہ ہو گیا کہ یہ مرزائیوں کی طرف سے یہاں ٹھہرانے میں میرے ساتھ کوئی پر خطر شرارت نہ ہو۔ اس لیے عشاء کے لیے مسجد جانے کو تھا کہ مسجد کے نمازیوں سے حالات دریافت کروں گا۔ اتنے میں میرے مدعو کرنے والے دوست آگئے اور دیر لگنے کی معذرت کی۔ عشاء کے بعد جب تقریر کا موقعہ آیا تو میزبانوں اور دوسرے مقامی مرزائیوں، دیگر لوگوں اور مدعو کرنے والے دوستوں میں صلاح مشوروں کی طوالت رہی اور مرزائیوں کے ساتھ بعض دوسرے لوگ جو مسلمان ہی تھے، تردید مرزائیت پر تقریر

Marfat.com

روکنے میں شریک تھے اور اس وقت معاملہ ٹل گیا۔ صبح کی نماز کے بعد میں ذرا سو گیا کہ پھر جمعہ کی وجہ سے دوپہر کو سونا نہ مل سکے گا۔ میں لیٹے لیٹے ان کے باہم اس سلسلہ میں کارروائی سنتا رہا۔ دو آدمی اور بھی مرزائیت کے سلسلہ میں جھگڑنے آئے۔ میں ان سنا لیٹا رہا۔ وہ اس خیال سے چلے گئے کہ مولوی صاحب سو رہے ہیں ورنہ کافی مسائل دریافت کرتے۔ ان کے جانے کے بعد میں سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک بہت خوبصورت بزرگ آسمان سے سیدھے زمین پر نازل ہوئے۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ کون بزرگ ہیں۔ فرمایا میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کے نازل ہونے کا وقت تو ابھی دور ہے۔ آپ پہلے ہی کیوں تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے غصے کے لہجے میں فرمایا کہ جب تم لوگ میری حیات ثابت نہ کرو تو میں خود نہ آؤں تو کیا ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت ناراض نہ ہوں۔ آپ کی حیات ثابت کرنا تو ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ضرور ثابت کروں گا۔ چنانچہ میں نے ارادہ کر لیا اور میرے بلا کر لانے والوں پر جو یہاں کے مرزائیوں کے رشتہ دار بھی تھے، واضح کر دیا کہ اگر یہاں کے مسلمان مجھے مرزائیت کی تردید کی اجازت نہ دیں گے تو میں بازار میں ہندوؤں سے جلسہ کے لیے جگہ لے کر تقریر کروں گا اور ضرور کروں گا۔ چنانچہ جمعہ کے بعد جامع مسجد میں ہی مرزائیت کی امکانی تردید کی۔ (''مجالس حضرت رائے پوریؒ ص ۴۱۹-۴۲۰، از مولانا حبیب الرحمٰن رائے پوری)

انعام

مولانا محمد علی جالندھریؒ نے ایک جلسہ عام میں مسئلہ ختم نبوت کی اہمت بیان کرتے ہوئے حضرت شاہ جی کی خدمات کا بھی ذکر کیا اور فرمایا چونکہ شاہ جی نے اپنی ساری زندگی ختم نبوت کی حفاظت میں صرف کر دی اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات بہت بلند کر دیے اور انہیں اعلیٰ ترین مقام عطا فرمایا۔ مولانا نے اس مجمع عام میں بتایا کہ مجھ سے ایک بہت بڑے عارف اور بزرگ نے اپنا خواب بیان کیا۔ میں ان کا نام عام لوگوں میں نہیں بتاؤں گا۔ ہاں کوئی خاص شخصیت تنہائی میں دریافت کرے تو بتا دوں گا! پھر بیان کیا کہ وہ بزرگ فرماتے ہیں، میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ ایک جگہ تشریف فرما ہیں۔ دائیں بائیں سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ بیٹھے ہیں اور سامنے ایک تو سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری اور دوسرے حضرت عبدالقادر صاحب رائے پوری بیٹھے ہیں۔ حضور ﷺ کے پاس دو عمامے ہیں۔ آپ نے ایک عمامہ سیدنا صدیق اکبر کو دے کر بخاری صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ عمامہ اس

Marfat.com

جی کا عمامہ شاہ جی کے سر پر پہنا دیا گیا۔ اس نے ہمارے ختم نبوت کی حفاظت کے لیے بڑی محنت کی اور دوسرا عمامہ حضرت رائے پوری کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ ان کے سر پر رکھ دو۔ حضرت صدیق اکبر جب عمامہ بخاری کے سر پر رکھنے کے لیے بڑھے تو بخاری نے عرض کیا حضور ﷺ میں نے جو کچھ لیا، اپنے حضرت سے لیا ہے۔ یعنی حضرت رائے پوری سے۔ اگر مناسب خیال فرمائیں تو پہلے عمامہ ان کے سر پر رکھیں۔ پھر حضور ﷺ سے اجازت لے کر جناب صدیق اکبرؓ نے حضرت رائے پوری کا عمامہ ان کے سر پر پہلے پہنایا اور پھر شاہ جی کا عمامہ شاہ جی کے سر پر پہنا دیا گیا۔

(بخاری کی باتیں صفحہ 148)

جماعتی احباب و مبلغین سے تعلق خاطر

مولانا جالندھریؒ ان ساتھیوں کی بڑی قدر کرتے جو ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے لیے کام کرتے۔ اپنے مبلغین کو پیار سے سمجھاتے۔ فرمایا کرتے۔ ہم دین کے مبلغ ہیں ہمیں دینی تعلیمات کا عملی نمونہ ہونا چاہے۔

مولانا موصوف جماعتی مبلغین کو باقاعدہ تنخواہ دیتے۔ ابتدا میں جب مبلغین ختم نبوت کے لیے تنخواہ کا فیصلہ ہوا تو بعض حضرات ہچکچا رہے تھے کہ تنخواہ لینا مناسب ہوگا یا نہیں مولانا مرحوم نے یہ محسوس کر کے کہ یہ لوگ اس چیز کو اپنے لیے عار سمجھتے ہیں اپنے آپ کو پیش کیا کہ میں خود بھی تنخواہ لوں گا اور ہمہ وقتی ملازم کی حیثیت سے جماعت کا کام کروں گا۔

اس کے بعد مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد حیات، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا محمد شریف بہاولپوری، مولانا محمد شریف جالندھری غرضیکہ تمام مبلغین نے وظیفہ لینا اور ہمہ وقتی کام سرانجام دینا قبول کر لیا۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی اور شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ اس سے مستثنیٰ رہے۔

تمام مبلغین جب جلسوں اور دوروں پر جاتے لوگ ان کو خادم اسلام سمجھ کر جو خدمت کرتے تھے تو وہ اس کی بھی رسید کاٹ دیتے تھے وہ ہدیہ نذرانہ، خدمت سب جماعت کے بیت المال میں جمع ہو جاتا تھا۔ مو

لانا کے اخلاص ایثار، دیانت، اور امانت کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب مولانا کی وفات ہوگئی لوگ ان کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوئے

Marfat.com

جماعت کی رقم لوٹادی

اگلے روز جب جماعت کے بیت المال جولوہے کی بہت بڑے سیف کی صورت میں تھا۔
کھولا گیا تو تمام رقوم حساب کے مطابق موجود تھیں۔ البتہ ایک پوٹلی الگ رکھی ہوئی تھی جس میں بائیس
ہزار روپیہ تھا اور ساتھ یہ چٹ مولانا نے لکھ کر رکھی ہوئی تھی کہ جب جماعت کے دوسرے مبلین اور
علمائے کرام تنخواہ لینا عار سمجھتے تھے تو میں نے ان کی دلجوئی اور جھجک دور کرنے کے لیے تین صد روپیہ
مشاہرہ قبول کرلیا تھا۔ الحمد اللہ میں صاحب جائیداد اور گھر سے کھاتا پیتا ہوں اللہ نے مجھ کو مال اولاد زمین
روزی سب کچھ دے رکھا ہے وہ تین صد روپیہ میں الگ رکھتا رہا ہوں اور یہ بائیس ہزار روپیہ وہ ہے میر
ے مرنے کے بعد اس رقم کو جماعت کے خزانے میں جمع کر دیا جائے

تاریخ ساز جملہ

مولانا تاج محمودؒ رقم طراز ہیں مولانا جالندھری قدس سرہ العزیز نے ایک موقعہ پر یہ تاریخ ساز
جملہ ارشاد فرمایا ’’آج کل امریکہ چاند پر پہنچنے کی کوشش کر رہا ہے۔
اگر کسی وقت چاند پر انسان آباد ہوا اور زمین سے کوئی انسانی قافلہ چاند پر منتقل ہوا تو جو سیارہ انسانی آبادی
کے سب سے پہلے قافلے کو لے کر جائے گا اس میں انشاء اللہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا نمائندہ بھی ہوگا۔

مولانا کی یہ بات ان کے دل کی آواز تھی ان کی زندگی بھر کا یہی مشن تھا، اسی لیے وہ جئے اسی
لیے جیل گئے اس کے لیے انہوں نے اپنے پیاروں کے جنازے چھوڑے اس لیے جو انہوں نے کہا وہ
اللہ تعالیٰ نے اس طرح پورا کیا کہ ان کی زندگی میں مجلس کے اکابر مبلغین اور رہنماؤں کا بیرون ملک آنا جا
نا شروع ہو گیا حتیٰ کہ برطانیہ جیسے ملک میں جماعت کے اکابر کے قدم پہنچے۔ یعنی قادیانی حضرات کے
روحانی اجداد کے ملک میں یہ بلانوشان محبت اس طرح گئے کہ مجلس کا مستقل دفتر وہاں قائم ہو گیا۔ جو اللہ
تعالیٰ کے کرم سے برابر ترقی کر رہا ہے۔

برطانیہ کے غیرت مند مسلمان تو حضرت امیر شریعت سے مولانا جالندھری تک سبھی حضرات
کے لیے کوشاں رہے کہ وہ بذات خود یہاں تشریف لا کر کلمہ حق بلند فرمائیں لیکن افسوس کہ حضرت شاہ جی
اپنی علالت کے سبب نہ جا سکے اور مولانا جالندھری کے لیے بھی بوجوہ ایسا ممکن نہ ہو سکا لیکن اپنے معتمد

Marfat.com

مولانا لال حسین اختر کو وہاں بھیجنے کا آپ نے انتظام کر دیا اور یوں ظفر علی خان مرحوم کے بقول خمرو خنزیر کی اس دنیا میں کام کی ابتداء ہوگئی، مجلس کا مرکز ملتان (جب مغربی پاکستان، اب سارا پاکستان) تھا حالانکہ وہ پاکستان کا ہی حصہ تھا۔ بدقسمتی یہ تھی کہ دونوں حصوں کے درمیان وسیع خلیج حائل تھی مرکز حکومت مغربی پاکستان میں تھا۔ ابتداء میں کراچی اس کے بعد اسلام آباد۔ یہاں کے حکمران شاید ابتداء ہی سے اس حصہ کو ساتھ رکھنے کے معاملہ میں سنجیدہ نہ تھے اس لیے حالات میں مسلسل کھچاؤ آرہا تھا آخر کار **1971** میں وہ تاریک گھڑی آئی کہ مشرقی پاکستان الگ ہو کر بنگلہ دیش بن گیا۔

مولانا لال حسین اختر ڈھاکہ میں

مولانا جالندھریؒ کے دور امارت میں مولانا لال حسین اختر نے بیرون ملک دورے کیے۔ اور قادیانیت کا دنیا کے کونے کونے میں ڈٹ کر مقابلہ کیا جب ہندوستان کے معروف شہر کلکتہ سے مرکزی دفتر ملتان میں قادیانی حضرات کی ریشہ دوانیوں کی خبر ملی اور وہاں سے یہ مطالبہ سامنے آیا کہ مولانا لال حسین اختر کو یہاں بھیجا جائے۔

ان دنوں میں بدقسمتی سے پاکستان، ہندوستان کے تعلقات کشیدہ ہونے کے سبب ویزا ملنا ممکن نہ تھا۔ اس لیے مجلس کے حضرات بہت پریشان تھے کہ کیا کیا جائے؟

بہر حال مجلس کے اکابر نے مشرقی بازو کے احباب سے مشورہ کیا۔ انہوں نے مولانا لال حسین اختر کو ڈھاکہ بھیجنے کا کہا اور وعدہ کیا کہ وہ ڈھاکہ سے مولانا کو کلکتہ بھیجنے کا انتظام کر دیں گے۔ مولانا لال حسین اختر مشرقی پاکستان کے احباب کے مہمان کے طور پر ڈھاکہ تشریف لے گئے تو انہوں نے حسب وعدہ ویزہ کا انتظام کر دیا۔ مولانا جب وہاں کلکتہ پہنچے تو مرزائیوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔

مولانا لال حسین اختر کا مختصر تعارف

مولانا سعید الرحمان علوی بیان کرتے ہیں مولانا لال حسین اختر ایک زمانہ میں قادیانیوں کی لاہوری جماعت میں شامل ہوگئے تھے اور انہوں نے وہاں نظم کے مطابق بھرپور طریق سے مناظرہ پڑھا۔ اس ضمن میں انہوں نے سنسکرت اور لاطینی جیسی مشکل زبانیں بھی پڑھیں فراغت کے بعد وہ قادیانی علم الکلام کے ماہر مناظر، بے باک مقرر اور مناظراتی ادب کے شہسوار تھے لیکن قدرت جلد ہی ان پر مہربان

Marfat.com

ہوگئی اُن کے اس وقت کے لاہوری جماعت کے سربراہ مولوی محمد علی سے اختلافات پیدا ہو گئے آخر
لاہوری جماعت سے علیحدگی اختیار کر کے قافلہ حق میں شامل ہو گئے ایک دفعہ حضرت مولانا انور شاہ کشم
یؒ نے لاہور میں اپنی صدارت میں مولانا لال حسین اختر کی تقریر کروائی جس کا موضوع ''تر
مرزائیت'' تھا۔تقریر کے بعد ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

مولانا لال حسین اختر نے ساری عمر تحفظ ختم نبوت کے مشن کے لیے کام کیا اور مولانا محمد ع
جالندھری کی امارت میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے ناظم اعلیٰ رہے اور اس عرصہ میں بیرونی دنیا کے کامیا
سفر کئے۔ ربوی فرقہ کے مناظر مولانا کا نام سن کر بھاگ جاتے کیوں کہ ان کے امیر اور امام کا حکم تھا۔
زہر کا پیالہ پی لو لیکن لال حسین اختر کا سامنا نہ کرو۔ (سوانح مولانا جالندھری 140
لاہوریوں کے مناظر مولوی احمد یار خان نے یکم فروری 1969ء کو مناظرہ میں منہ کی کھائی۔ اور ذلیل
خوار ہو کر بھاگ نکلا۔

اس سلسلہ میں مولانا جالندھریؒ کے نام 11 فروری 1969ء کو جو خط آیا اور پھر 30 مئ
1969ء کو جو رپورٹ آئی۔ وہ نذر قارئین ہے۔

''مولانا صاحب! (مولانا جالندھری صاحب)

ہمیں یہ لکھتے ہوئے بڑی مسرت ہو رہی ہے کہ بتاریخ یکم فروری 1969ء کو صبح ''سان ہول
لٹوکا'' میں فیجی مسلم لیگ کی طرف سے حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر اور احمدیہ انجمن اشاعت
اسلام فیجی کی طرف سے مولوی احمد یار صاحب مرزائی ایم اے کے درمیان مناظرہ ہوا، مضامین یہ تھے۔
(i) (وفات وحیات مسیح علیہ السلام) (ii) صدق و کذب مرزا غلام احمد قادیانی
پہلا مناظرہ تین گھنٹے دس منٹ کا ہوا۔ جس میں مدعی فیجی مسلم لیگ کے مناظر تھے اور دوسرے مناظرہ میں
انجمن احمدیہ فیجی کے مناظر مدعی تھے۔ اس کا وقت بھی پہلے کی طرح تھا۔ تقریباً بارہ سو تک کی حاضری تھی۔
یہ فیجی کے مذہبی جلسے کے لئے بہت بڑی تعداد ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور آپ بزرگوں کی
دعا ... ے مولانا صاحب کو عظیم کامیابی ہوئی۔ ہمارے مولانا لال حسین اختر نے ان کی خوب گت بنا
ئی۔ مولوی احمد ... صاحب سوالات کے صحیح جوابات دینے سے بالکل قاصر رہے اور غلط غلط باتیں بیان
... اپنے وقت کو پورا کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ مولانا لال حسین صاحب اختر نے اپنے خاص

Marfat.com

خاص اعتراضات کو بار بار دہرایا اور للکار للکار کران سے جوابات طلب کئے مگر مولوی احمد یاز ان اعتراضات کونظر انداز کرتے رہے اور صحیح جواب بالکل نہ دے سکے۔ سامعین پر خوشی کی لہریں دوڑ گئیں۔ انہوں نے اپنی خوشیاں ظاہر کیں اور دعائیں دین اور یہ کہا کہ ہم آج حقیقت سے اچھی طرح واقف ہوگئے۔ مرزائیت کا بھانڈا پھوٹ گیا اور ہم اب ان کے دجل وفریب سے بالکل واقف ہوگئے ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو دجال اور جہنمی کہتے ہیں۔ اس بدبخت اور مدعی بنوت کو انسان کہنا انسانیت کی توہین ہے۔

دونوں طرفین کے مناظرے کی تقریر کی ٹیپ ریکارڈنگ بھی کی گئی ہے انشاءاللہ مرکز کے لیے ہم ایک سیٹ جلد ہی روانہ کریں گے۔ امید واثق ہے کہ اب مرزائیوں میں یہ ہمت کبھی بھی نہ ہوگی کہ وہ اس طرح کا مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں بڑی مشکل سے یہ مناظرہ قائم کیا گیا تھا۔ وہ بہت طرح کے حیلے بہانے کرتے تھے مگر آخر اس آفت میں وہ خود بخود پھنس گئے اور اپنے منہ کی کھانی پڑی۔ فیجی مسلم لیگ کے تمام ممبران اور دیگر احباب مولانا لال حسین صاحب اختر کو مناظرے میں اس عظیم کامیابی کے لیے اپنی دلی مبارکباد پیش کر چکے ہیں۔ (اقتباس از خط جناب ایم ٹی خان 11 فروری 1969ء)

اس سفر میں مولانا نے امریکہ، فرانس، جرمنی اور برطانیہ کا دورہ کیا۔ مجلس کی روئیداد 1389ھ سے بعض اقتباسات درج کئے جارہے ہیں

الحمدلله و حده الصلوٰة و السلام علی من لا نبی بعده ،

حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان

السلام علیکم ورحمتہ اللہ!

1. فیجی مسلم لیگ غیر سیاسی مذہبی ادارہ ہے۔ جس کا قیام 1926ء میں ہوا تھا یہ مسلمانان فیجی کی واحد نمائندہ جماعت ہے جو مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی اور معاشرتی خدمات انجام دے رہی ہے۔ جزائر فیجی کی جملہ مساجد اس جماعت کے زیر اہتمام ہیں اور مختلف مقامات پر اس کے دو سیکنڈری سکول اور پرائمری سکول ہیں۔

2. فیجی مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی فیجی مسلیم لیگ کی طرف سے مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت پاکستان کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتی ہے کہ آپ نے ہماری درخواست پر مجسمہ شرافت، بلند

Marfat.com

اخلاق، بے نظیر عالم ومناظر اور مشہور مبلغ اسلام مولانا لال حسین صاحب اختر ناظم اعلی مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت ملتان پاکستان کو انگلستان سے فیجی بھیجا۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آپ نے نو ماہ کے قیام میں جزائر فیجی کے مختلف مقامات میں توحید، رسالت، ختم نبوت، اصلاح عقائد و اعمال، معراج النبی ﷺ حیات حضرت مسیح علیہ السلام، صداقت اسلام، تردید مرزائیت معجزات انبیاء علیہم السلام حجیت حدیث ضرورت مذہب ضرورت تعلیم دین، اتحاد بین المسلمین اشاعت وحفاظت السلام کے لیے قربانی اور ایثار کی روح پھونک دی۔ جزائر فیجی میں اشاعت وحفاظت السلام اور مرزائیت سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے کوئی مستقل انتظام نہ تھا۔ نہ تعلیم قرآن مجید کی کوئی درس گاہ تھی۔ نہ ہی کوئی مسلم لائبریری تھی۔ حضرت مولانا کی تحریک پر فیجی مسلم لیگ کے جنرل اجلاس نے اپنے ماتحت تحفظ ختم نبوت کمیٹی مقرر کی جو اشاعت وحفاظت اسلام، مدرسہ تعلیم القرآن، اور مسلم لائبریری کے قیام اور ان کے چلانے کے فرائض سرانجام دے گی۔ چنانچہ مولانا لال حسین صاحب نے تحفظ ختم نبوت کمیٹی کے زیر اہتمام ''لوٹوکا'' میں مدرسہ تعلیم القرآن کا افتتاح کیا جس میں ناظرہ کے علاوہ سترہ طالب علم قرآن مجید حفظ کر رہے ہیں۔ ان طلباء کے جملہ اخراجات کمیٹی ادا کرتی رہے گی۔ مولانا لال حسین اختر کے مبارک ہاتھوں سے فیجی مسلم لیگ کے دفتر میں مسلم لائبریری کا افتتاح کیا گیا آپ نے صودا برانچ مسلم لیگ کے پرائمری سکول کی نئی بلڈنگ کا بنیادی پتھر نصب کیا اور مدرسہ تعلیم القرآن کے اقامت گاہ کی بنیاد رکھی۔

مرزائیوں نے کفر بازی کا (جو) فتنہ یہاں برپا کر رکھا تھا، حضرت مولانا کی تقریروں، انفرادی ملاقاتوں، مناظرہ اور ریڈیو فیجی پر عقائد حقہ کی نشریات سے بطریق احسن اس فتنہ کی سرکوبی ہوگئی ہے۔

اے کاش! مولانا یہاں تین چار سال قیام فرما سکتے تو تمام ملک میں مذہبی انقلاب برپا ہو جاتا۔

محمد طاہر خان جنرل سیکرٹری فیجی مسلم لیگ 30 مئی 1969ء

مسجد ضرار

مولانا لال حسین اختر 1389ھ کے گرامی نامہ میں تحریر فرماتے ہیں ناگی صاحب کو میں نے پیرس سے ٹیلی فون کر دیا تھا وہ ہوائی اڈے پر موجود تھے۔ ان کے مکان پر پہنچا۔ یہاں ہندوستانی اور

Marfat.com

پاکستان مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔بیس ہزار سے زائد ترک رہتے ہیں قادیانی مرزائیوں نے یہاں مسجد ضرار بنائی ہوئی ہے۔ترک ہندوستانی اور پاکستانی مسلمان مرزائیوں کی مسجد میں مرزائی امام کی اقتدا میں نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ناگی صاحب جب یہاں تشریف لائے اور ترکوں کو بتایا کہ مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں ان کی اقتدا میں ہماری نماز نہیں ہوتی۔تو ترکوں نے کہا کہ وہ مرزائی تو ہماری طرح ہی نماز پڑھتے ہیں۔ناگی صاحب نے ترکوں سے کہا کہ آج جمعہ کی نماز کے وقت آپ ان مرزائیوں سے کہیں کہ ہم آج تک تمہارے امام کی اقتدار میں نماز ادا کرتے رہے ہیں آج تم ترک امام کی اقتدا میں نماز ادا کرو۔

نماز کے لیے تین منزلہ مکان

چنانچہ جمعہ کی نماز سے پہلے ترکوں نے مرزائیوں سے کہا آج ہمارا امام نماز پڑھائے گا مرزائیوں نے انکار کر دیا کہ ہم اپنی مسجد میں تمیں امامت کی اجازت نہیں دے سکتے اور نہ ہی تمہاری اقتدا میں ہم نماز ادا کرتے ہیں تھوڑی بحث کے بعد پاکستانی، ہندوستانی اور ترک مسلمان مرزائیوں کی مسجد ضرار سے بغیر نماز ادا کیے نکل آئے اور نماز جمعہ ادا نہ کر سکے کیونکہ مسلمانوں کے پاس نماز ادا کرنے کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔اسی وقت ترک مسلمانوں نے چندہ جمع کر کے نماز ادا کرنے کے لیے ایک تین منزلہ مکان کرائے پر لیا اور اس میں نماز ادا کرنے کے لیے اجازت حاصل کر لی۔اس مکان میں اتنی گنجائش نہیں تھی کہ تمام نمازی جمعہ کے دن اس میں سما سکیں۔میں نے دیکھا برستی بارش میں ترک کاغذ اور کپڑے بچھا کر صحن اور باہر گلی میں بھیگ رہے تھے اور نماز ادا کر رہے تھے اس عارضی مسجد میں میں نے توحید، ختم نبوت، حیات مسیح علیہ السلام اور کفر مرزا پر تین تقریریں کیں اور سامعین سے اس نئے مکان کی تینوں منزلیں کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ (اقتباس خط 26 ربیع الاول 1389ھ)

زیارت حرمین

مولانا لال حسین اختر جب زیارت روضہ رسول ﷺ کے لیے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر الشیخ عبدالعزیز بن باز نے مدینہ یونیورسٹی میں آپ کے لیکچرز کا انتظام کیا زیارت حرمین کے بعد جب آپ واپس وطن تشریف لائے تو آپ کا پرتپاک استقبال کیا گیا۔خان پور

Marfat.com

کے اسٹیشن پر حضرت میاں عبدالھادی اور مولانا عبداللہ درخواستی جیسی عظیم شخصیات نے آپ کا خیر مقدم کی

مولانا لال حسین اختر کی وفات

جب حضرت مولانا محمد علی جالندھری دنیا سے رخصت ہوئے تو مولانا لال حسین اختر جماعت کے امیر منتخب ہوئے 1973 میں چنیوٹ کی ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر حادثہ کا شکار ہوئے کچھ عرصہ صاحب فراش رہے 1973ء میں فوت ہوئے اور دین پور شریف میں دفن کیے گئے۔

آمدم برسر مطلب

مولانا محمد علی جالندھری کے تذکرے کے ضمن میں مولانا لال حسین اختر کے چند واقعات بھی درج کردیے گئے ہیں حالانکہ ہم ذکر کر رہے تھے مولانا جالندھریؒ کا۔ وفات سے کچھ پہلے مولانا جالندھری ئیؒ سلانوالی کے ایک دینی مدرسے کے سالانہ جلسے میں تشریف لے گئے۔ وہاں طبیعت خراب ہوگئی احباب آپ کو ملتان لے گئے۔

آخری علالت

مولانا کے منجھلے صاحبزادے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کے بقول

''سلانوالی سے واپسی پر مسلسل دفتر ہی میں رہے نشتر ہسپتال کے ڈاکٹر مختار احمد صاحب ہسپتال لے جانا چاہتے تھے لیکن مولانا نہ مانے ڈاکٹر سیال صاحب کا علاج رہا اور ان کے ایک کمپاؤنڈر مسلسل وہاں رہے۔ ڈاکٹر حضرات کی ہدایات کے علی الرغم جماعتی کاموں میں مشغول رہے خطوط اور فون کے ذریعے احباب سے رابطہ رکھا۔

وفات سے قبل بٹیرے کا شوربہ اور دلیہ برائے نام کھایا اپنے کپڑے خود درست کیے مکہ معظمہ کا ایک رومال تکیے پر بچھایا۔ مولوی عزیز صاحب خود مولانا کی خواہش سے گھر گئے کہ کھانا کھالیں لیکن خود واپس بلالیے اچانک تکلیف ہوئی ڈاکٹر رشید بھاگے بھاگے آئے لیکن دوا بھی نہ کھا سکے ''رب حزن عظیم'' کا جملہ پڑھا مولانا لال حسین اختر نے کلمہ شہادت پڑھا اور اس طرح آنا فانا روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی بالکل آخری وقت میں نظر برابر آسمان کی طرف تھی پسینہ بہت تھا مولانا لال حسین کے بقول آسمان سے نزول ملائکہ کا سفر دیکھنے کے لیے آپ کی نظر آسمان پر جم گئی لیکن وفات ہوتے ہی چہرہ خود بخود قبلہ رو ہوگیا۔

Marfat.com

غسل اور تکفین

صاجزادہ گرامی مولانا عزیز نے دوسرے رفقاء سمیت غسل دیا حضرت رائے پوری قدس سرہ کا ایک کرتہ آپ کے پاس تھا جو حضرت نے عطا فرمایا تھا ایک مرتبہ وہ سفر سندھ میں گم ہو گیا لیکن قدرت الٰہی سے مل گیا۔ سفر بنگال میں یعقوب باوا صاحب کو بتلا دیا کہ میری موت ہو جائے تو اس کرتہ کو کفن میں شامل کر لیں، بنگال سے واپسی پر اسے آبائی گھر میں محفوظ کر دیا تھا۔

لیکن وفات سے ایک ماہ قبل ملتان منگو یا اس کو کفن کے ساتھ سی دیا گیا، بعض حصے مولانا عبداللہ آف ساہیوال لے گئے کفن کے لیے باقی کپڑا استاد محترم مولانا خیر محمد کی اہلیہ نے بھیجا جو آب زم زم میں بھیگا ہوا تھا۔

وفات ہوتے ہی سارے ملک میں اطلاعات کا سلسلہ شروع ہو گیا، مفتی محمودؒ صاحب کو فوراً اطلاع دی گئی جن کا فوری تاثر یہ تھا کہ (''مجلس ہی نہیں ملک کے دینی ادارے بلکہ عالم اسلام یتیم ہو گیا'') ؟

آپ کے فرزند نسبتی استاد محترم مولانا محمد صدیق استاذ حدیث مدرسہ خیر المدارس فرماتے ہیں کہ ''وفات سے کچھ دن قبل مدرسہ تشریف لائے استاد محترم مولانا خیر محمد کی قبر پر حاضری دی پھر فرمانے لگے۔ قبر کہیں بھی بن جائے کوئی حرج نہیں لیکن یہ خواہش ضرور ہے کہ ایسی جگہ بنے جہاں کوئی فاتحہ پڑھ دے آخر گناہ گار اور ضرورت مند انسان ہوں۔

خواب کی تعبیر

چنانچہ مولانا کے انتقال کی خبر ملتے ہی مولانا محمد صدیق نے مدرسہ کے مفتی مولانا عبدالستار اور دوسرے اساتذہ کی تائید سے حضرت الاستاد کے فرزند مولانا حافظ رشید احمد سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ مولانا کی قبر حضرت الاستاد کے ساتھ بن جائے وہ مان گئے مو۔

لانا محمد صدیق ہی کی روایت ہے کہ حضرت الاستاد مولانا خیر محمد کے انتقال کے بعد ایک دن فرمایا کہ حضرت الاستاد نے خواب میں زیارت کرائی اور فرمایا یہ میری بچی ہے اس سے نکاح کر لو۔ تعبیر کے مسئلہ میں پریشان تھے۔ آخر ان کے پہلو میں قبر سے تعبیر سامنے آ گئی۔

Marfat.com

دعوت وعزیمت کا تابناک باب

مولانا جالندھریؒ کے انتقال کے بعد ہفت روزہ خدام الدین کی 19 مئی 1972 کی اشاعت میں ایک مضمون چھپا اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

آپ (مولانا جالندھریؒ) علماء حق کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جنہوں نے اپنی تمام صلاحیتیں اعلیٰ مقصد اور نیک مشن کے لیے وقف کر دیں اور اپنے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے ہر مصیبت کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا حتیٰ کہ دار و رسن کو بھی چوم لیا آپ نے جس بے جگری اور دلیری کے ساتھ فرنگی اور اس کے خودہ شتہ پودے (قادنیت) کا مقابلہ کیا وہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا فی الحقیقت آپ کی زندگی دعوت وعزیمت کا تاب ناک باب ہے اور یہ مقام ہر کسی کو میسر نہیں آتا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

خدام الدین 19 مئی 1972

آج اگر دنیا کے ہر کونے میں قادیانیوں کا تعاقب جاری ہے تو اس کے پس منظر میں مولانا محمد علی جالندھری اور دوسرے اکابر کی قربانیاں شامل ہیں۔ ہمیں بھی اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس راستے میں اپنا تن من دھن قربان کر دینا چاہیے کہ یہی ہمارا سرمایہ آخرت ہے۔

Marfat.com

مولانا یوسف بنوریؒ

حضرت شیخ بنوریؒ، قادیانیت کو اسلام کی بیخ کنی اور تخریب کاری کا وسیلہ سمجھتے تھے اور اُنہوں نے اِس فتنہ کے رد کو وقت کا اہم فریضہ سمجھا۔ قادیانیت کے خلاف حضرتؒ کی طویل اور انتھک مُہم کو حضرت مولانا محمد یوسف لُدھیانویؒ نے پورے بسط و تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بہتر ہو گا کہ ہم یہ روئیداد حضرت لُدھیانویؒ سے سُنیں۔

مستقبل کی تیاری کا پیش خیمہ

''حضرت شیخ بنوریؒ ۱۹۵۱ء میں پاکستان تشریف لے آئے اور دارالعلوم ٹنڈو الٰہ یار میں حدیث و تفسیر کی تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔ اسی دوران ۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت چلی تو یہ شیخ وقت فوراً میدانِ عمل میں آ گیا۔ اور ظفر اللہ قادیانی کی وزارتِ خارجہ کے خلاف احتجاجی جلسوں کی قیادت کرنے لگا۔ تحریک اگرچہ اپنے تمام مطالبات میں کامیاب نہیں ہوتے تاہم کون نہیں جانتا کہ یہی تحریک ظفر اللہ خان کی وزارت خارجہ کے ساتھ خواجہ ناظم الدین کی وزارتِ عظمٰی کو بھی بہا لے گئی۔ تحریک ختم نبوت میں آپ کی شمولیت کا یہ تجربہ دراصل مستقبل کی تیاری کا پیش خیمہ تھا۔

تکوینی مصلحتیں

۱۹۵۴ء میں حضرتؒ مستقل طور پر کراچی آ گئے۔ کراچی میں آپ کے قیام میں حق تعالیٰ کی جو تکوینی مصلحتیں تھیں ان کی تفصیلات کا احاطہ کون کر سکتا ہے؟ مگر خیال ہوتا ہے کہ قدرت آپ کو کراچی کے مرکز میں لا کر ''تحریک ختم نبوت'' کی قیادت آپ کے سپرد کر رہی تھی۔ آپ یہاں تشریف لائے تو رفتہ رفتہ آپ کی سیادت و محبوبیت کا نقش دلوں پر ثبت ہونے لگا اور اندرون و بیرون ملک ہر طبقہ کے لوگوں سے آپ کے تعلقات وسیع ہوتے گئے اور آپ کو ہر بڑے چھوٹے سے ملنے، ہر ایک کو پڑھنے اور سمجھنے اور ہر ایک کی صلاحیت کے مطابق اس سے کام لینے کا موقع ملا۔ ظاہر ہے کہ یہ کام نہ ڈابھیل کے دور افتادہ خطے میں میسر آ سکتا تھا، نہ ٹنڈو الٰہ یار کے قصبے میں اور نہ ''لال جیوہ'' کے ویرانے میں۔ کراچی لا کر گویا

Marfat.com

قدرت نے ''و کذالک مکنا لیوسف فی الارض ''

(۲۱:۱۲) کا نقشہ لوگوں کو ایک بار پھر دکھایا اور حدیثِ نبوی ''ثم یوضع لہ القبول فی الارض'' کا سماں پھر آنکھوں کے سامنے آ گیا۔

عرب و عجم کے دل کی دھڑکن

میں سوچتا ہوں تو حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ یہ بوریہ نشین مرد درویش جس کی نہ کوئی پارٹی ہے نہ تنظیم، نہ تحریک نہ نعرہ، نہ اخبار نہ رسالہ، اشتہار نہ دربار، نہ اسباب نہ وسائل، شہرت و نمود کا کوئی ذریعہ اس کے پاس نہیں مگر اس کی مقناطیسی کشش کا یہ عالم ہے کہ ہر سطح اور ہر طبقہ کے لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آ رہے ہیں۔ سیکرٹیریٹ سے لے کر عام لوگوں تک سے اس کا گہرا رابطہ ہے۔ یہ عرب و عجم کے دل کی دھڑکن بنا ہوا ہے اور اپنی آتش دروں اور حرارتِ قلب سے بے شمار قلوب کو گرما رہا ہے اور جدھر کو نکلتا ہے۔ سیادت و وجاہت اس کے جلو میں چلتی ہے۔ شیخ آدم بنوری الحسینی کے فرزند کو قدرت یہ ساری دولتیں اسباب و وسائل کے بغیر عطا کر رہی تھی، کیوں؟ اس لیے کہ اس صدی کے سب سے بڑے فتنہ، فتنۂ قادیانیت کے استیصال کا وہ عظیم الشان کام اس سے لیا جانا ہے جو مجددین اور صدیقین سے لیا جاتا ہے۔ یہ ساری وہبی نوازشیں اسی کی تمہید ہیں۔

حضرت مجددؒ طریقہ تجدید کے مجدد تھے

یاد آیا کہ ایک بار راقم الحروف نے حضرتؒ سے عرض کیا کہ حضرت! جس طرح امام ربانی مجدد الف ثانی نے ''اکبری فتنہ'' کے خلاف انقلاب برپا کرنے کے لیے حکومت کے اعلیٰ ترین اہل مناصب کو رام کیا تھا، آج بھی اسی نہج پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ سن کر حضرتؒ نے فرمایا: جی ہاں! بالکل صحیح ہے، حضرت مجدد صرف دین کے مجدد نہیں تھے بلکہ طریقہ تجدید کے بھی مجدد تھے۔

(خصوصی نمبر، ص ۲۹۹)

پاسبان حرم شاہ فیصل سے ملاقات

فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے حضرت بنوریؒ نے عالم اسلام کے ارباب حل وعقد کو اپنی نجی

Marfat.com

ملاقاتوں میں اس طرف متوجہ کرنے کی بھرپور کوشش کی، خصوصاً شاہ فیصل شہید تو آپ کے بہت قدردان تھے۔ شہید مرحوم سے آپ نے کئی بار ملاقات کی اور انہیں بالمشافہ اس فتنہ کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کیا۔

شاہ فیصل پیچھے پیچھے چلتے رہے

ایک ملاقات کا حال حضرت مولانا عبدالرحیم اشرف نے حضرتؒ کی زبانی یوں قلم بند کیا ہے:

''حضرت مولانا یوسف بنوریؒ نے ایک ملاقات میں فرمایا کہ مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تحریک سے کچھ پہلے آپ حرمین حاضر ہوئے تو ایک دوست نے ازخود یہ کوشش کی کہ جلالۃ الملک سے ملاقات ہو۔ ملاقات طے ہوگئی۔ حضرت شیخ بنوریؒ بادشاہ کے ہاں تشریف لے گئے ملک محترم نے بڑے تپاک سے خیر مقدم کیا، اپنی کرسی سے بہت قدم آگے بڑھ کر مصافحہ فرمایا۔ گفتگو کامل التفات سے سنی (یہ گفتگو تمام تر قادیانیت پر تھی۔ ناقل) اور اکثر و بیشتر امور میں پرزور تاکید اور گرم جوشانہ حمایت کا وعدہ فرمایا۔ ملاقات ختم ہوگئی تو آرام سے مولاناؒ کو الوداع کہنے دروازے تک تشریف لائے۔ مولاناؒ اپنے رفیق کے ہمراہ شاہی محل سے نکل رہے تھے کہ شاہ شہید بھی تشریف لائے۔ مولاناؒ کو احساس ہوا تو راستہ سے ایک کنارے پر کھڑے ہو گئے۔ شاہ وہاں پہنچے تو مولاناؒ سے حسب سابق آگے چلنے کو فرمایا۔ مولاناؒ نے اس سے انکار فرمایا۔ اور شاہ سے درخواست کی کہ آپ ہی آگے چلیں۔ اس پر جلالۃ الملک نے مولاناؒ کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر انہیں آگے چلنے پر مجبور کر دیا اور خود پیچھے پیچھے چلتے رہے اور جب شاہی محل کے دروازے تک پہنچے تو دوسری بار مولاناؒ کو گرمجوشی سے الوداع کہا۔''

(ہفت روزہ المنبر، فیصل شہید نمبر، ۷ ستمبر ۱۹۷۶ء)

صدر قذافی کے نام خطوط

حضرت بنوریؒ نے قادیانی مسئلہ کی صحیح تصویر پیش کرنے کے لیے کئی حکمرانوں کو خطوط کے ذریعے صورت حال بیان کی۔ اس سلسلہ کی ایک کڑی صدر قزافی کے نام خط ہے۔ حضرت بنوریؒ نے لیبیا کے کرنل قذافی کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''بعد از سلام گزارش ہے کہ مجھے آنجناب کی زیارت کا شرف اس وقت حاصل ہوا جبکہ طرابلس کی پہلی 'دعوتِ اسلامی کانفرنس'' میں مندوب کی حیثیت سے شریک ہوا تھا۔ آنجناب کی شخصیت

Marfat.com

میں اخلاص، قوت ایمان اور سلامتی فطرت کے آثار دیکھ کر اول وہلہ میں آپ کی محبت میرے دل میں جا
گزیں ہوئی۔ بعدازاں آپکی خیروسعادت کی خبریں ہم تک پہنچیں۔ جن کی وجہ سے آپ بلاشبہ دادو تحسین
کے مستحق اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے مایہ فخر ہیں۔ حق تعالیٰ آپکو اسلام کے لیے ذخیرہ اور مسلمانوں
کی پناہ گاہ کی حیثیت سے سلامت رکھے۔ اور آپ کے وجودِ گرامی سے اسلام اور عرب کی عزت و مجد کے
علم بلند ہوں۔ آمین۔

برادرِ گرامی! آپ نے پاکستان کے موقف کی تائید کر کے اور ہر ممکن مادی مدد مہیا کر کے جو
احسان فرمایا ہے اسکا ہمیں اجمالی علم ہوا۔ حق تعالیٰ آپ کو اس حسن سلوک کا بدلہ عطا فرمائے۔ اور دنیا و
آخرت میں آپ پر انعامات فرمائے۔ آمین۔

اور اب میں آنجناب کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں۔ کہ پاکستان ایک عظیم خطرہ میں گھرا
ہوا ہے۔ اور وہ ہے فتنہ قادیان یا قادیانی تحریک۔ بحریہ کا سربراہ ایک بڑا قادیانی ہے۔ فضائیہ کا سربراہ
قادیانی ہے۔ اور بری فوج میں ٹکا خان کے بعد سترہ جرنیل ہیں۔ جو سب قادیانی ہیں۔ کچھ عرصہ بعد ٹکا
خان بھی ریٹائرڈ ہو جائیں گے۔ حکومت مسلمان افسروں کو فوجی مناصب سے معزول کر رہی ہے۔ صدر کا
اقتصادی مشیر ایم ایم قادیانی ہے اور سر ظفر اللہ خان کے جو برا خبیث سازشی قادیانی ہے۔ صدر سے
خصوصی روابط ہیں۔ صدر اس کے مشوروں کی تعمیل کرتا ہے۔

غالباً آنجناب کو علم ہوگا۔ کہ اس گروہ کا ضال و مضل مقتدا مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت تھا،
اس نے پہلے مجدد، مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ بعدازاں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اس کا عقیدہ
تھا کہ برطانوی حکومت روئے زمین پر خدا کا سایہ ہے، جہاد منسوخ ہے اور یہ کہ برطانیہ کی نصرت و حمایت
اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ وغیر ذالک من کفر دھراً

''قادیان'' کے بعد (جو ہندوستان میں رہ گیا) انہوں نے مغربی پاکستان میں ''ربوہ'' آباد کیا جس کی
حیثیت ان کے دارالخلافہ کی ہے۔ وہاں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بڑی سرگرمی سے سازشیں تیار
ہوتی ہیں۔ اور یہ عجلت میں تحریر کردہ عریضہ ان تفصیلات کا متحمل نہیں۔ میں آنجناب سے اس وقت دو
گذارشیں کرنا چاہتا ہوں۔

ایک یہ کہ صدر بھٹو کو اس خطرہ عظیمہ سے آگاہ کیجئے۔ یعنی قادیانی بغاوت ملک کا قادیانی

Marfat.com

حکومت کے تحت آجانا، بحر احمر میں برطانیہ کی عزت رفتہ کا دوبارہ لوٹ آنا اور بیک وقت تمام عربی و اسلامی ممالک کا ناک میں دم آجانا۔ پس آنجناب سے درخواست ہے کہ آج حکومتِ پاکستان کو قادیانیوں کے یابلفظِ صحیح برطانیہ کے چنگل سے چھڑا کر اس پر احسان کیجئے۔ جیسا کہ قبل ازیں آپ اسکی اخلاقی و مادی مدد کر کے اس پر احسان کر چکے ہیں۔ اور محض اللہ تعالیٰ اور، اسکے رسول ؐ کی رضا و خوشنودی، اسلام اور مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے ہر قسم کی تدبیر و حکمت اور عزم و حزم کے ساتھ ''صدر بھٹو'' کی کجروی کی اصلاح کیجئے۔ بلاشبہ اسلام کی یہ عظیم الشان خدمت اللہ و رسول ؐ کی رضامندی کا موجب ہوگی۔ اسکے ذریعہ اس رخنہ کو بند کیا جا سکتا۔ اور اس شگاف کو پر کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ فتنہ کا سیلاب خطرہ کے نشان سے اوپر گزر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکی نصرت و مدد فرمائے۔ ''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمھیں ثابت قدم رکھے گا۔''

دوسری گذارش یہ ہے کہ جمہوریہ لیبیا میں جو قادیانی ڈاکٹر یا انجنیئر کی حیثیت سے آئے ہیں۔ انہیں نکالئے۔ سنا گیا ہے کہ آپ کے ملک میں قادیانیوں کی ایک بڑی تعداد آئی ہے۔ ان میں ڈاکٹر خلیل الرحمٰن طرابلس میں ہے۔ جو شعاؤں کے ذریعہ سرطان کے علاج کا خصوصی ماہر ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں کا سراغ لگایا جائے۔ اور محض اللہ کی، اسکے رسول ؐ کی، اس کی کتاب کی اور مسلمانوں کے قائدین کی خیر خواہی کی غرض سے آپ کو ان کی اطلاع دیجائے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو خدمتِ اسلام اور مسلمانوں کی مدد میں ثابت قدم رکھے۔ آپ کو اپنی رضا اور اپنے دین کی خدمت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کے ہاتھ سے خیر و سعادت کے وہ کام لے جن کے ذریعے مشرق و مغرب میں اسلام اور مسلمانوں کی عزت و مجد میں اضافہ ہو۔ والسلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ۔''

آپ کا مخلص

محمد یوسف بنوری

خادم الحدیث النبوی الکریم فی کراچی

حضرت بنوریؒ کو قادیانیت کے خلاف درد و سوز، بے چینی و بے قراری اور قلبی نفرت اتنی تھی کہ وہ اس سلسلے میں بڑے بڑے فراعنہ مصر سے بھی ٹکرائے اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے جو کچھ ان سے بن پڑا، وہ کر گزرے۔ مرزائیت کی کھلے عام مرتدانہ سرگرمیاں حضرتؒ کی ایمانی غیرت کے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتی تھیں۔ اس کے انسداد کے لیے حضرتؒ پوری دنیا میں گھومے۔

Marfat.com

شیخ بنوریؒ لہولہان:

حضرت مولانا مفتی عبدالباقی راوی ہیں کہ:

''ہڈرسفیلڈ ختم نبوت کے دفتر کی طرف سے حضرت شیخ بنوریؒ کو دعوت نامہ بھیجا گیا۔ حضرت شیخ لندن پہنچے۔ ایک رات قیام کے بعد ہڈرسفیلڈ روانہ ہوئے دفتر ختم نبوت پہنچے۔ دفتر میں قیام پذیر صاحب خانہ موجود نہ تھے بعد میں ملے۔ حضرت شیخ بنوریؒ کو رات کے وقت پیشاب کرنے کا عارضہ پیش تھا۔ رات کو ایک دو دفعہ میں بھی ان کے ساتھ گیا لیکن میری آنکھ لگ گئی اور حضرت الشیخ تنہا پیشاب کرنے کے لیے اٹھے۔ اندھیرا تھا، بجلی کا سوئچ آٹومیٹک تھا۔ آن کرنے کے تھوڑی دیر بعد خود بخود بجھ جاتا تھا۔ حضرتؒ جب پیشاب سے فارغ ہوئے تو بٹن دبایا۔ ابھی حضرتؒ آگے نہیں بڑھے تھے کہ بٹن خود بخود بجھ کر اندھیرا ہو گیا۔ بیت الخلاء کے قریب ایک تہہ خانہ تھا جس کا دروازہ نہیں تھا، دوسری طرف ذرا آگے حضرت کی قیام گاہ (دفتر ختم نبوت) تھی۔ حضرتؒ نے غلطی سے تہہ خانہ کی طرف قدم بڑھایا اور نیچے سیڑھیوں پر لڑھکتے لڑھکتے دھڑام سے تہہ خانہ میں گرے۔ غالباً سولہ سترہ سیڑھیاں ہوں گی۔ معلوم نہ تھا کہ نیچے سوئچ کہاں ہے اندھیرے میں سیڑھیاں تلاش کر کے اوپر چڑھ آئے اپنے کمرے میں پہنچ کر مجھے آواز دی کہ بھائی اٹھو، میں گر گیا ہوں (پشتو میں یہ الفاظ کہے) میں چونک اٹھا۔ حضرتؒ کو دیکھا، کیسے دیکھا؟ ایسے دیکھا کہ کسی نے بھی حضرت الشیخ کو ایسے حال میں نہیں دیکھا۔ میں اس وقت کچی نیند سے اٹھا، بجلی جلائی، دیکھا تو حضرت الشیخ لہولہان ہیں۔ سر سے خون فوارے کی طرح ابل رہا ہے، چہرہ انور نے خون کی چادر اوڑھ رکھی ہے، داڑھی پر لہو کی تہہ چڑھی ہوئی ہے۔ کپڑے بھی خون سے رنگین ہیں۔ نہ پاؤں میں سلیپر، نہ ہاتھ میں لاٹھی، پرایا مکان ہم اجنبی۔ اس وقت آدھی رات، لوگ محوخواب ہیں۔ صاحب خانہ بھی اپنے کمرے میں آرام کر رہا ہے۔ میں نے سب سے پہلے ٹیشو پیپر سے سر کا زخم صاف کیا، پھر چہرہ صاف کیا، پھر داڑھی صاف کی۔ ٹیشو پیپر کے ذرات زخم اور داڑھی میں پھنس جاتے تھے، صفائی میں مشکل پیش آئی، روئی نہیں تھی۔ دفتر میں ہوتا کیا ہے، صرف چند کتابیں، چارپائی اور چند کرسیاں۔ پھر بنیان اور چادر تبدیل کرائے۔ اپنے مفلر سے ان کا سر باندھا۔ میں نے کہا کہ صاحبِ خانہ کو جگاؤں۔ فرمانے لگے نہیں! اس کے آرام میں خلل ہو جائے گا، رہنے دو۔ میں بار بار کہتا کہ ڈاکٹر کو فون کر دیا جائے۔ فرماتے کہ صبح دیکھا جائے گا۔ پھر میں اس تہہ خانہ کی طرف گیا۔ دیکھا کہ سارے راستہ میں خون چھڑکا ہوا ہے۔ کہیں کہیں خون کی دبیز تہہ جمی پڑی ہے، ساری سیڑھیاں خون سے لت پت ہیں۔ حضرت الشیخ کے سلیپر ایک یہاں، دوسرا وہاں لاٹھی بھی (عصا) ایک کونہ میں پڑی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے دو بکرے ذبح کئے ہیں۔ اتنی خون کی بہتات تھی کہ کمزور آدمی دیکھ کر بے ہوش ہو جائے لیکن کیا مجال کہ شیخؒ نے اُف کی ہو۔ آخری رات کے وقت جب صاحبِ خانہ کی بیوی قضاء حاجت کے لیے اٹھی اس نے ہر طرف خون ہی خون دیکھا گھبرا کر واپس کمرے میں گئی اور شوہر کو جگایا۔ وہ بھاگے بھاگے آئے اور حیرانی سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اسے جب معلوم ہوا تو پھر دوسرے دوستوں کو اطلاع دی۔ پھر ڈاکٹر کو فون کیا۔ پھر ایمبولنس منگوا کر حضرتؒ کو ہسپتال لے گئے۔ غالباً سات ٹانکے لگے اور ڈاکٹر نے حضرتؒ کو ہسپتال سے فارغ کیا لیکن ساتھ ہی ساتھ سفر پر پابندی لگا دی مگر لوگ کب معاف کرنے والے تھے، پروگرام کے مطابق حضرت الشیخ نے سفر جاری رکھا اور پھر واپس کراچی تشریف

Marfat.com

لے گئے۔ اس سفر کی رفاقت میں کب بھول سکتا ہوں جبکہ مین نے اس حالت میں شیخؒ کو دیکھا ہے کہ کسی نے تو کیا خود حضرتؒ نے بھی کبھی اپنے آپ کو نہیں دیکھا ہوگا۔ (خصوصی نمبر 500)

میں کفن ساتھ لے جا رہا ہوں

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ راوی ہیں کہ:

تحریک ختم نبوت کے دنوں مین حضرت بنوریؒ پر سوز و گداز کی جو کیفیت طاری رہتی تھی وہ الفاظ کے جامہ تنگ میں نہیں سما سکتی۔ تحریک کے دنوں میں جو آخری سفر حضرتؒ نے کراچی سے ملتان، لاہور، راولپنڈی، پشاور تک کا کیا، اس کی یاد کبھی نہ بھولے گی۔ کراچی سے روانہ ہوئے تو حضرت پر بے حد رقت طاری تھی اور جناب مفتی ولی حسن صاحب سے فرما رہے تھے۔ ''مفتی صاحب! دعا کیجئے حق تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے میں کفن ساتھ لے جا رہا ہوں۔ مسئلہ حل ہوگیا تو الحمد للہ، ورنہ شاید بنوری زندہ واپس نہ آئے گا۔'' حق تعالیٰ نے آپ کے سوز دروں کی لاج رکھ لی اور قادیانی ناسور کو جسد ملت سے کاٹ کر جدا کردیا گیا۔'' (بینات ذوالحجہ ۱۳۹۷ھ)

بالآخر حضرت شیخ بنوریؒ کی جدوجہد، جذبہ، ولولہ، تڑپ اور عمل پیہم کی برکت سے قادیانیت کا قلعہ مسمار ہوگیا اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ قادیانیت کے خلاف ۱۹۷۴ کو چلائی گئی تحریک کے قائد اول اور اس کاروان عزیمت کے سپہ سالار حضرت بنوریؒ ہی تھے اور وہ ساری زندگی اس فتنے کے خلاف سینہ سپر رہے۔

ہم کو مٹا سکے یہ زمانہ میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے، زمانہ سے ہم نہیں

مولانا تاج محمودؒ

مولانا تاج محمود کے صاحبزادے مولانا طارق محمود لکھتے ہیں۔

قادیانیوں کا جلسہ

مجلس احرار ایک دینی جماعت تھی۔ لیکن مجلس نے اسلام کی سربلندی، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ مرزائیت کی سرکوبی کے لئے ایک شعبہ تبلیغ قائم کر رکھا تھا۔ مرزائیت کے ... اثرات کے سدباب کے ضمن میں والد صاحب کی سرگرمیاں اس شعبہ سے وابستہ تھیں۔ اسی اثنا میں والد

Marfat.com

محترم نے ایم۔بی ہائی سکول کوتوالی روڈ میں اسلامیات کے صدر مدرس کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔سکول ڈیوٹی کے بعد جو وقت آپ کے پاس ہوتا اس میں والد صاحب مجلس احرار بالخصوص اس کے شعبہ تبلیغ کی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ۔ یہاں تک کہ 1952ء کا سال آگیا۔ یہ سال قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا بشیرالدین محمود کی جانب سے اپنے مخالفین پر بجلیاں گرانے۔ آگ برسانے ،انہیں تہس نہس کرنے اور خوف ناک نتائج کی دھمکیاں دینے میں گزرا۔قادیانی جماعت کے سربراہ نے واشگاف الفاظ میں اپنی جماعت کو یہ حکم دیا۔

" کہ ملک میں ایسے حالات پیدا کردو کہ 1952ء گزرنے سے پہلے دشمن تمہارے قدموں میں گرنے پر مجبور ہو جائے"

قادیانیوں نے مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لئے اپنے مذہب کی تبلیغ وتشہیر شروع کردی امن وامان کی صورت حال کو سنگین بنانے کے لئے مختلف شہروں میں سیرت النبیؐ کے مقدس نام پر کھلے بندوں کانفرنسیں اور جلسے منعقد کروانا شروع کردیئے۔قادیانی جماعت نے بوہڑاں والی گراؤنڈ میں سیرت النبیؐ کی آڑ میں جلسہ عام کا پروگرام بنایا اور شہر کے مختلف بازاروں میں منادی شروع کردی منادی کا کیا جانا آگ پر تیل ڈالنے کے مترادف تھا۔اس زمانہ میں خواجہ جمال دین بٹ مجلس احرار اسلام لائل پور (فیصل آباد) کے صدر تھے۔ بارہ بجے دوپہر اطلاع ملتے ہی بٹ موٹر ورکس پر مجلس احرار لائل پور کی مجلس عاملہ کا ہنگامی اجلاس طلب کرلیا گیا احرار رہنما اور کارکن بڑی تعداد میں وہاں پہنچنا شروع ہو گئے۔کارکنوں کا اصرار تھا کہ ہم مرزائیوں کا کھلے بندوں جلسہ نہیں ہونے دیں گے۔اگر وہ جلسہ کرنا چاہتے ہیں تو اپنی عبادت گاہ تک محدود رہیں۔سوادِ اعظم کو کافر کہنے والے اور انہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے والوں کو کھلے بندوں انکے جھوٹے مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔مجلس عاملہ کے ہنگامی اجلاس میں رہنماؤں نے جرأت مندانہ فیصلہ کیا۔کہ بوہڑاں والی گراؤنڈ میں اسی وقت اسی جگہ قادیانی جماعت کے بمقابل اسلامیان لائل پور کی طرف سے سیرت النبیؐ کے موضوع پر جلسہ عام کا اہتمام کیا جائے۔جس سے مولانا تاج محمود خطاب فرمائیں۔اور مرزا غلام نبی جانباز نعت پڑھیں۔ چنانچہ احرار ورکنگ کمیٹی نے اجلاس میں کیے گئے فیصلہ کا اعلان لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ پورے شہر میں کردیا گیا۔شہر میں ۔۔۔ کا ہونا تھا کہ ہزاروں مسلمان بوہڑاں والی گراؤنڈ جانا شروع ہو گئے۔ 200 کے قریب احرار

Marfat.com

کارکنوں نے بوہڑاں والی گراؤنڈ کے ایک کنارے پر اپنا پنڈال بنانا شروع کر دیا۔ لاوڈ سپیکر لگائے جا رہے تھے۔ مسلمانوں کے جلسہ کے انتظامات آخری مراحل میں تھے۔ کہ قادیانیوں کا جلسہ شروع ہو گیا۔ ایک قادیانی مقرر نے جونہی مسلمانوں کے دینی جذبات کے خلاف کوئی بات کہی۔ مرزا غلام نبی جانباز رضا کاروں کے ہمراہ قادیانی جلسہ گاہ میں جا دھمکے اور احتجاج کیا۔ قادیانیوں نے اسٹیج کے نیچے کوئی دو تین سو لاٹھیاں چھپا رکھی تھیں۔ وہ نکالیں اور احرار کارکنوں پر برسانا شروع کر دیں۔ والد صاحب وہاں پہنچے تو جلسہ گاہ پانی پت کے میدان کا منظر پیش کر رہا تھا۔ اسی اثناء میں اس وقت کے ایس۔ پی خان عبید اللہ خان اور احمد خان ایڈیشنل کمشنر بھی موقع پر پہنچ گئے۔ مرزائیوں کی طرف سے میاں محمود اختر ایڈووکیٹ 20 دوسرے قادیانی اور وزن بیت کے لئے مسلمانوں کی جانب سے والد صاحب سمیت ان کے دس ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا جن میں شاعر احرار جانباز مرزاؒ میاں محمد عالم بٹالویؒ، محمد صدیق سالارؒ جھنگ بازار اور حاجی محمد اکبر بھی شامل تھے۔ یہ احراریوں کی (Statigy) سٹیٹجی تھی کہ قادیانیوں کے بمقابل جلسہ رکھ کر قادیانیوں کا جلسہ نہ ہونے دیا جائے۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہے۔ قادیانی گرفتار شدگان نے ضمانت پر رہائی حاصل کر لی جبکہ مسلمانوں کی طرف سے گرفتار ہونے والوں نے ضمانت پر رہا ہونے سے انکار کر دیا۔ بالآخر بعض جماعتی رفقاء نے انہیں ضمانتیں کروانے پر رضا مند کیا۔ تب رہائی عمل میں آئی۔ فریقین کا چالان عدالت میں پیش ہوا۔ مقدمہ چلا جب 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں والد مرحوم قید ہو گئے تو یہ مقدمہ نہ جانے کہاں گم ہو گیا۔

حلف نامہ

والد محترم نے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کا اجلاس طلب کیا جس میں رضا کاروں کی بھرتی کا طریقہ کار اور قواعد وضوابط وضع کیے گئے۔ رضا کاروں کی بھرتی کے لئے ایک حلف نامہ تیار کیا گیا جس پر رضا کاروں سے دستخط لئے جاتے تھے۔ حلف نامہ کی عبارت یہ تھی۔

"میں۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ کر کے عہد کرتا ہوں کہ سید المرسلین خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے منصب ختم نبوت کے تحفظ اور حضورؐ کے بعد مدعیان نبوت کے فتنوں کے استیصال کے لئے آل پارٹیز کنونشن کے مجلس عمل کی راہنمائی میں ہر قسم کی جان و مال کی قربانی کے لئے تیار ہوں گا۔ اللہ مجھے

Marfat.com

اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

دستخط رضا کار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پورا پتہ۔۔۔۔۔

خون کی تحریریں

رضا کاروں کی بھرتی کا مرکز حافظ عبدالمجید نابینا مرحوم کے شفاخانہ نقشبندیہ امین پور با
کے اوپر کی عمارت کو قرار دیا گیا۔ پہلے یہ عمارت مجلس احرار اسلام کے دفتر کے طور پر استعمال ہوتی تھی ا
اسے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا دفتر قرار دے دیا گیا۔ رضا کاروں کی بھرتی کے لئے اخبارات اور مس
کے ذریعے اعلان کر دیا گیا۔ والد صاحب تحریک ختم نبوت کے متعلق اپنی یادداشتیں قلمبند کرتے ہو
فرماتے ہیں۔

بھرتی کا اعلان ہوتے ہی ناموس رسالت پر جانیں نچھاور کرنے والوں کا تانا بندھ گیا اور اتنی کثیر تع
میں لوگ دفتر پہنچنا شروع ہو گئے کہ حیرت ہوتی تھی دیہات اور قصبات کے لوگ چلے آتے تھے کہ ہ
نام بھی لکھ لیا جائے اور تاکید کرتے تھے کہ خدا کے لئے کسی پکی فہرست میں ہمارا نام درج کر لیا جائے
ایسا نہ ہو کہ ہم موقع آنے پر نہ بلائے جائیں یا ہمیں اس وقت قبول نہ کیا جائے۔ جذبہ ایمانی سے سر
نوجوانوں نے اپنے خون سے حلف نامے پر دستخط کرنا شروع کر دیے جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ
مطالبات تسلیم نہ کیے گئے تو ملک میں خون کی بے پناہ قربانی دی جائے گی۔

کنویز کی فکرمندی

والد گرامی فرماتے ہیں۔

"27 فروری کو اے ڈی ایم صاحب کے ہاں میری پیشی تھی۔ یہ پیشی بوہڑاں والی گراؤنڈ کے مشہور کیس کے سلسلہ میں تھی جس میں قادیانیوں کے جلسہ کو روک دینے کے سلسلے میں تصادم ہوا تھا۔ 11 مسلمان اور 23 قادیانی گرفتار کر لئے گئے تھے۔ میری دس دس ہزاری دو ضمانتیں تھیں۔ عجب مخمصے میں پڑ گیا۔ تحریک کا سب بوجھ میرے ذمہ ڈال دیا گیا تھا۔ انتظامات پروگرام میرے پاس۔۔۔۔ اگر میں اے۔ڈی۔ایم کے ہاں پیش ہوتا ہوں تو خطرہ یہ ہے کہ

Marfat.com

کہیں وہیں گرفتار نہ کر لیا جاؤں۔ اگر پیشی پر نہیں جاتا تو اے۔ڈی۔ایم صاحب اگر چاہیں تو میرے ضمانتیوں کو پریشان کر سکتے ہیں۔ بالآخر دل نے گواہی دی کہ پیشی پر چلو عدالت کھلتے ہی میں کمرہ عدالت میں ساتھیوں سمیت بین ایدھم سدًّا ومن خلفھم سدًّا فاغشینھم فھم لا یبصرون پڑھتا ہوا پیش ہو گیا۔ حبیب صاحب اے۔ڈی۔ایم تھے۔ بڑے شریف پڑھے لکھے اور بردبار طبیعت کے افسر۔ مجھے دیکھتے ہی کہنے لگے آیئے مولانا صاحب آج تو آپ لوگوں نے ہمیں سونے ہی نہیں دیا۔ یہ کہا اور وائرلیس نکال کر سامنے رکھ دیا کہ گذشتہ رات پنجاب میں تیس کارکنوں کی گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ یہاں لائل پور سے مولانا عبیداللہ اور غلام نبی شامل ہیں۔ میں نے پوری فہرست پڑھی تو معلوم ہوا کہ سب حضرات کا تعلق پنجاب سے ہی تھا۔ میں نے عرض کیا کہ جناب ہم حاضر تو ہو ہی گئے ہماری حاضری لگ جائے تو ذرا شہر جائیں کیونکہ ابھی ابھی مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگوں نے شہر میں ہڑتال کر دی ہے۔ کہنے لگے بس مولانا صاحب آپ لوگوں کی حاضریاں لگ گئی ہیں۔ جایئے اور دیکھیں کہ کہیں کوئی فساد نہ ہو جائے۔ میں نے کہا کہ جناب مجھے بھی اسی لئے جلدی ہے بڑی مہربانی۔"

مفتی محمد یونسؒ کی کراچی روانگی

پروگرام کے مطابق یکم مارچ 1953ء کو جامع مسجد کچہری بازار میں صبح دس بجے جلسہ شروع ہوا۔ مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام اور اراکین مجلس عمل نے عقیدہ ختم نبوت اور تردید مرزائیت کے حوالے سے پُر جوش ولولہ انگیز اور ایمان افروز تقاریر کیں۔ آج گرفتاریوں کے لئے والد صاحب کے استاد مولانا مفتی محمد یونس مرحوم نے قافلہ کراچی لے کر جانا تھا وہ جلسہ گاہ آئے تو فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ آپ کی صدارت میں والد محترم نے بحیثیت کنوینر مجلس عمل کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

" آج ہم جس تحریک کو شروع کر رہے ہیں وہ کسی سیاسی و دنیوی مقصد اور غرض

Marfat.com

کے لئے نہیں ہے۔ پاکستان میں حضور فداہ ابی وامی کی حرمت وناموس کے تحفظ اور مسلمانوں کے ملی وجود کو تفرقہ اور انتشار سے بچانے کے لئے شروع کر رہے ہیں۔ ہمارے اکابر نے اس مسئلہ کے سلسلہ میں جس قدر حلم اور اتحاد و اتفاق کا ثبوت دیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اب حق اور باطل کا معرکہ شروع ہے ہم تمام کوششیں کر چکے ہیں حکومت نے ہماری جائز اور معقول بات کو نہیں سنا وہ ہمیں کچلنے پر آمادہ ہو چکی ہے اور ہم حضور سرور کائنات کی حرمت کی خاطر اپنی جانیں تک قربان کرنے کے لئے تیار ہیں ہمیں اب حکومت سے کسی انصاف رحم اور ہوش مندی کی امید نہیں رہی۔

ستم گر تجھ سے امید کرم ہو گی جنہیں ہو گی
ہمیں تو دیکھنا یہ ہے کہ تو ظالم کہاں تک ہے

صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ ؒ کی گرفتاری

2 مارچ کو کراچی جانے والے رضا کاروں کی قیادت بریلوی مکتب فکر کے ممتاز خطیب صاحبزادہ سید افتخار الحسن مرحوم کو کرنی تھی۔ چنانچہ آپ صبح سویرے ہی جامع مسجد کچہری بازار میں آگئے۔ طریق کار کے مطابق مسجد میں جلسہ ہوا۔ شاہ صاحب کے ساتھ جانے والے سو رضا کاروں کے ناموں کا اعلان کیا گیا۔ اختتام جلسہ کے بعد شاہ صاحب انسانوں کے سمندر کے جلو میں ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئے۔ بے پناہ رش کی وجہ سے ایک میل کا فاصلہ تقریباً دو گھنٹے میں طے ہوا۔ گاڑی کی آمد سے قبل ریلوے سٹیشن پر صاحبزادہ صاحب نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں فرمایا۔

> ہم ناموس مصطفی ﷺ پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کے لئے گھروں سے سروں پر کفن باندھ کر اور سفینے جلا کر نکلے ہیں پاکستان میں ہمارے ہوتے ہوئے ختمی مرتبت کی شان میں کسی کو کسی قسم کی گستاخی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ خواجہ ناظم الدین کی حکومت کو سواد اعظم کا مطالبہ تسلیم کرنا ہوگا۔ یا حکومت کی گدی چھوڑ دینا ہوگی"

تقریر کے بعد صاحبزادہ صاحب ایک سو رضا کاروں کی معیت میں گاڑی میں روانہ ہو گئے۔ انتظامیہ

Marfat.com

نے بظاہر اس قافلے کی روانگی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کی لیکن درپردہ راستے میں روکنے کا انتظام کر لیا گیا تھا پولیس کی کاریں سالار والا اسٹیشن پر پہنچ چکی تھی اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے صاحب زادہ افتخار الحسن صاحب رقمطراز ہیں۔

"میں ایک سو رضا کاروں کا دستہ لے کر جس میں لائل پور، گوجرہ اور ٹوبہ کے جوان شامل تھے فلک شگاف نعروں کی گونج میں لاہور جانے والی گاڑی پر سوار ہو گیا۔ ایک بوری بھنے ہوئے چنے اور کچھ روپے مولانا تاج محمودؒ نے مجھے دیئے اور میرے کان میں کہا کہ آپ کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے ہیں۔ شاید آپ کو سانگلہ ہل سے ادھر ہی کسی اسٹیشن پر گرفتار کر لیا جائے۔ اگر ایسا ہو تو پھر کسی قابل اعتماد رضا کار کو قافلہ کا امیر بنا کر خود گرفتار ہو جانا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور صاحبزادہ صاحب کو سالار والا اسٹیشن پر ہی گرفتار کر لیا گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ مقامی انتظامیہ رضا کاروں کو کراچی نہیں جانے دے گی۔ چنانچہ مجلس عمل نے فیصلہ کیا کہ آج تین مارچ کو رضا کار کراچی بھیجنے کے بجائے فیصل آباد کے ڈی۔سی ہاؤس پر گرفتاری کے لئے بھیجے جائیں ان دنوں فیصل آباد کے ڈپٹی کمشنر میجر ابن حسن تھے۔ مجلس عمل فیصل آباد کے فیصلہ کی روشنی میں جلسہ کے بعد رضا کار مولانا عبدالرحمٰن ہزاروی کی قیادت میں ڈی سی ہاؤس پہنچے تو ابن حسن جلوس کے ہمراہ چل پڑے۔ جیل کے دروازے پر پہنچ کر مولانا موصوف اور چند رضا کاروں کو جیل میں بند کر دیا۔ اور باقی رضا کاروں کو ٹرکوں میں بٹھا کر دور جنگلوں میں چھوڑ آئے والد گرامی رقمطراز ہیں۔

"میں جلوس کو الوداع کہہ کر واپس آیا تو مجھے کسی خفیہ ذریعہ سے معلوم ہوا کہ ابھی ابھی ہوم سیکرٹری اور ڈپٹی کمشنر نے فون پر تبادلہ خیالات کیا ہے۔ اور فیصلہ کیا ہے کہ آج رات مولانا تاج محمود (کنوینر مجلس عمل) کو گرفتار کر لیا جائے میں یہ خبر سنتے ہی بٹ موٹر ورکس سرکلر روڈ پہنچا۔ اور وہاں سے بس پر بیٹھ کر لاہور پہنچ گیا مولانا خلیل احمد قادری جو مولانا ابوالحسنات قادری صدر مجلس عمل کے صاحبزادے اور لاہور وزیر خان کی مسجد میں تحریک کے قائدین میں شامل تھے۔ ان سے جا کر ملاقات کی۔ مولانا خلیل احمد قادری کو قائل کیا کہ تحریک پنجاب کے

Marfat.com

ہر شہر میں چلانی چاہیے مولانا خلیل احمد قادری نے اس کو سراہا اور یہی فیصلہ قرار پایا۔"

گرفتاری کی کوشش

رات کو والد صاحب واپس فیصل آباد آ گئے اپنے گھر پولیس کی آمد کی اطلاع پا کر اس رات حاجی غلام حسین بٹ مرحوم کے گھر رہے۔ وہیں 4 مارچ کو پروگرام بنتا رہا۔ اہم لوگوں کو وہیں بلا کر م ت کی۔ صبح ہوئی تو محترم والد صاحب کو معلوم ہوا کہ رات پولیس نے گھر کا تین گھنٹے تک محاصرہ کئے گھر کی مکمل تلاشی لی اور جب یقین ہو گیا کہ آپ گھر پر نہیں ہیں تو پولیس ناکام و نامراد واپس چلی گئی۔

والد گرامی کو پولیس گرفتار کرنے میں ناکام ہو گئی تو انتظامیہ نے تحریک کو دبانے کے لئے 144 نافذ کر دی۔ 4 مارچ کو صبح سویرے پورے ضلع میں جلسے جلوسوں پر دفعہ 144 کے تحت پابند اعلان نشر کر دیا گیا۔ دوسری طرف مجلس عمل نے فیصلہ کر لیا کہ اب دن میں دو مرتبہ جلوس نکالے جائیں دو بار گرفتاریاں پیش کی جائیں۔ ایک جلوس صبح دس بجے اور دوسرا ظہر کی نماز کے بعد۔ والد گرامی لوا میں رقمطراز ہیں۔

"ہم نے حسب معمول نو بجے سے پہلے پہلے تحریک کے مرکز جامع مسجد میں گرفتاری کے لئے سو رضا کاروں کا قافلہ تیار کر لیا اور تحریک کے چوتھے قافلہ سالار مولانا عبدالرحمٰن ہزاروی کو جامع مسجد میں بلا لیا۔ حکومت کی طرف سے دفعہ 144 کے نفاذ نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور بے پناہ ہجوم جامع مسجد میں جمع ہو گیا۔ تحریک کے انچارج کی حیثیت سے اور کسی حد تک گرفتاری سے محفوظ رہنے کے لئے میری رہائش جامع مسجد کی بالائی منزل میں تھی۔ رہائش کیا تھی پورا سیکرٹریٹ تھا۔ جامع مسجد کے عقب میں چترال ہاؤس کی طرف سے کھلنے والے دروازے سے اوپر جانے والی سیڑھیوں کے اوپر جا کر دو کمروں میں باقاعدہ 24 گھنٹے کا دفتر اور عملہ کام میں مشغول رہتا میں نے مجلس عمل کے جو ممبران باہر تھے انہیں بلوایا۔ مولانا محمد یعقوب نورانی، حکیم حافظ عبدالمجید نابینا (مرحوم) اور مولانا عبدالرحمٰن ہزاروی باہر رہ گئے ہم نے باہم مشورہ کیا کہ دفعہ 144 کے متعلق کیا

Marfat.com

کرنا ہے؟ لوگوں کے ہجوم اور جوش وخروش نے راہنماؤں کے خون کو بھی گرمایا ہوا تھا۔ سب نے یہی مشورہ دیا کہ دفعہ 144 کی دھجیاں فضائے آسمان میں بکھیر دی جائیں۔

چنانچہ قافلہ مولانا ہزاروی کی قیادت میں ڈی سی کے بنگلہ پر گیا۔ ڈی سی جلوس کے ہمراہ جیل تک گیا۔ مولانا اور رضا کاروں کی فراوانی کے باعث 4 مارچ کو ایک دوسرا جلسہ ترتیب دیا گیا۔ یہ جلوس حسب معمول ڈی سی کے بنگلہ پر پہنچا رضا کاروں کو وہیں گرفتار کرلیا گیا۔ انہیں جیل کے پھاٹک پر بے جا زدوکوب کیا گیا۔ 15 رضا کار زخمی حالت میں میرے پاس مرکز میں واپس پہنچ گئے۔ باقی رضا کاروں کو مار پیٹ کران سے نقدی وغیرہ چھین لی گئی اور انہیں جڑانوالہ کے قریب لے جاکر جنگل میں چھوڑ دیا گیا۔ 5 مارچ کو بھی دن میں دو دفعہ سو سو رضا کاروں کے جتھے زبردست جلوسوں کے ہمراہ گئے اور گرفتاریاں پیش کیں۔ جتھے کی قیادت ڈھکوٹ کے غلام رسول صاحب نے کی۔ اس طرح دیگر دیہات سے بھی لوگ جلوسوں کی شکل میں شہر پہنچتے رہے۔ یہ دن خیریت سے گزر گیا اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہ آیا۔

مرزائی کرنل کی قیادت میں فوج کی آمد:

والدمحترم تحریک ختم نبوت کی یادداشتوں میں لکھتے ہیں۔

"جب ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم کراچی رضا کار بھیجنے کے علاوہ لائل پور میں مقامی طور پر تحریک سول نافرمانی چلائیں گے تو سید ابن حسن ڈپٹی کمشنر لائل پور نے جلوسوں میں لاکھوں انسانوں کی شرکت دن میں دو دو دفعہ رضا کاروں کے قافلوں کی روانگی اور عوام میں تحریک کی ہمدردی میں بے پناہ جوش و خروش کو دیکھ کر حکومت سے درخواست کی کہ اسے فوج کی امداد دی جائے۔ چنانچہ 4 اور 5 مارچ کی درمیانی شب 8/6 پنجاب رجمنٹ کی ایک بٹالین فوج لائل پور پہنچ گئی۔ یہ بٹالین غالباً کیمبل پور سے لائل پور پہنچی تھی اور اس کا تعلق توپخانہ سے تھا۔ اس کے انچارج کرنل حبیب تھے۔ کرنل صاحب چک جھمرہ سے متصل رہنے والے ایک مشہور مرزائی خاندان مولوی عصمت اللہ کے عزیز تھے۔ اور خود بھی مرزائی تھے۔ لائل پور پہنچنے سے پہلے ایک رات اس بٹالین نے

Marfat.com

ربوہ کے قریب پڑاؤ کیا تھا اور کرنل حبیب صاحب ربوہ میں اپنے پیرومرشد مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ربوہ اور دوسرے مرزائی رہنماؤں سے ملاقات کر کے آئے تھے۔ اس بٹالین کے لائل پور پہنچتے ہی چند مسلمان سپاہی میرے پاس جامع مسجد میں خفیہ طور پر ملاقات کے لئے آئے اور مجھے کرنل حبیب صاحب اور اس کی سرگرمیوں اور عزائم سے آگاہ کر گئے اور مستقل رابطہ رکھنے کا بھی وعدہ کر گئے۔ کرنل حبیب کے آتے ہی سید ابن حسن ڈپٹی کمشنر پولیس لائل پور کا رویہ انتہائی سخت ہو گیا اور فوج کے آنے کے دو دن کے اندر بالکل بدل گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اس سے پہلے خود فوج میں میجر تھا۔۔۔۔ فوجی کو، فوجی کی بات اپیل کر گئی اور اس کا دماغ بالکل ہی پھر گیا۔

ڈپٹی کمشنر ابن حسن کا مطالبہ

6 مارچ 1953ء کو یعقوب بٹ کی زیر قیادت رضا کاروں کا جتھہ اور جلوس ریل بازار سے ہوتا ہوا ڈپٹی کمشنر صاحب کے بنگلہ پر پہنچا تو صرف پچاس رضا کاروں کو گرفتار کیا گیا۔ دیگر لوگوں کو ادھر ادھر لے جا کر چھوڑ دیا۔ ظہر کی نماز کے بعد دوبارہ جلوس گیا تو رضا کاروں کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ بلکہ دور دراز جنگلوں میں جا کر چھوڑ آئے۔ ڈی سی نے والد صاحب کو پیغام بھجوایا کہ آئندہ میرے بنگلے پر رضا کار نہ بھیجے جائیں۔ میرے معصوم بچے نے کئی دنوں سے دودھ نہیں پیا۔ وہ ڈرتا ہے رات کو بچے سوتے نہیں ہیں۔ اگر آپ لوگ نیک نیت ہیں اور ملک دشمن نہیں اور آپ کا مقصد گرفتاریاں دینا ہی ہے تو یہ جلوس جامع مسجد سے کوتوالی جایا کرے۔ مولانا نے ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ اور جلوس کا راستہ انتظامیہ کے مطالبے کے مطابق تبدیل کر دیا۔ 6 مارچ کو شہر کے ایک محلہ مائی دی جھگی میں جھگڑا ہوا۔ یہ علاقہ شہر سے دو میل دور تھا دونوں پارٹیاں جو کہ پولیس کے زیر اثر تھیں۔ ایک نے تحریک ختم نبوت زندہ باد اور دوسری نے مردہ باد کہا اور جھگڑا ہو گیا۔ ہنگامہ ہوا پولیس پہنچ گئی اس ہنگامہ کی آڑ لے کر ڈی سی نے ہوم سیکرٹری سے رات کو بات کی کہ مجھے گولی چلانے کی اجازت دی جائے تا کہ تحریک کو ختم کیا جا سکے۔ بالآخر ہوم سیکرٹری نے شہر سے باہر کم ہجوم میں طاقت استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔ دونوں میں یہ تبادلہ خیالات بذریعہ ٹیلی فون ہوا۔ محکمہ ٹیلی فون کے کسی ہمدرد نے والد صاحب سے دوستی کی بنا پر اس

Marfat.com

بات چیت سے آگاہ کر دیا۔ ڈپٹی کمشنر سید ابن حسن کے رویہ میں یہ تیزی اور تندی مرزائی کرنل محمد حبیب کی طرف سے اس کی برین واشنگ کے بعد آئی۔ پھر فیصل آباد میں جو کچھ ہوا اس کے ذمہ دار یہ دونوں "فوجی" تھے محترم والد صاحب تحریک ختم نبوت 1953ء کا حال بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

7 مارچ کی صبح ہوئی تو میرا دل ڈر رہا تھا کہ اب یہ افسران بیچارے مسلمانوں کو تڑپانے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ خدا جانے کیا ظلم کریں گے۔ میں نے شہر کی تمام مساجد میں خطیب صاحبان کو چٹھیاں بھجوائیں کہ وہ اپنی اپنی مسجد کے لاؤڈ سپیکر سے اعلان کریں کہ کوئی شخص مرکزی دفتر کے علاوہ کہیں کوئی جلوس، جلسہ یا نعرہ بازی نہ کرے۔ سول نافرمانی کی تحریک کا مرکزی دفتر جامع مسجد میں ہے وہیں جلسہ ہوگا وہیں سے جلوس نکلے گا اور وہیں سے رضا کار گرفتاریوں کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں گے۔ 7 مارچ صبح 9 بجے جامع مسجد میں جلسہ شروع ہوا۔ میرا گلا بیٹھا ہوا تھا۔ مسلسل تقریروں اور کئی راتوں سے آرام نہ کر سکنے کے باعث آواز خراب تھی۔ میں نے جلوس کے راستے کو بدل دینے کا اعلان کیا حکومت کے مذموم ارادوں سے عوام کو باخبر کیا اور مرکزی جلوس کے علاوہ محلوں میں چھوٹے چھوٹے جلوسوں اور سرکاری سازشوں سے لوگوں کو آگاہ رہنے کی تلقین کی۔ آج کے جلوس کی قیادت گوجرہ کے مولانا عبدالکریم صاحب کر رہے تھے۔ اسی جلوس کے ہمراہ شیخ بشیر احمد صدر سٹی مسلم لیگ اور لائل پور کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد صاحب انوری بھی تھے۔ سو رضا کاروں کا قافلہ اور کوئی ایک لاکھ انسانوں کا جلوس کوتوالی جا پہنچا۔ گرفتاریاں ہوئیں۔

پولیس فائرنگ

مقامی طور پر تحریک چلانے کے علاوہ مرکزی راہنماؤں کے فیصلہ کے مطابق برابر کراچی رضا کار بھیجے جا رہے تھے۔ ہر دوسرے روز ایک سو رضا کاروں کا قافلہ کراچی کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ کراچی میں تحریک کو جاری رکھنے کے لئے بڑے ثابت قدم اور پختہ قسم کے رضا کاروں کا انتخاب کرنا ہوتا تھا۔ پھر ان کے لئے ہر قسم کے ساز و سامان کی تیاری بڑی ضروری ہوتی تھی۔ اس لئے ایک دن ناغہ اور دوسرے

Marfat.com

دن قافلہ جاتا۔ پھران رضا کاروں کو بالکل خفیہ بھیجا ہوتا تھا تا کہ مقامی حکام کو کچھ علم نہ ہو سکے۔ ایسا نہ ہو کہ یہیں روک لیا جائے یا راستے میں اتار لیا جائے۔ بڑی احتیاط سے یہ کام ہوتا۔ 7 مارچ کو کراچی کے لئے ایک سو رضا کاروں کے قافلے نے بھی روانہ ہونا تھا دوپہر سے پہلے قافلے کی روانگی جلوس اور گرفتاریوں سے فارغ ہوئے تو ہم نے سو رضا کاروں کو کہا کہ بالکل سادہ لباس میں ریلوے اسٹیشن پر پہنچ جائیں ان رضا کاروں کو دوپہر کا کھانا کھلا دیا گیا تھا۔ رات کے لئے روٹیاں اور خشک قسم کا سالن الگ اسٹیشن پر بھیج دیا گیا اس کے علاوہ بھنے ہوئے چنے کی بوریاں الگ بھیج دی گئیں۔ گڑ کی چھوٹی بوری الگ بھیج دی گئی۔ ان کے 25'25 رضا کاروں کے دستے بنا دیئے گئے ہر 25 آدمیوں میں ایک کو اس دستہ کا سالار بنا دیا جاتا۔ اور سب کے لئے ایک انچارج مقرر ہوتا تھا اسکی جیب میں پانچ سو روپے ڈال دیئے جاتے تا کہ گرفتاری تک کے وقت میں انہیں کوئی پریشانی نہ ہو۔ ہمارے یہ رضا کار ریلوے اسٹیشن پر چناب ایکسپریس کے انتظار میں تھے۔ ہم واپس مرکز میں پہنچے۔ اسٹیشن پر آدمی بھیجا معلوم ہوا گاڑی کچھ لیٹ پہنچی ہے۔ تمام رضا کار اور ان کے سالار معہ سامان وغیرہ کے گاڑی میں سوار ہو کر خاموش مسافروں کی شکل اختیار کر چکے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اچانک خبر پہنچی کہ ریلوے اسٹیشن پر جھال خانوآنہ والے پھاٹک کے قریب پولیس نے گولی چلا دی ہے۔ کئی لوگ شہید اور کئی زخمی ہوئے ہیں۔ سخت صدمہ ہوا۔ کم از کم میرے لئے بالکل متوقع تھا۔

میں رات سے ہی ڈی سی اور ہوم سیکرٹری کی زبانی گفتگو سے مطلع ہو چکا تھا اب میرا خیال ادھر گیا کہ گاڑی میں ہمارے ایک سو رضا کار سوار تھے۔ حکومت کو ان کی خبر ہو گئی ہو گی۔ اس لئے حکومت نے پھاٹک بند کر کے گاڑی کو روک کر انہی لوگوں پر گولی چلائی ہے۔ میں نے اپنے سیکرٹری مسٹر شہزاد کو بھیجا کہ تم خود جاؤ اور فوراً سرسری جائزہ لے کر آؤ کیا ہوا ہے۔ لوگ پریشان تھے کہ حکومت نے ڈرامہ کیا ہے اور بہانہ بنا کر گولی چلائی ہے اور کئی ماؤں کے لخت جگر شہید کر دیئے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد لوگ شہیدوں کو اٹھا کر جامع مسجد لے آئے ان کی چارپائیاں ایک دوسرے کے پہلو میں رکھ دی گئیں۔ شہر میں کہرام مچ گیا۔ لوگ آ رہے تھے انہیں پہچان رہے تھے۔

بالآخر مغرب کی نماز تک تین شہیدوں کے گھروں کا پتہ چل گیا جو تھے ایک 35 سالہ نوجوان تھے ان کی شناخت نہ ہو سکی اور عشاء کی نماز کے بعد تک اس کا کوئی والی وارث نہیں آیا۔

Marfat.com

شہدا کی نماز جنازہ

اسی روز منادی کردی گئی کہ 8 مارچ کو 10 بجے دوپہر عید باغ دھوبی گھاٹ میں شہدائے ختم نبوت کے جنازے پڑھے جائیں گے۔ بانس جنازوں سے باندھ دیئے گئے۔ بڑے ہی دل خراش اور غم انگیز منظر میں 9 بجے کے قریب جنازے اٹھے لوگ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے ساتھ جا رہے تھے۔ عید باغ میں چاروں چار پائیاں ایک دوسرے کے پہلو میں رکھ دی گئیں۔ صفیں درست کرائی گئیں۔ والد صاحب کے اندازے کے مطابق لائل پور کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا اجتماع تھا۔ پورے عید باغ میں صفیں تھیں ڈگلس پورہ، سائیڈ مین گندے نالے کے پار اور ڈگلس پورہ کی گلیوں میں بھی صفیں تھیں۔ صفیں درست کرنے اور انتظام و اہتمام ہونے ہوئے کوئی اڑھائی گھنٹے صرف ہو گئے۔ مولانا صاحبزادہ ظہور الحق صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ کی نماز سے قبل والد محترم مولانا تاج محمودؒ نے شہدائے بدر اور شہدائے احد سے لے کر شہدائے ختم نبوت تک کی روحوں پر بلند آواز کے ساتھ سلام پڑھا لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ ہر شخص کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ شورش کاشمیری رقمطراز ہیں۔

"پولیس کے طرز عمل سے لائل پور کے حالات 7 مارچ کو غایت درجہ خراب ہو گئے شیخ بشیر احمد صدر سٹی مسلم لیگ سمیت 157 اشخاص گرفتار کر لئے گئے۔ ان کی گرفتاری کے خلاف دس ہزار افراد نے احتجاجی جلوس نکالا۔ ضلع جھنگ میں تصادم ہو گیا۔ ریلوے اسٹیشن پر مظاہرہ ہونے لگا پولیس نے گولی چلا دی چار آدمی شہید اور چار زخمی کر دیئے۔ اس کے بعد کرفیو لگا دیا گیا۔ اگلے روز شہداء کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لئے پچاس ہزار افراد پر مشتمل ایک جلوس نکالا گیا اس جلوس پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے فوج بلوا کر گولی چلوا دی۔ تین آدمی شہید اور ایک زخمی ہوا۔ ہجوم نے اندرونی ٹرانسمیشن سسٹم کاٹ دیا۔

کرفیو کا نفاذ

9 مارچ کو شہر میں کرفیو لگا دیا گیا۔ انتظامیہ نے دس بجے کرفیو اٹھانے کا اعلان کیا تو والد گرامی نے بھی معمول کا جلوس دس بجے نکالنے کا اعلان کر دیا۔ انتظامیہ نے کرفیو بارہ بجے تک بڑھا دیا تو

Marfat.com

والد محترم نے بھی فیصلہ کیا کہ جلوس بارہ بجے نکالا جائے گا۔ والد محترم کو نوجوانوں کی جانیں عزیز تھیں اور کرفیو کی خلاف ورزی کر کے بلاضرورت نوجوانوں کو شہید نہیں کرانا چاہتے تھے۔ 12 بجے سے تھوڑی دیر پہلے حکومت نے منادی کرادی کہ کرفیو شام چار بجے تک رہے گا۔ یہ سن کر نوجوان مشتعل ہو گئے اور فوری طور پر جلوس نکالنے کے لئے والد صاحب کو مجبور کرنے لگے۔ نوجوانوں کا مؤقف تھا کہ حکومت ہماری "روٹین" توڑنا چاہتی ہے۔ وہ آج کرفیو ختم نہیں کریں گے اگر آج ہم نے جلوس نہ نکالا تو پھر ہمیں آئندہ جلوس نہیں نکالنے دیا جائے گا پھر والد محترم لکھتے ہیں۔

"میں نے بھرے مجمع کو مخاطب کر کے کہا کہ آج گرفتاری دینے کا مسئلہ نہیں گولی کھا کر شہید ہونے کا مسئلہ ہے آج ان لوگوں کا قافلہ مرتب کیا جائے جو شہادت کا درجہ پانے اور اپنے سینوں پر گولیاں کھانے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد جلسہ شروع ہو گیا۔ جامع مسجد رضا کاروں سے بھری ہوئی تھی۔ اعلان کیا گیا کہ آج صرف وہ آدمی کھڑے ہو جائیں جو گولیاں کھانے اور شہادت حاصل کرنے کے متمنی ہیں دوسرا کوئی آدمی اپنا نام پیش نہ کرے۔ میں نے دیکھا کہ پچاس آدمی کھڑے ہو گئے۔ انہیں مجمع سے الگ کر لیا گیا اور تیار ہونے کے لئے کہہ دیا گیا۔ انہوں نے نماز پڑھنے، وصیتیں لکھوانے اور توبہ استغفار کرنے کے لئے 15 منٹ کا وقت مانگا۔ انہیں کہا گیا کہ جلوس آدھ گھنٹے کے بعد جائے گا۔ ان لوگوں نے اپنے اپنے ساتھیوں کو وصیتیں کر دیں۔ بعض نے کاغذوں پر اپنی اپنی وصیتیں لکھ کر ساتھیوں کے حوالے کر دیں اور الگ جا کر نفل نماز پڑھنے اور توبہ استغفار کرنے میں مصروف ہو گئے۔ میرا دفتر جامع مسجد کی بالائی منزل میں تھا میں نے اوپر سے اس منظر کو دیکھا مجھے یوں محسوس ہوا کہ وہ پچاس افراد ملائک ہیں جو آسمانوں سے اترے ہیں اور کوئی ایسا کارنامہ سرانجام دینا چاہتے ہیں۔ جو رہتی دنیا تک یادگار رہ جائے۔"

والد صاحب آگے لکھتے ہیں۔

"یہ بڑا رقت انگیز منظر تھا جسے دیکھ کر میرا دل دہل گیا۔ میں نے اپنی شوریٰ کا اجلاس بلایا اور ان سے واضح

Marfat.com

الفاظ میں کہا کہ میں ان قیمتی جانوں کو ایسے ہی نہیں مروادوں گا۔ اس قافلے کے جانے کی ایک شرط یہ ہے کہ آپ لوگ خود بھی تیار ہو جائیں۔ اپنے بیٹوں کو بھی لائیں۔ میں اپنے اکلوتے کم سن بیٹے (طارق محمود) کو گھر سے منگوا رہا ہوں۔ میں اپنے بچے سمیت سب سے آگے جلوس کی قیادت کروں گا۔ پھر آپ لوگ ہوں گے اور آخر میں جیش ہوگا ابھی یہ بحث جاری تھی کہ ساڑھے تین بجے کا وقت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو آزمائش سے بچنے کی صورت پیدا کر دی۔ جامع مسجد میں جو کچھ ہو رہا تھا سی آئی ڈی منٹ منٹ کی رپورٹ اوپر پہنچا رہی تھی۔ جب انتظامیہ کو معلوم ہوا کہ مقامی مجلس عمل کے عہدیداران کی قیادت میں یہ جلوس نکلے گا اور کرفیو کو ہر قیمت پر توڑنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ تو اطلاع دی گئی کہ آدھ گھنٹے تک اور انتظار کر لیا جائے۔ کرفیو 4 بجے سے آگے نہیں لے جایا جائے گا اور چار بجے آپ اپنا جلوس نکالیں ہم اوپر میٹنگ ختم کر کے نیچے اترے میں نے تقریر شروع کی تقریر ختم ہوئی تو چار بج چکے تھے۔ کرفیو ختم ہونے کے سائرن بج رہے تھے ہم نے چار بجے جلوس نکالا نہ ہماری روٹین خراب ہوئی۔ اور نہ ہی کوئی خون خرابہ ہوا اور اسطرح اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کے غلاموں کا بول بالا کر دیا اور انہیں آزمائش سے بھی محفوظ رکھا۔"

گرفتاری چیلنج بن گئی

لاہور کی طرح فیصل آباد کے حالات انتہائی سنگین صورتحال اختیار کر گئے۔ انتظامیہ مکمل طور پر مفلوج ہو چکی تھی۔ ریلوے پھاٹک اور چنیوٹ بازار میں پولیس فائرنگ سے نوجوان شہید ہوئے تو صورت حال مزید مخدوش ہوگئی۔ شہدائے ختم نبوت کے جنازوں نے تحریک کو اور زیادہ ولولہ اور جوش وخروش بخشا۔ ناموسِ رسالت کے پروانوں کا جذبہ وجنون ہر قسم کے خوف وہراس سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ صوبائی حکومت نے مقامی انتظامیہ کو والد صاحب کی گرفتاری کے لئے سخت دباؤ ڈال رکھا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ لائل پور میں تحریک کے قائد مولانا تاج محمود ہاتھ آ گئے تو تحریک کا دم خم ختم ہو جائے گا۔ ادھر والد صاحب ہائی کمان کے حکم پر اور مقامی مجلس عمل کے فیصلہ کے تحت گرفتاری دینے کے لئے آمادہ نہ تھے معاملہ کچھ یہ صورت اختیار کر گیا۔

ملک الموت کو ضد ہے کہ میں جاں لے کے ٹلوں

سر بسجدہ ہے مسیحا کہ مری بات رہے

والد محترم کی گرفتاری صوبائی حکومت اور انتظامیہ کے لئے چیلنج بن گئی۔ کرفیو کے نفاذ کا اصل

Marfat.com

مقصد بھی والد صاحب کی گرفتاری تھی۔ والد صاحب نے مرکزی جامع مسجد واقع تحریک کے سیکرٹریٹ کو چھوڑ کر روپوشی اختیار کر لی۔ اب ہمارے گھر پر وقت بے وقت پولیس کے چھاپے روزمرہ کا معمول بن گئے۔ کبھی چھاپہ علی الصبح ہے تو کبھی آدھی رات کو، پورے محلے کا محاصرہ کیا جاتا۔ خانہ تلاشی کے بعد جان چھوٹتی۔ ہمارے ساتھ اہل محلہ کی شامت بھی آجاتی۔ جب پولیس کرفیو کے باوجود والد صاحب کو گرفتار کرنے میں ناکام ہوگئی تو وہ اپنے روائتی ہتھکنڈوں پر اتر آئی۔ ایک روز پولیس اپنے ساتھ خالی ٹرک لائی۔ گھر کا سامان اور اثاثہ اٹھا کر لے گئی۔ پولیس چھاپوں میں ناکام ہوئی تو والد صاحب کو اشتہاری قرار دے دیا گیا۔ والد صاحب کی گرفتاری انتظامیہ کے لئے سر درد بن گئی۔ انتظامیہ کی انتقامی کاروائیوں نے والد محترم کو لوگوں کی نظروں میں اور زیادہ مقبول بنا دیا۔ ملک کے ممتاز خطیب مولانا محمد ضیاء القاسمی تحریک ختم نبوت کے عینی شاہد کی حیثیت سے لکھتے ہیں۔

"یہ صوبائی حکومت کے لئے بھی اور مرکزی حکومت کے لئے بھی ایک بہت بڑا چیلنج بن گیا۔ خود نوکر شاہی بھی اس چیلنج کی لپیٹ میں آگئی۔ اور اس نے اپنی تمام تر مشینری مولانا تاج محمود کی گرفتاری پر لگا دی۔ اس طرح اب پورے ملک کی توجہ فیصل آباد پر تھی۔ صوبائی حکومت اور مقامی افسر شاہی کی توجہ مولانا تاج محمود کی ذات پر مرکوز تھی۔ گویا کہ پاکستان بھر میں ایک نیا نام جسے محبت اور عقیدت سے سنا جاتا تھا۔ وہ مولانا تاج محمودؒ کا تھا۔ جو فیصل آباد کے عوام اور خواص کے ہیرو تھے رہنما تھے اور تحریک ختم نبوت کے قائد تھے۔ اس طرح آپ فیصل آباد کے عوام کے دلوں کی دھڑکن اور آنکھ کا تارا بن گئے اور حکومت کے لئے مولانا تاج محمودؒ آنکھ کا شہتیر ثابت ہوئے۔

تحریک ختم نبوت **1953**ء کے علاوہ احرار کی دیگر تحریکوں میں حصہ لینے والے گوجرانوالہ کے معروف احراری چوہدری غلام نبی والد صاحب کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

"مرکزی جامع مسجد فیصل آباد (مولانا مفتی زین العابدین والی مسجد) میں پہنچے تو وہاں مولانا تاج محمود سے ملاقات ہوگئی۔ فیصل آباد کی تحریک کی قیادت مولانا تاج محمود کر رہے تھے پورے شہر پر ان کا قبضہ تھا اور حکومت تھی۔ چوہدری لال

Marfat.com

دین سے ملاقات ہوئی اور ہم تینوں کراچی چل دیئے۔

والد محترم مولانا تاج محمود نے فیصل آباد میں تحریک کو اسی طرح زندہ رکھا جس طرح مولانا عبدالستار خان نیازی نے لاہور کو شعلہ جوالہ بنائے رکھا۔ والد صاحب نے 1953ء کی تحریک میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا اس کا اندازہ آغا شورش کاشمیری کی ایک تحریر سے لگایا جا سکتا ہے۔

"عوام کرفیو کی دھجیاں بکھیرتے رہے تمام ضلع میں تحریک پھیل گئی سب سے اہم رول مولانا تاج محمودؒ نے ادا کیا ایک مسجد میں مورچہ لگا کے بیٹھ گئے اور انتظامیہ کے نظام کو معطل کر دیا وہ شل ہو کے رہ گئی۔

لاہور میں مارشل لاء لگ چکا تھا۔ فیصل آباد میں مرزائی کرنل کی قیادت میں فوج کی آمد خطرے سے خالی نہ تھی۔ ڈپٹی کمشنر ابن حسن بھی ریٹائرڈ فوجی تھا۔ جو والد صاحب کا جانی دشمن بن گیا تھا۔ محترم والد صاحب کی جان سخت خطرے میں تھی۔ وہ جانتے تھے کہ گرفتاری دینے میں سلامتی اور تحفظ تھا۔ لیکن ادھر معاملہ عشق کا تھا۔ والد صاحب نے ناموس رسالت کے تحفظ کو اپنی جان پر ترجیح دی۔ اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا لکھتے ہیں۔

فیصل آباد میں پولیس فائرنگ، کرفیو کے نفاذ اور عوام کے احتجاجی مظاہروں سے حالات روز بروز خراب ہوتے گئے۔ لاہور میں مارشل لاء لگ چکا تھا مگر فیصل آباد میں تحریک کرفیو کے باوجود زوروں پر تھی۔ مولانا تاج محمودؒ نے یہ طریقہ کار اختیار کیا کہ جہاں کہیں جلسہ وجلوس ہوتا وہاں اچانک نمودار ہوتے اور عوام الناس سے ولولہ انگیز خطاب کرنے کے بعد خاموشی سے غائب ہو جاتے۔ صوبائی انتظامیہ فیصل آباد میں تحریک سے بے حد پریشان تھی کیونکہ یہ شہر تحریک کا تیسرا بڑا مرکز بن گیا تھا۔ تحریک کا زور توڑنے کے لئے مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے کنوینر مولانا تاج محمودؒ کی گرفتاری فرض ہو چکی تھی۔"

گرفتاری کے حربے

والد محترم مولانا تاج محمودؒ کی گرفتاری چک نمبر 79 موجودہ گلبرگ میں شیخ فیروز دین مرحوم کے بھانجے مظفر حسین ماگرے کے گھر سے عمل میں آئی۔ انتظامیہ اور پولیس نے والد صاحب کو گرفتار

Marfat.com

کرنے کے لئے کئی حربے اختیار کیئے۔ مگر وہ ناکام رہے۔ مولانا اللہ وسایا والد محترم کے حوالہ
رقمطراز ہیں۔

" میجر ابن حسن ڈی۔سی لائل پور میرا ذاتی و جانی دشمن ہو گیا۔اور اس نے حکم دے دیا کہ مجھے ہر حال میں گرفتار کر لیا جائے۔ پہلے نرمی اور حکمت عملی سے پھانسنا چاہا۔ رانا صاحب ایس پی جو تحریک سے پہلے کے میرے جاننے والے تھے انہوں نے نے مجھے اپنے دفتر بلوایا کہ آپ سے ایک ضروری امر پر مشورہ کرنا ہے۔ میں صورت حال کو بھانپ گیا اور میں نے تعلقات کے باجود ان کے دفتر جانے کو پسند نہ کیا۔ پھر میاں مظفر اے' ڈی' ایم جو میرے اور مولانا عبید اللہ احرار کے مشترکہ دوست تھے وہ تشریف لائے اور مجھے کچہری بازار کے ایک ہوٹل میں بلوایا کہ مجھے آپ سے ضروری باتیں کرنی ہیں۔ میں ان کے دھوکہ میں بھی نہ آیا اور ملنے سے انکار کر دیا۔۔۔۔۔جب میں انکے چکر میں نہ آیا تو انہوں نے مجھے گرفتار کرنے کے لئے مسجد میں بوٹوں سمیت پولیس کو داخل ہونے کا حکم دینے کا فیصلہ کیا۔"

چراغ تلے اندھیرا

اس سے قبل کہ والد صاحب کو مرکزی جامع مسجد سے گرفتار کر لیا جاتا۔ آپ پولیس کو جُل دے کر شیخ فیروز دین (مرحوم) کے گھر واقع چنیوٹ بازار پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ جہاں سے اگلی منزل کا پروگرام طے شدہ تھا۔ محترم اقبال فیروز کی والدہ محترمہ نے جلدی سے کھانا کھلایا۔ والد محترم کے گلے میں حمائل شریف ڈال کر ڈھیروں دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ گلی کی دوسری نکڑ پر محترم مظفر حسین انتظار میں تھے۔ انہوں نے والد صاحب کو سائیکل کے پیچھے بٹھایا پھر غیر معروف راستے سے فصلوں کے بیچوں بیچ سے ہوتے ہو۔ئے چک اناسی میں واقع اپنے گھر لے آئے۔ اس زمانے میں اناسی چک کو راجہ نادر خان کی ذاتی سٹیٹ کی حیثیت حاصل تھی۔ وہ اس [illegible] بے تاج بادشاہ تھے۔ محترم مظفر حسین کی جرأت مندی کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے حکومت کے باغی کو جاگیر کے مالک کی رضامندی کے بغیر اپنے گھر میں پناہ دی۔ راجہ نادر خان سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جس شخص کی گرفتاری

Marfat.com

پوری انتظامیہ کے لئے سوہان روح بنی ہوئی ہے وہ ان کے دامن جبر میں آسودہ پناہ ہے۔

گرفتاری کی سازش

کرنل (ر) میر فخر الدین سپرنٹنڈنٹ جیل لائل پور کشمیری ہونے کے ناطے اکثر و بیشتر شیخ فیروز الدین مرحوم کی دوکان " کشمیر ہاؤس" واقع ریل بازار پر ملنے آیا کرتے تھے۔ ایک روز میر صاحب ملنے کے لئے تشریف لائے تو باتوں باتوں میں تحریک ختم نبوت کے حوالہ سے قائد تحریک کا ذکر آ گیا۔ میر فخر الدین کی چھٹی حس نے انہیں سوچنے پر مجبور کیا کہ مولانا تاج محمود اور اس کشمیری گھرانے کے غیر معمولی تعلقات کے باعث یہ ممکن نہیں کہ شیخ فیروز دین کو مولانا کے بارے میں علم نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے اس بات سے ڈپٹی کمشنر ابن حسن کو آگاہ کر دیا۔ اس طرح والد صاحب کی گرفتاری کی ایک منظم سازش تیار کی گئی۔ مولانا عبداللہ احرار نے جیل سے والد محترم کے نام ایک رقعہ تحریر کیا جس میں انہیں گرفتاری دینے کی تاکید کی گئی۔ غالب گمان یہی ہے کہ انہوں نے والد صاحب کے خطرے میں پڑی جان کے پیش نظر کسی کی ترغیب پر یہ رقعہ لکھا ہوگا۔ رقعہ جیل سے نکلتے ہی مخبر اس کے تعاقب میں لگا دیئے گئے۔ یہ خط ملک غلام رسول مرحوم (ملک سنز کارخانہ بازار) کی معرفت شیخ فیروز دین کو ان کی دوکان پر پہنچایا گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد پولیس نے شیخ صاحب کو حراست میں لے لیا۔ شیخ فیروز دین مرحوم نے پولیس کو والد صاحب کا ٹھکانہ بتانے سے ہر چند گریز کی کوشش کی۔ لیکن سخت دباؤ کے باعث شیخ صاحب کو مجبوراً والد محترم کا ٹھکانہ بتا دینا پڑا۔

کرفیو اور گرفتاری

مقامی انتظامیہ نے والد محترم کی گرفتاری کے لئے 17'18'19 مارچ مسلسل تین دن بغیر کسی وقفہ کے شہر میں کرفیو نافذ کئے رکھا۔ سارے شہر کی ناکہ بندی کر دی گئی۔ چنانچہ اس کرفیو کے دوران والد صاحب کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ محترم مظفر حسین نے راقم الحروف کو بتایا کہ مولانا ہمارے ہاں دوسری شب کے قیام کے لئے ذہنی طور پر تیار نہ تھے۔ وہ ٹھکانہ بدلنا چاہتے تھے لیکن سر شام پولیس کی ناکہ بندی کے باعث ایسا نہ کر سکے۔ رات کو صحن میں چارپائیاں بچھا دی گئیں۔ والد صاحب چارپائی پر جونہی لیٹے انکی نظر دیوار میں لگے سریے پر پڑی۔ محترم مظفر حسین نے بتایا کہ مولانا نے سریے کی طرف اشارہ

Marfat.com

کرتے ہوئے فرمایا۔

"مظفر اگر خدانخواستہ پولیس نے چھاپہ مارا تو یہ سریا بہت کام آئے گا۔ میں اس پر پاؤں رکھ کر دوسری طرف چھلانگ لگادوں گا"

والد صاحب نے استفسار کیا کہ دوسری طرف کیا ہے؟ مظفر حسین صاحب نے بتایا کہ ساتھ راجہ نادر خان کے چچازاد بھائی راجہ علی بہادر کی حویلی ہے۔ جو مال مویشیوں کے لئے مخصوص ہے۔ والد صاحب اٹھے۔ سریا ہلا کر چیک کیا پھر پاؤں رکھ کر عملی مشق کا مظاہرہ کیا۔ دوبارہ چارپائی پر لیٹ گئے۔ کچھ دیر تحریک سے متعلق باتیں کرتے رہے پھر سو گئے۔ رات دو بجے مظفر حسین صاحب کسی غرض سے اٹھ کر مکان کی چھت پر آئے تو تاریکی میں ڈوبے گاؤں کو چاروں طرف سے فوج اور پولیس کے ٹرکوں اور جیپوں نے گھیر رکھا تھا۔ ان کی روشنیوں میں پولیس اہلکاروں کی نقل و حرکت کسی خطرے کی غمازی کر رہی تھی۔ مظفر صاحب فوراً نیچے اترے۔ والد صاحب کو جگا کر خطرہ سے آگاہ کیا۔ والد محترم نے آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ اُسی سریے پر پاؤں رکھ کر خاصی اونچی دیوار کو پھلانگ گئے۔ ادھر پولیس مکمل محاصرہ کر چکی تھی۔ پڑوس کے مکان کی چھت پر راجہ نادر خان، راجہ علی بہادر حکام بالا اور پولیس افسران کے ہمراہ تارچ کی روشنی میں تحریک کے قائد کی گرفتاری میں سرگرمی کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ نکلنے کے تمام راستے بند ہو گئے۔ راہیں مسدود ہو گئیں۔ انتظامیہ تمام تر ناکامیوں کے باوجود اپنے باغی کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

جشنِ فتح

والد محترم مولانا تاج محمود کی گرفتاری کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگلے روز مقامی انتظامیہ نے والد صاحب کی گرفتاری پر فتح کا جشن منایا۔ ڈسٹرکٹ کونسل ہال میں ٹاؤٹوں، چمچوں، کاسہ لیسوں اور حکومتی حاشیہ برداروں کے اجتماع میں ڈپٹی کمشنر ابن حسن نے تقریر کرتے ہوئے گرفتاری کو انتظامیہ کا عظیم کارنامہ قرار دیا۔ ایک منظم طریقے سے تحریک ختم نبوت کے قائد کی کردار کشی کا آغاز کیا گیا۔ اس تمام تر مخالفت، مخاصمت اور پروپیگنڈہ کے باوجود عوام کی نظروں میں والد محترم کی قدر و منزلت اور محبوبیت میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔

کہہ دیا دنیا سے ہم نے، ہم تو حق کے ساتھ ہیں
دیکھنا ہے اب ہمارے ساتھ دنیا کیا کرے

Marfat.com

شاہی قلعہ کی کہانی

والدمحترم کی گرفتاری 20 مارچ 1953ء کو عمل میں آئی۔ پہلی رات کوتوالی تھانہ کے حوالات میں رکھا گیا۔ دوسری شب تین بجے صبح لائل پور سے شاہی قلعہ لاہور منتقل کر دیا گیا۔ والد صاحب کو بارک نمبر 10 میں لاہور کے فردوس شاہ ڈی۔ایس۔ پی کے قاتل اشرف کا کا کے ساتھ رکھا گیا۔ اشرف کا کا نے ڈی۔ایس۔ پی کو قرآن مجید کی توہین کرنے پر اسی کے ریوالور سے مارا تھا۔ والد صاحب بتایا کرتے تھے کہ اشرف چونکہ کئی دنوں سے قلعہ کی اسی کوٹھڑی میں تنہا بند تھا۔ دماغی لحاظ سے ماؤف دکھائی دیتا تھا۔ شاہی قلعہ میں والد صاحب کو بتایا گیا کہ یہ قتل کا مجرم ہے اور لائل پور میں جو لوگ پولیس کی فائرنگ سے جاں بحق ہوئے ان کے قتل کے جرم کی پاداش میں آپ پر بھی 302 کا مقدمہ چلایا جائے گا۔ شاہی قلعہ میں ذہنی اور جسمانی اذیتیں دی گئیں ابتداً مندرجہ ذیل پہلوؤں پر تفتیش ہوئی۔ والدمحترم شاہی قلعہ میں ہونے والی تفتیش کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

1. اب میری تفتیش شروع ہوئی مجھ پر الزام لگایا کہ کسی بیرونی ملک کا روپیہ تحریک کے لئے آتا رہا ہے اور وہ آپ کو بھی ملتا رہا ہے۔
2. آپ کی تحریک کے لیڈر دولتانہ صاحب سے ملے ہوئے ہیں۔ دولتانہ صاحب کا کوئی آدمی آپ کو لائل پور میں ہدایت دیتا رہا ہے۔
3. افغانستان کے کوئی مشکوک لوگ آکر آپ سے ملے تھے ان سے آپ کی کیا گفتگو ہوئی۔ انہوں نے آپ کو کیا دیا تھا؟
4. آپ مسجد کی بالائی منزل پر جن کمروں میں رہتے تھے وہاں کافی اسلحہ بھی پہنچا ہوا تھا۔ یہ اسلحہ آپ کو کس نے پہنچایا تھا۔
5. گوجرانوالہ کے پہلوان رضا کاروں کا ایک جتھہ آپ سے اس مسجد میں ملا تھا۔ یہ جتھہ ربوہ میں مرزائیوں کے سربراہ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ آپ نے ان کو کیا ہدایات دیں؟
6. جو لوگ پولیس کی گولیوں سے مارے گئے وہ آپ کی ہدایت سے پولیس کے مقابلے پر نکلتے تھے۔
7. آپ نے ٹرینیں رکوائی تھیں۔ لائن اکھڑوائی تھی۔ اور بعض دوکانوں کو نذر آتش کرایا تھا۔

Marfat.com

8. اسکی کیا وجہ تھی کہ مرکزی مجلس عمل نے رضا کاروں کے دستے لاہور بھیجنے کی آپ کو ہدایت کی تھی لیکن آپ نے لائل پور کے سربراہ کی حیثیت سے ان کا رخ کراچی کی طرف موڑ دیا تھا؟

غرض یہ کہ اس طرح کے بے سروپا جھوٹ وافترا پر مبنی الزامات کی ایک طویل فہرست مجھے پڑھ کر سنائی گئی۔ جس کو سن کر میرا ابتدائی تاثر یہ تھا کہ ہم جناب رسول مقبول ﷺ کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے جانوں پر کھیل رہے ہیں اور یہ ہم پر کس طرح جھوٹے الزامات عائد کر رہے ہیں۔ صبح کے وقت یہ کاروائی ہوئی۔ انسپکٹر پولیس جو میری تفتیش پر مامور تھا جس کا نام دماغ سے نکل گیا ہے۔ اس نے یہ الزامات عائد کر کے مجھے کہا کہ آپ ان سوالات کے جواب تیار رکھیں شام پانچ بجے ملاقات ہوگی۔

یہ کہہ کر وہ چلا گیا پورے آٹھ روز تک نہ آیا۔ میں مسلسل ان الزامات کو جھوٹا اور بے بنیاد ثابت کرنے اور اصل صورت حال بتانے کی تیاری کرتا لیکن رات کو نیند نہ آتی کبھی کبھار غنودگی طاری ہو جاتی۔ یادالٰہی کی جو کیفیت اور تجلیات وبرکات قلعہ کے ایام اسیری میں محسوس کی پھر وہ عمر بھر نصیب نہ ہو سکی۔ جب آٹھویں دن صبح کو اٹھا تو میرا دل ودماغ نئی سلیٹ کی طرح صاف تھا میں نے فیصلہ کیا کہ میں کچھ نہ سوچوں گا۔ موقعہ پر جو سوالات کریں گے صحیح صحیح جوابات دے دوں گا۔

ابھی یہ فیصلہ ہی کیا تھا کہ انسپکٹر صاحب آدھمکے اور معذرت کرنے لگے کہ میں کسی ضروری کام سے باہر چلا گیا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ میں تمہارے ہتھکنڈوں سے ناواقف تھا۔ اس لئے ذہنی کوفت میں رہا۔ تشریف لائیے، پوچھیے میں بتائے دیتا ہوں۔ مجھے حوالات سے نکال کر بارک میں لے گئے۔ ہتھکڑی بھی نہیں لگائی پھل کے خالی کریٹ کو اوندھا کر کے مجھے اس پر بٹھا دیا گیا اور کہا گیا کہ ان سوالوں کا جواب صحیح صحیح دینا ہے۔ کوئی غلط جواب نہ دیں اور یہ یاد رکھیں کہ یہ شاہی قلعہ ہے یہاں سے آپ کی چیخ وپکار بھی باہر نہیں جاسکتی اور نہ ہی آپ کی مدد کو کوئی بلند وبالا دیواریں پھلانگ کر اندر آ سکتا ہے یہ اس کے تمہیدی کلمات تھے۔

اب سوالات شروع ہوئے میں مختصر جواب دیتا رہا۔ جب مالیات کے متعلق سوال کیا کہ کس کس شخص نے کیا کیا مدد کی۔ کل کتنا روپیہ تھا۔ کتنا کہاں صرف ہوا' باقی کہاں ہے مجھے لائل پور میں معلوم ہو گیا تھا کہ جن مخیر حضرات کی تحریک میں مالی معاونت کا حکومت کو علم ہو جاتا ہے ان کی شامت آ جاتی ہے۔ اس لئے میں نے جان خطرے میں ڈال کر کہا کہ یہ شعبہ میرے پاس نہیں ہے میری رہائش شہر سے

Marfat.com

یل ڈیڑھ میل باہر ہے۔ میں شہر کے لوگوں کو زیادہ جانتا بھی نہیں اس نقطے پر مجھے بڑی کوفت ہوئی۔ بڑی
ذیت کا سامنا کرنا پڑا مگر میں نے ثابت قدمی کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھا۔ غرض یہ کہ پوری ہسٹری
شیٹ تیار کی۔ صبح کے چھ بجے سے رات کے گیارہ بجے تک مختلف وقفوں سے یہ عمل جاری رہا۔ گیارہ بجے
رات تھک کر چور ہو کر حوالات میں آ کر نماز پڑھی۔

نیند نے آ دبوچا۔ صبح فجر کی نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ انسپکٹر صاحب آ دھمکے اور بڑی
معصومیت اور مصنوعی طور پر مایوسی کا اظہار کرتے اور اپنا چہرہ بناتے ہوئے کہا کہ میری اور آپ کی کل کی
ساری محنت ضائع ہوگئی۔ وہ دستاویزات میرے سائیکل کے کیریر پر گھر جاتے ہوئے راستہ میں گر
گئیں۔ آیئے اور کل والا بیان پھر لکھوایئے۔ تاکہ میں اوپر افسران کو بھیج سکوں۔ مجھے پھر کل والی بارک
میں پہنچایا گیا۔ میں نے دوبارہ پھر سارا بیان لکھوایا۔ بعض مقامات ایسے تھے جہاں میں نے معلومات بہم
پہنچاتے ہوئے احتیاط سے کام لیا تھا۔ آج بعض اور مقامات پر احتیاط کی گئی۔ کل والی احتیاط کا خیال
دماغ میں نہ رہا۔ رات گیارہ بجے فراغت ہوئی اور مجھے میری حوالات میں پہنچا دیا گیا۔ ضروریات و
فرائض سے فارغ ہو کر گہری نیند کل کی طرح سو گیا۔ تیسرے روز ابھی نماز صبح سے فارغ ہوا ہی تھا کہ پھر ا
نسپکٹر صاحب آ دھمکے اور کہا کہ ستم ہو گیا وہ آپ کا پرسوں کا بیان میری میز کی دراز میں رہ گیا تھا وہ بھی مل گیا
لیکن اب جو میں نے آپ کے دونوں بیانوں کو پڑھا ہے تو ان میں تضاد واختلاف ہے۔ چنانچہ ان
تضادات کو رفع کریں۔ مثلاً میں نے پہلے بیان میں کہا کہ میں نے شاہ جیؒ سے متاثر ہو کر 32ء میں احرار
میں شمولیت اختیار کی۔ دوسرے بیان میں میں نے 47'48ء بتایا اب اس نے کہا ان میں سے کون سی
بات صحیح ہے۔ میں کہا کہ رسمی طور پر 32ء میں شامل ہوا تھا۔ باضابطہ طور پر 48' 47ء میں شامل ہوا۔
غرض یہ کہ مسلسل اس قسم کی پورا دن کھینچا تانی جاری رہی۔

چوتھے روز اصغر خان ڈی۔ آئی۔ جی قلعہ نے وہ زبان استعمال کی کہ دلخراش خرافات کا ریکارڈ
توڑ دیا۔ مسلسل ہتھکڑی لگا کر صبح چھ بجے سے رات گیارہ بجے تک کھڑا کیا گیا جس کی وجہ سے کمر کا درد
ہمیشہ کا ساتھی بن گیا۔ قلعہ کے دن بڑے سخت تھے۔ اشرف کا ٹا لو وعدہ معاف گواہ بنا کر مولانا عبدالستار
خان نیازی کو فردوس شاہ کے قتل میں ملوث کرنے کی کوشش کی گئی مگر وہ انکاری رہا۔ اشرف کا کا بڑا بہادر
انسان تھا۔ تین سال جیل کاٹ کر ملتان سے رہا ہو کر میرے پاس آیا۔ بعد میں پھر ملاقات نہ ہو سکی نہ

Marfat.com

معلوم کہ اب وہ زندہ ہے یا انتقال کر گیا۔

شاہی قلعہ کے بعد دس دن ٹبی کی حوالات میں گزرے یہ دن میرے لئے پہلے سے زیادہ اذیت ناک اور تکلیف دہ تھے کیونکہ حوالات سماج دشمن عناصر سے بھری پڑی تھی۔

پھر چند دنوں کے لئے لاہور سنٹرل جیل میں بھیج دیا گیا۔ یہاں سے بالآخر کیمبل پور (اٹک) جیل بھیج دیا گیا۔ بقیہ ایام اسیری یہاں گزارے۔ قلعہ اور اٹک جیل میں مزید سیاسی رہنماؤں مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا عبدالواحد گوجرانوالہ، چوہدری ثناء اللہ بھٹہ، حکیم حافظ عبدالمجید نابینا اور آغا شوش کاشمیری کا ساتھ رہا۔"

صبر و استقامت

حضرت مولانا طارق محمود راوی ہیں

شاہی قلعہ لاہور کے عقوبت خانے میں والد صاحب پر جو بیتی اس کے متعلق انہوں نے تفصیل نہیں لکھا۔ وہ بتایا کرتے تھے کہ جبر و استبداد کی اس وادی میں ذہنی و جسمانی اذیت کا ہر ظلم روا رکھا گیا۔ انہوں نے جرأت مندی اور صبر و استقامت کا مظاہر کیا۔ انکے پائے ثبات میں ذرا برابر لغزش نہ آئی۔ آغا شورش کاشمیری کی ایک تحریر سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ محترم والد صاحب نے شاہی قلعہ میں کس جواں مردی اور پامردی کے ساتھ تشدد اور بربریت کا مقابلہ کیا۔

"1953ء کی تحریک ختم نبوت جو مارشل لاء کی بھینٹ چڑھ کر شہید ہو گئی۔ فیصل آباد میں مولانا تاج محمودؒ کے دم قدم سے چلی۔ حکومت نے بڑی تگ و دو کے بعد آپ کو گرفتار کیا۔ لاہور کے شاہی قلعہ میں لایا گیا۔ اس بوچڑ خانہ میں پولیس کے بعض افسروں نے آپ پر ستم توڑنے کی انتہاء کر دی۔ لیکن اس مرد خدا نے ہر صعوبت، ہر تشدد اور ہر اذیت خندہ پیشانی سے جھیلی۔ اف تک نہ کی۔ اپنی استقامت سے قرون اولیٰ کی یاد تازہ کر دی کہ رسول اللہ ﷺ کے عشاق کفار کے ظلم سہتے اور حضورؐ کے عشق میں قربان ہوتے تھے۔ سید اعجاز حسین اس زمانہ میں سی' آئی' ڈی کے ڈی' ایس' پی اور قلعہ کے انچارج تھے۔ انہوں نے خود راقم

Marfat.com

الحروف سے ذکر کیا کہ

"تاج محمودؒ قرون اولیٰ کے فدایان رسول عربی کی بے نظیر تصویر تھے۔

وہ پولیس کے ہر وار پر درود پڑھتے اور عشق رسالت ﷺ میں ڈوب جاتے۔

ستارہ صبح کی آمد

16 فروری 1953ء خواجہ ناظم الدین کی لاہور آمد پر مکمل ہڑتال ہوئی۔ رات دہلی دروازے میں جلسہ عام تھا۔ جس میں دیگر مقررین کے علاوہ امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری کا تاریخی اور یادگار خطاب ہوا۔ والد محترم مولانا تاج محمودؒ تحریک ختم نبوت 1953ء کے حوالے سے اس اجتماع سے متعلق رقمطراز ہیں۔

"اس جلسہ میں لاکھوں کی حاضری تھی۔ شاہ جی کی تقریر پر لوگ ہوش وحواس کھو کر بیٹھے ہوئے تھے۔ تقریر کرتے کرتے اچانک شاہ جی نے اپنی ٹوپی سر سے اتار لی اور فرمایا کہ اس لاکھوں کے مجمع میں کوئی شخص ایسا ہے جو میری ٹوپی لے جائے اور ان کے قدموں پر ڈال دے۔ میری طرف سے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دے کہ میں اپنی باقی زندگی ان کے سوروں کا گلہ چرایا کروں گا۔ بشرطیکہ وہ ہمارے سب کے آقا ومولا حضرت محمدؐ کی ناموس کا تحفظ کر دیں اور ان سارقین ختم نبوت کا قلع قمع کر دیں۔ شاہ جی نے یہ جملے کچھ اس طرح جذبات میں ڈوب کر فرمائے کہ مجمع زار وقطار رو رہا تھا۔ اور بعض لوگ دھاڑیں مار کر رو رہے تھے۔

دوسرا واقعہ اس دن کا ہے کہ جب شاہ جیؒ کی تقریر ہوئی تو مولانا اختر علی خان سٹیج پر سے اٹھ کر چلے گئے کچھ دیر گزرنے کے بعد وہ اپنے والد محترم مولانا ظفر علی خان کو ساتھ لے کر دوبارہ جلسہ گاہ میں آئے۔ مولانا ظفر علی خان سٹیج کی پچھلی طرف سے آ رہے تھے شاہ جی کا دھیان سامنے تھا مجمع سے نعرے بلند ہونے لگے مولانا ظفر علی خان زندہ باد شاہ جی نے مڑ کر دیکھا تو فرمایا نعرہ میں لگواتا ہوں اور پھر زور سے کہا 1916ء میں اخبار " ستارہ

Marfat.com

صبح'' نکال کر میرے جگر میں انگریز کے خلاف آگ لگانے والا ظفر علی خان، لوگوں نے جواب دیا زندہ باد۔ اتنے میں مولانا سٹیج پر آ گئے۔ شاہ جی نے مولانا کو سینے سے لگایا دونوں بزرگ دیر تک ایک دوسرے کو گلے لگا کر مل رہے تھے۔ مولانا اختر علی خان سسکیاں لے لے کر رونے لگے۔ شاہ جی اور مولانا پہلے اکٹھے رہے تھے۔ مل کر مجلس احرار کی بنیاد رکھی تھی۔ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں ایک دوسرے سے بچھڑ گئے۔ آج پورے اٹھارہ برس کے بعد بچھڑے ہوئے دو ساتھی مل رہے تھے۔ یہ منظر بڑا ہی رقت انگیز تھا۔ شاید ہی کوئی آنکھ ہوگی جو پرنم نہ ہوئی ہوگی۔ اس منظر کی تصویر اخبارات میں کئی بار چھپ چکی ہے۔ مولانا اختر علی خان ماسٹر تاج الدین انصاری اور راقم الحروف اس تصویر میں سٹیج پر شاہ جی کے ساتھ کھڑے ہیں اس وقت ہم سب کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ یارب یہ ہستیاں اب کس دیس بستیاں ہیں۔

کمانڈر انچیف کی تلاش

''20 مارچ 1953ء کو مجھے تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں گرفتار کر کے لاہور شاہی قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ تحریک کے سلسلہ میں وہاں ہم سے پوچھ گچھ کی جاتی رہی مجھے کمرہ نمبر 10 میں رکھا گیا تھا۔ ایک دن مجھے وہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ منتقل کیا جانے لگا۔ معلوم ہوا کہ مولانا عبدالستار نیازی کو اس کمرے میں رکھا جائے گا۔ مجھے جس کمرے میں لے گئے وہاں پہلے ہی ایک صاحب بند تھے۔ وہ صاحب پاؤں پھیلا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اپنی موٹی کھدر کی چادر سے سر اور منہ ڈھانپ رکھا تھا۔ پولیس والوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ ان کو جانتے ہیں۔ چونکہ ان کا چہرہ کھلا ہوا نہ تھا۔ اس لئے نہ میں نے انہیں دیکھا اور نہ پہچانا۔ میں نے کہا کہ نہیں جانتا۔ اس کے بعد پولیس والوں نے ان صاحب سے دریافت کیا کہ تم انہیں جانتے ہو انہوں نے اسی طرح چہرہ اوپر کئے بغیر کہہ دیا کہ نہیں۔ پولیس والوں نے دروازہ کھول کر میرا بستر اندر رکھ دیا اور چلے گئے۔ اب جوان صاحب کو میں نے غور سے دیکھا۔ ربڑ کا

Marfat.com

معمولی ساجوتا پاؤں میں معمولی کرتا شلوار اور موٹی چادر اوڑھے ہوئے اور نظریں نیچے کئے ہوئے تشریف فرما ہیں۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ نے مجھے نہیں پہچانا؟ کہا پہچان لیا ہے بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا لیکن مولانا مسلسل اسی حالت میں خاموش بیٹھے رہے۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی ایک خیال آیا کہ کہیں مولانا پر پولیس نے تشدد کیا ہو جسکی وجہ سے آپکی یہ حالت ہوگئی ہے۔ جب کافی وقت گزر گیا اور مولانا موصوف اسی حالت میں رہے تو میں نے کہا! مولانا یہ کیا کیفیت ہے۔ جو آپ نے اپنے اوپر وارد کر رکھی ہے؟ مولانا کہنے لگے میں اس وقت اس سوچ میں ہوں کہ اسلامی انقلاب برپا ہو گیا ہے اور ملک میں اسلامی حکومت قائم ہوگئی ہے۔ تمام مناصب اور عہدوں پر اسلامی نظر وفکر کے افسروں اور عہدیداروں کی تقرری کی جارہی ہے۔ تمام مناصب اور عہدوں کے لئے مناسب لوگ مل گئے ہیں۔ لیکن افواج پاکستان کے لئے کوئی مناسب کمانڈر انچیف نہیں مل رہا تھا۔ اور میں کافی دیر سے اس عہدہ کے لئے کسی موزوں آدمی کی تلاش میں تھا اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ چلو عارضی طور جنرل اکبر صاحب کو ہی مقرر کر دیتے ہیں۔ یہ بات سن کر میں ہنس پڑا اور مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ ملک کے ممتاز عالم دین اور نہایت سنجیدہ شخصیت کے مالک رہنما قلعہ میں بھی ذہنی طور پر کسی خوف و بربریت سے متاثر نہیں ہوئے۔ یہ گوجرانوالہ کی جامع مسجد کے خطیب مولانا عبدالواحد تھے۔

پیٹ کے شکنوں سے مینڈک کی برآمدگی

"1953 میں کیمبل پور جیل میں ضلع فیصل آباد اور ضلع لاہور کے بی کلاس کے نظر بند بھیجے گئے تھے۔ فیصل آباد سے میرے علاوہ حکیم حافظ عبدالمجید نابینا بی اے مولانا عبیداللہ احرار، خواجہ جمال دین بٹ امرتسری، مولانا عبدالرحیم اشرف اور مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی تھے۔ ضلع لاہور سے مولانا غلام محمد ترنم، چوہدری ثناءاللہ بھٹہ، جناب عاشق علی قصوری، مولانا فضل محمد قصوری، جناب محمد شفیع قصوری، جناب شفیق کریم قصوری، مولانا محمد طیب شاہ ہمدانی اور مولانا عبدالحمید آرزو تھے۔ سبھی پڑھے لکھے لیڈر ٹائپ لوگ تھے۔ خوب محفلیں جمتی تھیں۔ مصیبت اور ابتلاء کا وقت بڑے مزے سے گزرتا تھا۔ عاشق علی قصور کے احرار لیڈر تھے۔ سیاسی سوجھ بوجھ خوب تھی۔ اور قصور میں بڑے اثر رسوخ کے مالک تھے۔ مجلس احرار کے صف اول کے رہنماؤں میں شامل تھے۔ لمبا قد گول اور خوبصورت چہرہ آنکھیں روشن اور جسم بہت بھاری بھرکم تھا۔ عمر ڈھل رہی تھی۔ اس لئے پیٹ لٹک گیا تھا۔ محفل آرائی کرتے تو منہ سے پھول

Marfat.com

جھڑ تے تھے۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ چوہدری صاحب نے بالکل خاموشی سادھ لی۔ پوچھا چوہدری صاحب کیا بات ہے آپ اور خاموش۔ کہنے لگے کیا بتاؤں مجھے کل سے اپنے جسم ہی سے بو آنے لگی ہے اور میں بڑا پریشان ہوں۔ دوسرے روز بھی یہی شکایت کہ کیا کروں بڑی واہیات بو آ رہی ہے۔ پتہ نہیں چلتا کہ میرے جسم میں یہ بدبو کہاں سے آ گئی۔ تیسرے دن چوہدری صاحب شاہی احاطہ کے حوض میں پانی بھر کر نہائے نئے کپڑے بدلے اور بڑے خوش وخرم نظر آنے لگے۔ سب ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا اللہ نے مشکل آسان کر دی وہ بو جاتی رہی ہے۔ آج نہایا ہوں تیل لگایا ہے خوشبو لگائی ہے۔ نئے کپڑے بدلے ہیں اور میری جان مین جان آ گئی ہے۔ پھر ہنستے ہنستے انکشاف کیا کہ کہیں رات کو زمین پر سوتے سوتے کوئی مینڈک میرے لٹکے ہوئے پیٹ کی ایک گہری شکن میں پھنس گیا اور سسرا وہیں دم گھٹ کر مر گیا اور مرنے کے دو تین دن بعد سڑ گیا اسکی بو تھی جو مجھے یوں معلوم ہوتی تھی کہ میرے جسم سے آ رہی تھی آج حوض میں نہایا ہوں۔ پیٹ کی شکنوں کو اوپر اٹھایا ہے تو وہ گلا سڑا مینڈک گرا ہے تو عقدہ کھلا کہ یہ بو کیسی تھی۔ اب خدا کا شکر ہے کہ وہ روگ جاتا رہا ہے۔ یہ بات عام لوگ سن کر مشکل سے ہی تسلیم کریں گے۔ جن لوگوں نے چوہدری صاحب اور ان کے شکم کو دیکھا تھا تو انہیں کوئی حیرت نہ ہوگی۔ اور پھر ابھی تو وہ لوگ ماشاءاللہ موجود ہیں جن کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا تھا۔

جذباتی منظر

" کہا جاتا ہے جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے۔ مولانا کی زندگی ایسے واقعات سے بھی پُر نظر آتی ہے۔ اسی طرح کا ایک واقعہ 1953ء کی تحریک کا بھی ہے جب مولانا جامع مسجد کچہری بازار لائل پور (فیصل آباد) میں شمع رسالت کے پروانوں کے ایک بے انتہاء مجمع سے خطاب کر رہے تھے۔ وہ قادیانی امت اور اس کے تحفظ کے لئے حکومت وقت کے اقدامات کے خلاف بپھرے ہوئے اس مجمع سے خطاب کرتے ہوئے لوگوں کو سول نافرمانی کی ترغیب دے رہے تھے۔ مولانا تاج محمودؒ کے دل کی گہرائیوں سے نکلنے والی یہ آواز مسجد کی سیڑھیوں کے نزدیک کھڑی ایک خاتون بھی ہمہ تن گوش ہو کر سن

Marfat.com

رہی تھی اچانک شدت جذبات سے مغلوب ہو کر ساری مسجد میں پھیلے ہوئے مجمع کو چیرتی ہوئی وہ آگے بڑھی اور اپنی گود کے بچے کو منبر کے نزدیک۔ جا کر (جہاں مولانا صاحب کھڑے تقریر کر رہے تھے) مولانا کی طرف اچھال دیا اور پنجابی میں کہا کہ مولوی صاحب میرے پاس یہی سرمایہ ہے اسے سب سے پہلے حضورؐ کی آبرو پر قربان کردو۔ یہ کہہ کر وہ عورت الٹے پاؤں باہر کی طرف چل پڑی۔

اس وقت سارا مجمع دہاڑیں مار کر رو رہا تھا۔ خود مولانا کی آواز گلوگیر اور رندھی ہوئی تھی۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ لوگو! اس بی بی کو جانے نہ دینا اس خاتون کو بلایا گیا تو مولانا نے اپنے قدموں میں بیٹھے اپنے معصوم اکلوتے بیٹے طارق محمود کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا بی بی' سب سے پہلی گولی تاج محمود کے سینے سے گزرے گی پھر میرے اس بچے کے سینے سے پھر اس مجمع کے تمام افراد گولیاں کھائیں گے اور جب یہ سب قربان ہو جائیں تو اپنے اس بچے کو لے کر آنا اور اللہ کے پیارے نبیؐ کی عزت پر قربان کر دینا۔ یہ کہا اور بچہ اس عورت کے حوالے کر دیا۔

بخاری کا دل جام جہاں نما

"ایک سال بعد شاہی قلعہ کی صعوبتوں سے گزر کر مولانا تاج محمود گھر پہنچے تو ضعیف والدین بیٹے کے غم میں گھل گھل کر جان بلب تھے۔ گھر کا تمام اثاثہ غرق ہو چکا تھا۔ سکول کی ملازمت چھن چکی تھی۔ قادیانی سرکار اور سرکار نواز حلقوں کے زہریلے پروپیگنڈے نے دوستوں تک کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کر دیئے تھے۔ حرمان و یاس کے اس گھپ اندھیرے میں سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا دست شفقت مولانا کے لئے ید بیضا ثابت ہوا۔ مولانا کی شخصیت کی تشکیل و تمکنت میں اگرچہ شاہ جی کی محبت کو شروع سے بڑا دخل تھا تاہم 1953ء کی تحریک کے بعد شاہ جی کے خصوصی التفات ہی نے مولانا کے قلب حزیں کو سہارا دیا۔ انہی دنوں کا واقعہ ہے شاہ جی مولانا کے گھر قیام پذیر

Marfat.com

تھے۔ شہر کے چند احباب شاہ جی کے گرد جمع تھے۔ دوران گفتگو جب مولانا اپنی روپوشی اور گرفتاری کے قصے تک پہنچے تو اپنے خلاف پروپیگنڈہ کا ذکر کرتے ہوئے گلوگیر ہو گئے یہ دیکھ کر شاہ جی کا دریائے محبت جوش میں آ گیا۔ فرمانے لگے تاج محمودؒ تجھے اپنی صفائی میں کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے بخاری کا دل اللہ تعالیٰ نے جام جہاں نما بنایا ہے تحریک کے کسی مرحلے پر بھی اگر تیرے پاؤں کبھی ڈگمگائے ہوتے تو آج بخاری کا قدم تیرے گھر کی دہلیز پر نہ پڑتا۔"

مانگو کیا مانگتے ہو!

" پھر ایک قصہ سنایا کہ کوئی کسی کو کیا دے سکتا ہے۔ 1953ء کی تحریک میں پولیس اور فوج مجھے پکڑ کے چہرے پر سیاہ کپڑا لپیٹ کر شاہی قلعہ لاہور لے گئی۔ وہاں جو سلوک دوران تفتیش ہوتا ہے اسکا ایک اپنا ہی انداز ہے۔ بہر حال ساتھ والے سیل Cell میں ایک آدمی بند تھا جس کے بارے میں پہرہ دار بتاتے کہ بڑی پہنچ والا اور اللہ والا بندہ ہے۔ ایک روز مجھے اس کے کمرے میں جانے کا موقعہ ملا تو وہ مراقبے میں تھا جب اسے چاپ سنائی دی تو بولا! کیا ہے جو تم یہاں آئے۔ مانگو کیا مانگتے ہو؟" دس بیس مربعے زمین دے دوں، کارخانہ الاٹ کروں یا کوئی بات تمہارے دل میں ہو تو بتاؤ یہ وقت تمہارے ہاتھ نہیں آئے گا" میں نے اس پر بابا جی (جو اس وقت اپنی شکل وشباہت میں ایسے لگ رہے تھے) سے کہا کہ بس آپ کی دعا چاہیے مجھے اور کچھ نہیں' اس پر وہ ذرا مراقبے سے تھوڑے سے ٹیڑھے ہو کر اور آنکھ بچا کر کہنے لگے " بھئی ایسا کرو کہ مجھے یہاں سے بھاگنے میں مدد دو میں اس حال میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔ میں نے کہا بھئی مجھے تنگ نہ کرو اپنی کوٹھڑی میں چلے جاؤ" یہ قصہ سنا کر مولانا نے بتایا " کہ یہاں دینے والے اور لینے والے اپنے اپنے حالات کے اسیر ہوتے ہیں ان کے اندر کچھ نہیں ہوتا"

Marfat.com

خدا کی بے آواز لاٹھی

" شیخ محمد شفیع انارکلی لائل پور والے چوہدری بہاول بخش ڈی۔ ایس۔ پی (شاہی قلعہ لاہور) کے بہت گہرے دوست تھے۔ وہ ان سے ملنے کے لئے شاہی قلعہ میں آئے ان دونوں کے درمیان میرا بھی ذکر آیا اور خدا جانے آپس میں کیا باتیں ہوئیں۔ شیخ محمد شفیع نے لائل پور واپس جا کر یہ مشہور کر دیا کہ مولانا تاج محمود کو شاہی قلعہ میں پولیس نے اتنا مارا ہے کہ ان کی دونوں ٹانگیں اور دونوں ہاتھ توڑ دیئے ہیں۔ یہ بات اڑتے اڑتے چک نمبر 138 جھنگ برانچ نزد چنیوٹ جہاں میرے والد صاحب مقیم تھے ان تک پہنچ گئی۔ انکو یہ سنکر انتہائی صدمہ ہوا۔ میری والدہ بتاتی ہیں کہ تمہارے ابا جی نے یہ دردناک خبر سنکر تین ماہ تک رات کو تکیہ پر سجدے کی حالت میں راتیں گزاریں۔ انہیں یہ صدمہ سیدھا سونے نہیں دیتا تھا۔"

والد محترم نے ایام اسیری کیمبل پور جیل میں گزارے۔ آپ کے بڑے بھائی محمد ربانی پہلی بار ہری پور ہزارہ سے ملنے کے لئے تشریف لائے تو دوران ملاقات بار بار والد صاحب کی ٹانگوں اور بازوؤں کی طرف دیکھتے۔ بالآخر انہوں نے پوچھ لیا کہ شاہی قلعہ مین تمہاری ٹانگیں اور بازو واقعتاً توڑے گئے ہیں؟ والد محترم نے کہا اللہ کا فضل ہے میں صحیح سلامت تمہارے سامنے کھڑا ہوں۔ تب ہمارے تایا جان نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہا اے کاش! یہ جھوٹی خبر ہمارے والد صاحب تک نہ پہنچی ہوتی۔ انہوں نے والد محترم کو ساری حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ وہ کانپ اٹھے کہ اس خبر سے انکے بوڑھے والدین پر کیسی قیامت گزر گئی ہوگی قید پوری کر کے والد صاحب گھر لوٹ آئے۔ شیخ صاحب سے ذکر تک نہ کیا۔ خدا کی شان شیخ صاحب کی دونوں ٹانگیں اور دونوں بازو جیپ کے حادثے میں ٹوٹ گئے۔ والد صاحب کا کہنا تھا کہ میں انکی طرف سے آزردہ خاطر ضرور ہوتھا لیکن میں نے نہ کوئی بددعا دی اور نہ ہی ایسا چاہا تھا۔ سچ

Marfat.com

کہتے ہیں کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔

قسمت کا ساتھ

1953ء کی تحریک ختم نبوت کے دنوں ہمارے گھر پولیس کے چھاپے روزمرہ کا معمول بن گئے تھے۔ والد صاحب چھپتے چھپاتے رات کو کسی وقت گھر آتے۔ ہمیں سوتے میں پیار کرتے اور چلے جاتے۔ ایک شب والد محترم رات کے کسی حصہ میں تشریف لائے تھکے ماندے تھے۔ بستر پہ لیٹتے ہی تھے کہ نیند نے آغوش میں لے لیا۔ 4 بجے علی الصبح دروازے پر دستک ہوئی۔ والد صاحب چونک اٹھے۔ والدہ مرحومہ نے دیوار سے جھانک کر دیکھا تو پولیس گھر کا محاصرہ کر چکی تھی۔ اب نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔ تحریک کے ان دنوں ہمارے ہاں میرے ماموں زاد بھائی نواب رہا کرتے تھے جو کوہ نور ملز میں ملازم تھے۔ بڑے تیز طرار اور منتقی قسم کے انسان تھے۔ انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دروازہ کھول دیا۔ سامنے ڈی، ایس، پی ہاتھ میں چھڑی تھامے کھڑے تھے۔ بھائی نواب نے پردہ اوپر ہٹایا اور بڑی خود اعتمادی سے انہیں اندر آنے کی فراخدلانہ دعوت دی۔ ڈی۔ ایس۔ پی صاحب نے کہا کہ اہل خانہ کو کہیں پردہ کر لیں۔ ہم تلاشی لینا چاہتے ہیں۔ نواب بولا روز روز کے چھاپوں کے بعد اب پردہ کہاں رہ گیا ہے۔ آپ بھی بیٹیوں والے ہیں ایسے ہی اندر آ کر تلاشی لے سکتے ہیں۔ یہ گفتگو والد صاحب بیٹھک میں لیٹے سن رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ دیکھیں آج قسمت ساتھ دیتی ہے یا نہیں۔ ڈی۔ ایس۔ پی نے کہا کہ ہم نے ساری رات مولانا صاحب کی تلاش میں چھاپے مارتے گزاری ہے۔ بتاؤ مولانا اندر ہیں یا نہیں نواب نے کہا آپ اندر آ کر تسلی کیوں نہیں کر لیتے ۔ بھائی نواب کی خود اعتمادی کے باعث ڈی۔ایس۔ پی کو والد صاحب کی عدم موجودگی کا یقین ہوگیا۔ اس طرح پولیس لوٹ گئی اور بھائی نواب کی حاضر دماغی سے محترم والد صاحب گرفتاری سے بچ گئے۔

وحشت کافور ہوگئی

"ختم نبوت کی دونوں تحریکوں میں مولانا کا رول انتہائی اہم اور قابل قدر رہا۔ 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں وہ ایک گمنام کارکن کی حیثیت سے اٹھے اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک سر بکف مجاہد کی صورت لوگوں کی آنکھ کا تارا بن گئے۔

Marfat.com

انہوں نے تحریک کو اس اعتماد اور تدبر سے چلایا کہ لاہور کے بعد لائل پور تحریک کا مرکز بن گیا۔ لائل پور کے جاگیردار، سیاست دان اور مقامی انتظامیہ ان کی شہرت و مقبولیت سے خاصے بوکھلا گئے تھے، چنانچہ مولانا کی گرفتاری کے بعد انتہائی منظم طریقے سے انکی کردار کشی کی مہم اسی انداز میں چلائی گئی جس طرح لاہور میں مولانا عبدالستار نیازی کے خلاف چلائی گئی تھی۔ شاہی قلعے کے ایام اسیری بھی مولانا نے ایک ایسی کوٹھڑی میں گزارے جس کے قریب ہی کہیں مولانا نیازی بھی نظر بند تھے مولانا نیازی کی شجاعت اور جگرداری کا ذکر کرتے ہوئے وہ اکثر بتایا کرتے تھے کہ قلعہ کی اسیری کی ابتدائی راتیں ہولناک ہوتی ہیں مگر خوش قسمتی سے پہلی ہی رات قلعہ کی وحشت کافور ہوگئی اور وہ اس طرح کہ پہلی ہی رات میری کوٹھڑی کی سنگین دیواروں سے ایک گرجدار آواز ٹکرائی۔ کوئی صاحب مولانا روم کا یہ شعر پڑھ رہا تھا۔"

شاد باش اے عشق سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے

یہ صاحب مولانا عبدالستار نیازی تھے۔

محکمہ بے رحمی

والدِ محترم مولانا تاج محمود 1953ء کی تحریک ختم نبوت کے حوالہ سے جو دلچسپ واقعات سنایا کرتے تھے اس میں یہ واقعہ بڑے مزے سے سنایا کرتے تھے۔ والد صاحب نے بتایا کہ مجھے شاہی قلعہ منتقل کرنے سے پہلے ایک دو راتیں تھانہ ٹبی لاہور میں رکھا گیا۔ محکمہ انسداد بے رحمی والے چند کوچوانوں کو پکڑ کر تھانے لے آئے۔ الزام تھا کہ انہوں نے ریڑھوں پر سامان زیادہ لاد رکھا تھا جو جانوروں پر ظلم کے مترادف تھا۔ پولیس نے انہیں حوالات میں بند کر دیا۔ لاہور میں مارشل لاء لگ چکا تھا۔ نظم و نسق فوج کے ہاتھوں میں تھا۔ اگلے روز فوجی آئے انہوں نے حوالات میں بند ملزمان کے بارے میں تفصیلات طلب کی۔ ادھر کوچوانوں نے فوجیوں کو دیکھتے ہی التجا اور فریاد کرنا شروع کر دی۔ فوجیوں نے پوچھا تمہیں یہاں کیوں بند کیا گیا ہے۔ انہوں نے ہاتھ جوڑتے ہوئے عرض کیا" مائی باپ ہم کوچوان

Marfat.com

محنت مزدوری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتے ہیں یہ محکمہ بے رحمی والے ہمیں پکڑ لائے ہیں ہم نے تو سرکار رات کی روٹی بھی نہیں کھائی۔ "فوجیوں نے تھانے والوں کو حکم دیا کہ انہیں چھوڑ دیا جائے۔ پولیس والوں نے سمجھانا چاہا کہ ان کو محکمہ انسداد بے رحمی والوں نے پکڑا ہے۔ فوجیوں نے تحکمانہ انداز میں کہا۔

"چھوڑ وان غریبوں کو ہم بے رحمی والوں کو نہیں جانتے۔ ہم رحم کرتا ہے اور وہ بے رحمی کرتا ہے۔"

معافی نامہ

والد محترم کے حوالہ سے شاہی قلعہ کے واقعات قلم بند کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا رقمطراز ہیں۔

"جب مجھے لائل پور سے لاہور لے جا کر قلعہ میں بند کیا گیا تو میرے پاس چوہدری بہاول بخش ڈی۔ ایس۔ پی تشریف لائے اور مجھے بتایا کہ میرا لڑکا ایم سی ہائی سکول میں آپ کا شاگرد رہا ہے۔ میں آپکی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ میں نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس سے بڑھ کر اور کیا خدمت ہو سکتی ہے کہ وحشت نگری میں آپ نے میری خیریت دریافت کی ہے۔ اگلے روز وہ پھر تشریف لائے اور کہا مولانا انہوں نے کچھ فارم چھپوائے ہیں ان پر دستخط کر دیں اور گھر جائیں۔ میں سمجھ گیا کہ چوہدری صاحب کا اشارہ معافی نامہ کے فارموں کی طرف ہے میں نے کہا چوہدری صاحب جو لوگ میرے ہمراہ سینوں میں گولیاں کھا کر حضور کے نام و ناموس پر شہید ہو گئے لائل پور کی سڑکوں پر ابھی تک ان کا خون بھی خشک نہیں ہوا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں ماؤں کے بچے مروا کر خود معافی نامہ پر دستخط کر کے گھر چلا جاؤں۔ چوہدری صاحب شرمندہ ہوئے، معذرت کی اور کہا کہ آپ یہ حوصلہ رکھتے ہیں تو پھر آپ کا ڈٹ جانا ہی اصولی طور پر درست ہے۔"

Marfat.com

تصویر کا ہتھیار

مولانا اللہ وسایا اپنی تصنیف میں مولانا تاج محمود اور سابق گورنر غلام مصطفےٰ کھر کی ایک ملاقات کو " قادیانی اور کھر " کے عنوان سے تحریر کرتے ہیں۔

" میرے مربی و محسن حضرت مولانا تاج محمود : صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے 12 اپریل 1980ء بروز ہفتہ بعد از ظہر اپنے مکان پر چائے کی محفل میں تحریک نبوت 1974ء کے حالات و واقعات بیان فرمائے۔ اس مجلس میں فقیر کے علاوہ حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا سید غلام مصطفیٰ شاہ صاحب ہمدانی جھنگوی بھی موجود تھے۔ مولانا تاج محمود نے فرمایا۔

ملک غلام مصطفیٰ کھر پنجاب کا مقتدر اعلیٰ جناب ذوالفقار علی بھٹو وزیر اعظم سے ان کے اختلافات پیدا ہو گئے۔ کھر صاحب ایک شادی کے سلسلہ میں فیصل آباد آرہے تھے تو چوہدری نذیر فیصل آبادی کی کوہستان بس نے ان کی کار کو دانستہ طور پر سائیڈ ماری مگر کھر صاحب بال بال بچ گئے۔ جب کھر صاحب شیخوپورہ روڈ پر واقع نشاط آباد ریلوے کراسنگ پر (جہاں آج کل پل ہے) پہنچے تو پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق موجود لوگوں کے ہجوم نے ان پر ٹماٹر، آلو، گندے انڈے، پرانے جوتے پھینکے اور ان کے خلاف نعرے لگائے، مظاہرہ کیا مگر کھر صاحب اس ہُلڑ بازی سے نکلنے میں کامیاب ہو گئے اور پیپلز کالونی میں شادی والے مکان میں پہنچ گئے۔ مولانا تاج محمود فرماتے ہیں۔ کہ مجھے شہر کے ایک صاحب نے فون کیا اور بتایا کہ کھر صاحب کے ساتھ یہ تمام ہنگامہ قادیانی سازش کا نتیجہ ہے۔ رات سفینہ ملز فیصل آباد میں (جو قادیانی ملز ہے) قادیانیوں کا اجتماع ہوا۔ اس میں کھر صاحب کے خلاف ہنگامہ کرنے کی پلاننگ ہوئی۔ ربوہ، سرگودھا، جھنگ، فیصل آباد سے قادیانی طالب علم جمع تھے۔ رات ان کا اس ملز میں رہائش و خوراک کا انتظام تھا۔ آج انہوں نے اس پلاننگ کے تحت کھر صاحب کی بے عزتی کی اور ہنگامہ کیا اور اس میں پیپلز پارٹی کے کچھ لوگ بھی شامل تھے مگر تمام تر بدتمیزی قادیانی نوجوانوں کا شاخسانہ تھی۔ حضرت مولانا فرماتے ہیں کہ مجھے پہلے ہنگامہ کا اور کھر صاحب کے فیصل آباد آنے کا علم بھی نہیں تھا۔ یہ فون سنتے ہی میرا ماتھا ٹھنکا کہ قادیانی گروہ بھٹو صاحب اور کھر صاحب کے اختلافات سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ان کو لڑا کر وہ ملک کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا فون سنتے ہی پیپلز کالونی شادی والی کوٹھی پر

Marfat.com

چلے گئے، نہ دعوت' نہ پروگرام' نہ اطلاع' مگر ایک جذبہ ایمانی تھا کہ قادیانی شاطر قیادت دو مسلمان لیڈروں کو لڑا کر ملک میں ہیجانی کیفیت پیدا کرنا چاہتی تھی۔ اس کا بروقت تدارک ضروری تھا۔ مولانا کو فیصل آباد کا کون شخص تھا جو نہ جانتا ہو۔ آپ اس کوٹھی پر پہنچے' مالکان نے خیر مقدم کیا۔ مولانا نے فرمایا کہ مجھے کھر صاحب سے ضروری ملنا ہے۔ معلوم ہوا کہ ملک احمد سعید اعوان کے ہمراہ کھر صاحب کھانا کھا رہے ہیں۔ صاحب دعوت نے مولانا سے کھانے کی درخواست کی آپ نے عذر کر دیا۔ اطلاع کرائی گئی تھوڑی دیر بعد کھر صاحب اور ملک احمد سعید اعوان باہر تشریف لائے۔ ملک سعید صاحب نے حضرت مولانا کا کھر صاحب سے تعارف کرایا۔ مولانا نے کھر صاحب سے دو منٹ تنہائی میں ملاقات کے لئے فرمایا۔ چنانچہ یہ تینوں حضرات کوٹھی کے عقب میں چلے گئے۔ مولانا نے تمام تفصیلات کھر صاحب کے گوش گزار کیں۔ کھر صاحب نے واقعہ سن کر لمبا سانس لیا اور آسمان کی طرف دیکھا۔ پیشانی پر پسینہ آ گیا اور پھر کچھ دیر خاموشی کے بعد مولانا سے عرض کیا آپ مجھے ملیں اس عنوان پر میں آپ سے تفصیل سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد قادیانی حماقت و سازش سے 29 مئی کے واقعہ کے خلاف تحریک ختم نبوت چل نکلی تو قادیانیوں نے ملک میں جج صاحبان' افسران' سیکرٹری صاحبان' بھٹو صاحب اور ان کی کیبنٹ کے ارکان میں ایک تصویر تقسیم کی' جس میں کھر صاحب' ملک سعید احمد اعوان اور مولانا تاج محمود کو ایک ساتھ محو گفتگو دیکھا گیا۔ اس تصویر کے ذریعے بھٹو صاحب کو یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ یہ تمام سازش ملک غلام مصطفیٰ کھر' ملک سعید احمد اعوان اور مولانا تاج محمود صاحب نے آپ کے خلاف تیاری کی ہے۔ لیجئے یہ صاحبان اکٹھے کھڑے گفتگو کر رہے ہیں۔ اس گفتگو کے بعد سانحہ ربوہ ہوا۔ یہ سب کچھ کھر صاحب نے آپ کو اقتدار سے علیحدہ کرنے کے لئے کیا ہے۔

مولانا فرماتے ہیں کہ میں حیران تھا یہ تصویر کس طرح تیار ہوئی کس نے تصویر بنائی کس طرح تقسیم ہوئی۔ اس دن تو ہمارے تین کے علاوہ کوئی شخص اس ملاقات میں موجود نہ تھا۔ گفتگو کیسے ہوئی۔ نتیجہ کیا نکالا گیا۔ دشمن کی عیاری کہ وہ اپنی سازش کو دوسرا رنگ دے رہا ہے۔ میں نے کھر صاحب کو قادیانی ہنگامہ سے باخبر کیا ان کی سازش سے باخبر کیا' اس لئے قادیانیوں نے اس ملاقات کو افسانہ بنا دیا۔ کئی سالوں بعد جب بھٹو صاحب فوت ہو گئے تو مولانا فرماتے ہیں کہ ایک تقریب میں پریس انفرمیشن ڈیپارٹمنٹ فیصل آباد کے فوٹو گرافر صابری نے مجھے ایک تصویر پیش کی۔ یہ تصویر وہی تھی جو قادیانیوں نے تقسیم کی

Marfat.com

تھی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ صابری صاحب یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تصویر میں نے اس کوٹھی والی ملاقات کی بنائی تھی۔ میں انفرمیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے متعین تھا۔ آپ کھر صاحب کو لے کر کوٹھی کے عقب میں گئے۔ میں فوراً سیڑھیوں سے چھت پر گیا اور تصویر لے لی۔ 1974ء کی تحریک میں تعداد کاپیاں اس تصویر کی مجھ سے تیار کرائی گئیں۔ فی کاپی چھ روپے چارجز میں نے وصول کئے۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ تصویریں کس ایجنسی نے مجھ سے بنوائیں اور کس مقصد میں لائی گئیں۔ مولانا نے مسکرا کر فرمایا کہ اگلی تفصیلات مجھ سے سن لیں کہ یہ تصویریں آنجناب سے قادیانیوں نے حاصل کیں اور بھٹو گورنمنٹ کو باور کرانے کی کوشش کی کہ یہ تحریک کھر کی پیدا کردہ ہے اور اسی تصویر کا افسانہ بنایا حالانکہ وہ تحریک خود قادیانی حماقت سے چلی تھی۔ ربوہ اسٹیشن پر قادیانیوں نے طالب علموں کو پٹوایا اور نتیجہ میں خود قادیانیت پٹ گئی۔"

کھر اور تحریک ختم نبوت

مولانا تاج محمود فرماتے ہیں کہ تحریک ختم نبوت 1974ء میں ایک دفعہ ملک غلام مصطفیٰ کھر کا لاہور میں مجھے پیغام ملا کہ آپ مجھے ملیں۔ مولانا نے حضرت اقدس مولانا سید محمد یوسف بنوری، سربراہ آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل سے اس پیغام کا ذکر کیا اور اجازت چاہی کہ اگر اجازت ہو تو ملاقات کر لی جائے۔ حضرت بنوری مرحوم مردم شناس تھے۔ فوراً فرمایا کہ ضرور ملیں۔ هذا بيني وبينك کہ یہ آپ کے اور میرے درمیان رہے۔ کسی سے تذکرہ نہ کریں۔ لیکن ملاقات فوری کریں۔

حضرت مولانا تاج محمود چل پڑے ٹیکسی والے نے گلبرگ کھر صاحب کی کوٹھی سے ایک فرلانگ پہلے اتار دیا مولانا کے پوچھنے پر ٹیکسی ڈرائیور نے کہا کہ کھر صاحب بھٹو صاحب کے معتوب ہیں۔ ان کی کوٹھی پر سی۔ آئی۔ ڈی والوں کا پہرہ ہے۔ ہر آنے جانے والے کو وہ واچ کرتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ میری گاڑی کا نمبر نوٹ ہو اور پھر میں جرمانے وچالان بھگتا پھروں۔ مولانا کو اس بات سے حالات کا اندازہ ہو گیا۔ مولانا ٹیکسی سے اتر کر فوراً کوٹھی کے آگے سے دور تک سڑک پر چلے گئے۔ جاتے جاتے محل وقوع کا

Marfat.com

جائزہ لے لیا۔ آگے جا کر کوٹھی کے عقب میں مسجد تھی اس میں جا کر نماز پڑھی مسجد کے صحن سے کوٹھی کی صحیح پوزیشن کو سمجھا۔ آپ مسجد میں رہے۔ تھوڑی دیر بعد سی۔ آئی ڈی والوں نے گیٹ چھوڑ کر ادھر ادھر کا چکر لگانا شروع کر دیا۔ مولانا نے گیٹ کو خالی دیکھا۔ فوری طور پر جوتا سنبھالا اور کوٹھی میں پہنچ گئے۔ گن مین سے ملاقات ہوئی۔ مولانا نے فرمایا کہ کھر صاحب کو ملنا ہے۔ اس نے انکار کر دیا کہ صاحب گھر پر نہیں ہیں۔ مولانا نے اسے بتایا کہ ان کے بلانے پر آیا ہوں۔ آپ جا کر بتائیں کہ فیصل آباد سے مولانا تاج محمود آئے ہیں۔ پیغام پہنچا تو گن مین کو کھر صاحب نے کہا کہ کوٹھی کی پچھلی جانب سے آئیں مولانا وہاں تشریف لے گئے تو کھر صاحب اپنی بھینسوں کا دودھ نکال رہے تھے۔ چادر اور بنیان پہن رکھی تھی۔ ایک چارپائی پر مولانا کو بٹھا دیا تو کھر صاحب نے کہا حضرت میں گورنمنٹ ہاؤس میں بھی اپنی بھینسوں کا خود دودھ نکالتا تھا۔ یہ ہماری خاندانی روایت ہے جس کی میں پابندی کرتا ہوں۔ اب کھر صاحب نے گفتگو کا آغاز کیا۔ بحیثیت مسلمان کے میں نے آپ کو بلایا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ آپ نے مجھے فیصل آباد میں قادیانیوں کی سازش سے آگاہ کیا مگر میں نہ سنبھل سکا۔ دشمن نے مجھے اور بھٹو صاحب کو لڑا دیا ہے۔ آپ کی تحریک دشمن خراب کرنا چاہتا ہے۔ چند باتیں عرض کر دیتا ہوں۔ اس پر آپ سوچ لیں۔ میرے سر پر مرزا ناصر کا لڑکا مسلط ہے۔ وہ یہاں یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔ ہر روز آ کر الٹی سیدھی مجھے پڑھاتا رہتا ہے۔ اسی طرح مرزا طاہر احمد جو مرزا ناصر کا بھائی ہے وہ بھٹو صاحب پر مسلط ہے۔ مرزا ناصر اپنے بیٹے کے ذریعے مجھے اور طاہر کے ذریعہ بھٹو صاحب کو الگ الگ شیشے میں اتارتے رہے ہیں۔ دراصل رائے صاحب ان کا منظور نظر ہے۔ یہ سب لابنگ اس کے لئے ہو رہی تھی آپ مجھ سے عبرت حاصل کریں اور چار باتوں کا خیال رکھیں۔ آپ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھی ہیں۔ میرے والد مرحوم' شاہ جی اور حضرت مولانا محمد شریف

Marfat.com

بہاول پوری کو اپنے ہاں سیرت کے جلسوں پر بلواتے تھے۔فیصل آباد کی ملاقات اور اس دینی تعلق کی بنیاد پر میں نے آپ کو تکلیف دی ہے۔آپ ان باتوں کا خیال رکھیں۔

1. قادیانی سوشل بائیکاٹ سے سخت خوف زدہ ہیں۔کبھی بھی کسی بھی سٹیج پر تا وقتیکہ۔
2. دشمن تشدد کے منصوبے بنا رہا ہے آپ احتیاط رکھیں۔
3. جناب بھٹو صاحب کو قادیانیوں کے گھیرے سے نکالیں۔اس سے ملاقاتیں ہوتی رہیں تحریک چلتی رہے۔جناب بھٹو صاحب کی سمجھ میں آ گیا تو وہ یہ کام کر جائیں گے۔وہ جب کام کرنے پر آ جاتا ہے تو فوری فیصلہ کرتا ہے۔قوت فیصلہ سے بے پناہ طور پر قدرت نے اس کو نوازا ہے۔
4. فلاں صاحب جو دن رات گلے پھاڑ پھاڑ کر آپ کی مجلس عمل کے سٹیج سے تقریریں کرتا ہے' وہ رات بھٹو صاحب سے ملا ہے۔وہ سخت قسم کا جاسوس ہے۔آپ کا ہر راز بھٹو صاحب تک پہنچاتا ہے۔آپ اس سے باخبر رہیں۔

مولانا فرماتے ہیں کہ یہ تمام باتیں میں نے آ کر حضرت شیخ بنوریؒ سے عرض کیں تو حضرت بنوری نے چھ رکنی کمیٹی بنا دی۔حضرت بنوری' حضرت مفتی محمود صاحب' مولانا محمد شریف جالندھری' مولانا تاج محمود' نوابزادہ نصر اللہ خان' آغا شوش کاشمیری پر مشتمل چھ حضرات ہی میٹنگ سے قبل باہمی مشورہ کر کے جو طے کرتے تھے۔میٹنگ میں فیصلہ اسی کے مطابق کرواتے تھے۔ان تمام اراکین نے باہمی طے کر لیا تھا کہ اس سب کمیٹی کا کسی کو علم نہ ہوگا اور نہ ہی اس کے فیصلوں کا کسی کو پتہ چلے گا۔تا آنکہ تحریک کامیاب نہ ہو جائے۔

مولانا نے فرمایا کہ کلیم اختر کاشمیری کی سر ظفر اللہ خان قادیانی سے ملاقات ہوئی تو ظفر اللہ خان نے کہا کہ مرزا ناصر اپنے باپ مرزا محمود احمد کی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکتا۔مرزا محمود نے علماء احرار سے' کانگریس سے چومکھی

Marfat.com

لڑائی لڑی مگر مار نہیں کھائی۔ مرزا ناصر کی ایک دفعہ جناب بھٹو صاحب سے ملاقات ہوگئی تو غلط فہمی کا شکار ہو کر طالب علموں کو ربوہ اسٹیشن پر پٹوا کر خود پٹ گیا۔ (ماخوذ از سوانح مولانا تاج محمود)

Marfat.com

مولانا غلام غوث ہزارویؒ

اسلامی تاریخ کے ہر دور میں احقاق حق وابطالِ باطل کے لیے امت مسلمہ کا ایک طبقہ ہمیشہ بر سرِ پیکار رہا ہے۔جس دور میں جس طرح کے افراد ،شخصیات اور اداروں کی ضرورت ہوتی رہی منشاءِ خداوندی سے وہ امتِ مسلمہ کی رہنمائی کے لیے میدانِ عمل میں آتے رہے۔کذب و دجل کے فرعون جب بھی اور جہاں بھی پیدا ہوئے علم وفضل کے موسیٰ فوراً ہی ان کے تعاقب میں لگ گئے۔ جب کذب ودجل کے فرعون نے مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں ظہور کیا تو اس فتنے کی سرکوبی کے لیے کئی علماء،صلحا ء،اربابِ قلم،اصحابِ علم اور اصحابِ خطابت ردّ قادیانیت کے میدان میں اترے اور اس فتنے کی سرکوبی کی۔قادیانیوں کے خلاف پاکستان میں ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء تحریک ختم نبوت آج بھی تاریخ کا معتبر اور روشن حوالہ ہے۔

تحریک ختم نبوت میں مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ نے جو کردار ادا کیا وہ بجائے خود ایک تحریک،ایک تاریخ اور دعوت وعزیمت کا ایک روشن باب ہے۔مستقبل کا مورخ جو لکھے گا سو لکھے گا ہم یہاں اپنے قارئین کو حضرت ہزارویؒ کے بارے میں چند تاریخی ،انقلابی اور اثر انگیز واقعات سنا کر فکر وعمل کی انگیخت کا ساماں کرتے ہیں۔

مرزا بشیر الدین محمود کی سازش

”۱۳۵۲ھ بمطابق ۱۹۳۴ء میں مرزا بشیر الدین محمود نے ہزارہ کو فتح کرنے اور اپنے اثر ورسوخ کو بڑھانے اور مزید پختہ کرنے کے لیے ان خوانین کی دعوت اور سازش پر اپنے تیز وطرار اور شاطر قسم کے مناظر ”اللہ دتہ“ کو ہزارہ بھیجا۔ہزارہ میں بڑے بڑے جید علماء کرام موجود تھے۔مگر یہ مدرس ،مفتی صوفیاء،صالحین اور اساتذہ قسم کے لوگ تھے۔مناظرہ کے فن میں انہیں مہارت نہ تھی نہ ہی مرزائیت کے مغالطوں اور چالاکیوں سے کما حقہ آگاہ تھے چنانچہ مرزائی مناظر مختلف جگہوں پر تقریر کرتا ہوا علمائے کرام کو چیلنج دیتا اور اپنی فضا بناتا ہوا پھگلہ آ پہنچا۔

(پھگلہ مانسہرہ اور بالاکوٹ کے درمیان ایک پرفضا مقام ہے)“

Marfat.com

حضرت ہزارویؒ میدان مبارزت میں

''یہاں کے با اثر سادات اور بالاکوٹ کا ایک با اثر خان قلیج خان مرزائیت سے وابستہ ہو کر سب کچھ اس پر نچھاور کرنے کے لیے تیار تھا۔ ان سب کی ملی بھگت اور سازش سے مرزائی مناظر اللہ دتہ پھگلے پہنچا تھا۔ ان لوگوں نے مختلف دیہاتوں میں دعوت نامے بھیج کر لوگوں کو بلایا اور بہت بڑے جلسے کا انتظام کیا دوسرے دن اللہ دتہ پروگرام کے مطابق پولیس کی نفری اور اپنے مسلح محافظوں کے جھرمٹ میں سٹیج پر آیا اور مرزا کے قصیدے پڑھنے لگا۔ جب اس پروگرام کا علم علماء کرام کو ہوا تو وہ سخت پریشان ہوئے اور عوام کے ایمان کو خطرہ میں محسوس کیا۔ پھر مرزائی مناظر کو جواب دینا ان کے بس میں نہ تھا اور اتنے جاگیرداروں، خوانین اور حکام کی مخالفت کرنا اور ان کے روبرو بات کرنا ان کی طاقت سے باہر تھا۔ یہ کسی بیٹھک یا مسجد کی بات نہ تھی بلکہ میدان مبارزت میں جوہر دکھانے کا مرحلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ قاضی محمد یونس صاحب بالاکوٹی کو جزائے خیر دے کہ ان حالات کو سنا تو فوراً مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صورتِ حال سے آگاہ کیا۔

زین العابدین موت وحیات کی کشمکش میں

مگر مولانا کے گھر حالت یہ تھی کہ ان کا نہایت ہی ذہین وفطین اور جی دار اکلوتا بیٹا موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا کہ ابھی فوت ہوا، ابھی دم نکلا۔ سب اہل خانہ اس کے تصورِ فراق میں دردمند اور آزردہ تھے اور آنسوؤں کا سیلاب آنکھوں سے جاری تھا۔ مولانا نے چند منٹ سوچا اور قاضی صاحب سے فرمایا۔ ذرا ٹھہرئیے میں کتابیں لے کر آتا ہوں۔ آپ اندر آئے۔ چند کتابیں لیں اور اپنے لختِ جگر کو خدا کے حوالے کر کے گھر سے جانے لگے۔ آپکی والدہ محترمہ نے فرمایا زین العابدین مر رہا ہے اور آپ کتابیں لے کر گھر سے باہر جا رہے ہیں۔ آپ نے بے تکلف فرمایا۔ اماں جان، یہاں ایک زین العابدین کی موت کی بات ہے اور ادھر نبی ﷺ کی امت کے ایمان کی بات ہے۔ اگر ایک آدمی بھی مرتد ہو گیا۔ تو میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا۔ مجھے زین العابدین کے مقابلے میں امت کا ایمان زیادہ عزیز ہے۔ یہ کہہ کر آپ گھر سے رخصت ہو گئے۔ بفہ اڈہ پر اطلاع پہنچی کہ بچہ فوت ہو گیا ہے۔ نماز جنازہ پڑھ کر جائیں۔

Marfat.com

قادیانیت کے زہر کا تریاق

آپ نے فرمایا نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور مسلمانوں کے ایمان کو بچانا فرض عین ہے۔ اگر میرے پہنچنے سے پہلے مرزائی مناظر اللہ دتہ واپس چلا گیا تو بہت سے مسلمانوں کا ایمان خراب کر جائے گا۔ بچے کو دفن کرنے کے لئے عزیز و اقارب اور اہلِ محلہ کافی ہیں۔ مگر اللہ دتہ کے زہر کا تریاق میرے سوا کسی کے پاس نہیں ہے۔ یہ کہہ کر آپ قاضی محمد یونس کے ہمراہ پھگلہ روانہ ہو گئے اور ایسے وقت پر وہاں پہنچے جب مرزائی مناظر اللہ دتہ بڑے جوش و خروش سے سٹیج پر براجمان پولیس کی نفری او مسلح گارڈ کے گھیرے میں تقریر کر رہا تھا۔ لوگوں کو ہم خیال بنانے کے لئے علماء پر چوٹیں کرتا ہوا انہیں چیلنج دے رہا تھا۔

مولانا ہزارویؒ کا سٹیج پر قبضہ

سارے گھیراؤ کو توڑ کر مجاہدِ ملّت حضرت ہزارویؒ اسٹیج پر چڑھ گئے اور صاعقہ الٰہی بن کر اس پر ٹوٹ پڑے اور کڑک کر مرزائی مناظر اللہ دتہ سے فرمایا:

''او اللہ دتہ، لوگوں کے ایمان کو خراب نہ کرو، تم مرزا کی نبوّت کی بات کرتے ہو، نبوّت اور ولایت تو بڑی چیز ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ مرزا آنجہانی کو ایک شریف اِنسان ثابت کرنے کے لئے مجھ سے مناظرہ کر لو۔ خدا کی قسم مرزا نہایت ہی کمینہ اور بد اِخلاق اِنسان تھا۔ تم اُس خبیث کی بات کرتے ہو۔

اللہ دتہ کو جان کے لالے پڑ گئے کہ یہ مولانا ہزارویؒ کہاں سے آدھمکا۔ اُس کی قوتِ گویائی جواب دے گئی اور مولانا نے سٹیج سے دھکا دے کر اُس کو نیچے گرا دیا۔ اُس نے اپنے حواریوں سمیت بھاگنے ہی میں خیر سمجھی اور قادیان پہنچ کر دم لیا۔ مولانا نے اسی سٹیج پر کھڑے ہو کر ختم نبوّت کے موضوع پر زبردست تقریر کی۔ ختمِ نبوّت کے نعرے لگوائے۔ لوگوں کے ایمانی ولولوں کو گرماتے ہوئے فرمایا:

''اِن مرزائیوں کا سوشل بائیکاٹ کرو، اِن کی شادی، غمی اور نمازِ جنازہ میں شرکت نہ کرو۔

چنانچہ مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا گیا۔ الحمد اللہ آج تک یہ لوگ خانہ بدر ہیں اور کبھی کبھار چوری چھپے آکر اپنی جائیداد پر نگاہِ حسرت ڈال کر چلے جاتے ہیں۔

قارئین کرام: غور فرمائیں کہ مولانا کی شخصیت کے جوہر نکھر نکھر کر نظروں کے سامنے آتے ہیں۔ اُن کی غیرتِ ایمانی، اُن کی جرات و جانبازی، اُن کی حاضر جوابی، اُن کا توکل، اُن کی ہیبت

Marfat.com

وشوکت، غرض ایک مجاہد جرنیل اور مدبّر جانباز کی قربانی کی تصویر سامنے آجاتی ہے۔

حضرت ہزارویؒ کی کرامت

''زیدہ'' تحصیل صوابی مردان کا ایک قصبہ ہے۔ یہاں کے خوانین مرزائی ہو گئے تھے۔ اُن کا علاقہ بھر میں اس قدر اثر تھا کہ لوگ مرزا کو ''حضرت صاحب'' کہتے تھے۔ اُن حالات کا علم آپ کو ہوا تو ایک چھوٹی سی مسجد میں جلسہ کا انتظام کرایا۔ اُس کی تفصیل کے سلسلہ میں مولانا عبدالحنان جہانگیروی فاضل دیوبند رقم طراز ہیں۔

''محترم حضرت مولانا ہزارویؒ کی تمام زندگی گوناگوں واقعات اور مجاہدانہ کارناموں سے بھری ہوئی ہے۔ اُن کی کون کون سی ادا اور جرات وللہیت کا واقعہ ذکر کیا جائے۔ غالباً 1354ھ بمطابق 1936ء کا واقعہ ہے کہ صوبہ سرحد میں خاص کر تحصیل صوابی میں انگریزوں کے خود کاشتہ پودے کے منحوس اثرات بہت زیادہ پھیلنے لگے تھے خاص کر خوانین طبقہ اور انگریزی سرکار کے ملازمین میں یہ زہر روز بروز بڑھ رہا تھا۔''

صوابی میں مرزائیت کا قلع قمع

موضع زیدہ میں خوانین تمام علاقے میں سب سے زیادہ حکومت کے گھر یا وقعت، بارسوخ اور اُونچے پائے کے سمجھے جاتے تھے۔ اور کافی زور کے مالک تھے۔ اُن میں چند افراد مرزا غلام احمد کے پیرو بن گئے اور علاقہ میں موضع ٹوپی، زروبی اور اسمعیلیہ کے دیہات میں بھی یہ مرض پھیل گیا۔ زیدہ میں تو یہاں تک اُن کا رعب قائم تھا کہ کسی کو مرزا کا نام بھی بے ادبی سے لینے کی جرات نہ تھی اور عوام کو احساس اور خبر تک نہ تھی کہ یہ بھی خلاف اسلام کوئی فرقہ ہے۔ اُنہی دنوں میں انہی خوانین کے ایک قریبی رشتہ دار اور خدا ترس مسلمان مردِ مومن مسمی شیر محمد خان آف جہانگیرہ مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات کی استدعا کی کہ زیدہ میں مرزائیت بہت زیادہ قوی ہو رہی ہے اور یہ اثرات روز بروز علاقے میں پھیلتے جا رہے ہیں۔ اگر ان کا انسداد نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ یہ ارتداد تمام علاقے میں نہ پھیل جائے۔ چنانچہ مجاہد ملت حضرت مولانا ہزارویؒ مرحوم جو بعض دوسرے ہم خیال علماء مثلاً مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی، مولانا لُطف اللہ جہانگیرہ اور حکیم فضلِ حق آف نوشہرہ وغیرہ کے ساتھ پہلے سے

Marfat.com

اس فرقہ کے خلاف پشاور، مردان وغیرہ میں برسرِ پیکار تھے۔ اُنہوں نے مشورہ کیا اور سب اکٹھے ہوکر شیر خان کی معیت میں زیدہ پہنچے۔

پہلے پہل تو لوگوں نے اپنی اپنی مساجد وغیرہ میں مرزائیوں کے خلاف جلسہ کرنے کی اجازت سے پہلوتہی کی۔ مگر بعد میں سمجھانے اور شیر محمد خان کی کوششوں سے آئندہ جمعہ کو مسجد محلّہ چنگڑ میں جلسہ مقرر ہوا۔ تمام علاقہ میں تشہیر کی گئی۔ جمعہ کو لوگ کافی تعداد میں جمع ہوئے۔ کئی لوگ تو تماشہ کے خیال سے آئے تھے کہ خانوں کے خلاف اُن کے قصبے میں جلسہ کیسے ہوگا۔ بہرحال جلسہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے تقریر مولانا لطف اللہ صاحب نے شروع کی۔ مخالفین بھی مجمع کے باہر قطار باندھ کر کھڑے تھے۔ اُن مخالفین میں خوانین کی ایک سرکردہ شخصیت عجب خان جو ان دنوں ضلع ہزارہ اوگی میں پولیٹیکل تحصیلدار تھا اور تھا بھی کٹر مرزائی، جس نے ہزارہ میں بھی مرزائیت کا کافی تخم بویا تھا۔ وہ جلسہ گاہ کے باہر ایک چبوترے پر چارپائی ڈال کر بیٹھا تھا۔ نیز اُس کا ایک لڑکا یوسف خان بھی قطار میں کھڑا تھا۔ مولانا لطف اللہ نے مرزا غلام احمد کا ذکر کیا اور اُس کے دعوؤں کے بارے میں کہنا شروع کیا تو مرزائیوں نے گڑبڑ شروع کی مگر بعد میں جب مولانا لطف اللہ نے کافر کا لفظ کہا تو عجب خان اچانک کھڑا ہوا اور شور برپا کردیا اور اُس کے بیٹے یوسف خان نے پستول نکال کر دھمکی دی کہ اگر مرزا کے متعلق ایک لفظ بھی زبان سے نکالا تو گولی ماردوں گا۔

اِدھر آ ستمگر ہُنر آزمائیں

جب یہ کیفیت سامنے آئی تو مجاہدِ ملت حضرت ہزارویؒ یکدم کھڑے ہوگئے اور مولانا لطف اللہ کو بٹھادیا اور خود اپنا گریبان کھول کر اور سینہ تان کر فرمانے لگے کہ تم میں غیرت ہے تو مارو میرے سینے میں گولی۔

ادھر آ ستمگر ہُنر آزمائیں
تُو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

تمہارے اس موعود پیغمبر میں تو رتی برابر بھی غیرت نہیں تھی، تم میں اتنی غیرت کہاں سے آگئی۔ چنانچہ مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ عادت کے مطابق اور جوشِ ایمانی سے ایسے گرجے اور ایسے برسے کہ کفر پر لرزہ طاری ہوگیا جس سے تمام حاضرین اس قدر متاثر ہوئے کہ نوجوانوں نے عجب خان کے لئے جو چارپائی رکھی تھی وہ فوراً اُٹھا کر باہر پھینک دی اور ہر طرف نعرۂ تکبیر کی صدا گونجنے لگی۔ ادھر

Marfat.com

پولیس کا تھانیدار اُس وقت کوئی سکھ تھا، وہ موجود تھا۔ حضرت ہزارویؒ نے اُس تھانیدار کو للکار کر کہا، اگر پولیس والے اِس مجمع کو کنٹرول نہیں کر سکتے تو ہٹ جائیں۔ ہم مسلمان خود کنٹرول کر لیں گے۔ چنانچہ تھانیدار نے بھی مجبوراً یوسف خان کے ہاتھ سے پستول چھین لیا اور باقی شریروں کو جو چند آدمی تھے۔ بھگا دیا۔

ہوئے مر کے ایسے رسوا کہ ملی نہ جا لحد کی

اس کے بعد حضرت مجاہدِ ملّت نے ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی اور مرزائیت کے تار و پود کو بکھیر دیا۔ مسلمانوں سے کہا کہ ان کو اپنے قبرستان میں دفن ہونے سے منع کر دو۔ چنانچہ اِس جلسے کے بعد قصبہ زیدہ بلکہ علاقہ میں کایا پلٹ گئی اور مرزائی الو پرندہ کی مانند دِن کو باہر نکلنے سے رہے۔ قدرتِ خداوندی سے ایک مرزائی گلاب کا چھوٹا بچہ فوت ہو گیا۔ مسلمانوں نے شیر محمد کی سرکردگی میں قبرستان پر پہرہ لگا دیا۔ اس کے بعد گلاب مرزائی نے ارادہ کیا کہ اپنی ملکیت کی زمین جو بھائیوں کے ساتھ مشترک تھی۔ اس میں قبر کھودنے کا ارادہ کیا تو بھتیجوں نے جو کہ مسلمان تھے کہا کہ ہمارا دوسرا چچا مسمی عبدالحنان جو پشاور میں ملازم ہے، اس کو بلاؤ اور زمین تقسیم کرو، بعدازاں اپنے حصہ کی زمین میں دفن کر دو۔ چنانچہ اسی کشمکش میں تین دِن تک مردہ پڑا رہا۔ بعدازاں ایک اور مرزائی شاید اُس کا نام گل محمد تھا، اپنی زمین میں دفن کرنے کو کہا مگر کوئی قبر کھودنے والا زیدہ میں نہ مِلا اور ٹوپی وغیرہ سے اپنے رِشتہ دار مرزائیوں کو بُلایا اور قبر کھودی اور دفن ہوا۔ کچھ مدت بعد اُس عجب خان کا اِنتقال ہو گیا۔ اِس کے جنازہ اور قبر کا بھی یہی حشر ہوا۔ زیدہ میں ایک مسلمان بھی اُس (عجب خان) کے قریب نہ گیا۔ دو چار مرزائیوں نے مِل کر سپرد خاک کر دیا۔

خان عبدالغفور خان کے تاثرات

شاید اُن دِنوں خان عبدالغفور صاحب آف زیدہ جو کہ خوانین کے چیف اور صوبہ سرحد کے قانون ساز اسمبلی کے سپیکر تھے، اُن کو عجب خان کی موت کی اطلاع ہوئی۔ چونکہ رِشتہ دار تھے، شام کو کار میں سوار ہو کر پہنچے۔ اڈہ کے پاس لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ جنازہ ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ دفن کر دیا گیا۔ پھر عبدالغفور خان پوچھتے ہیں کہ جنازہ ہو گیا؟ لوگوں نے کہا کہ دفن کر دیا گیا۔ وہ غصہ سے کہنے لگا کہ میں

Marfat.com

جنازہ کے متعلق پوچھتا ہوں؟ لوگوں نے کہا کہ گاؤں کے لوگ نزدیک بھی نہیں ہوئے۔ شاید چند مرزائیوں نے کچھ کیا ہو۔ تو خان موصوف کہنے لگے اگر یہ بات ہے تو پھر میں کیوں جاؤں اور تمام لوگوں سے مخالفت کیوں مول لوں۔ چنانچہ وہ اسی کار میں واپس چلے گئے۔

مرزائیوں کو نمازِ جنازہ سے نکال دو

کچھ عرصہ بعد اسی خان عبدالغفور صاحب کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ بہت بڑا خان تھا۔ اور سیشن جج بھی رہ چکا تھا۔ اور اسمبلی کا سپیکر بھی، تو لوگ بہت بڑی تعداد میں آئے۔ حسبِ روایت شیر محمد خان نے عبدالرحیم خان کو جو خان عبدالغفور کا لڑکا تھا اور اس وقت سیشن جج تھا کہا کہ چونکہ تمہارا بھائی عبدالحمید خان مرزائی ہے۔ اگر وہ اپنے والد کے جنازہ میں شریک ہوگا۔ تو ہم مسلمان شریک نہیں ہوں گے۔ اگر وہ شریک نہ ہو نیز اور مرزائی بھی، تو ہم جنازہ پڑھیں گے۔ چنانچہ عبدالرحیم خان نے کہا کہ عبدالحمید وغیرہ نہیں ہوں گے۔ چنانچہ جب جنازہ رکھا گیا تو شیر محمد خان اور خان موصوف مرحوم کا چھوٹا لڑکا عبدالرؤف خان صفوں میں پھرے اور لوگوں سے کہا کہ اگر کوئی مرزائی ہو تو اس کو نکال دو۔ چنانچہ چند ایک مرزائی ایک طرف نکل کر بیٹھ گئے اور مسلمانوں نے نمازِ جنازہ ادا کیا۔ اسی جنازہ میں نواب ہوتی اور نواب محمد اکبر خان بھی موجود تھے۔ اس نے خان مرحوم کے بیٹے عبدالحمید مرزائی کو بہت برا بھلا کہا۔ تیسرے روز عبدالحمید خان نے اپنے حجرے میں جبکہ لوگ فاتحہ کے لئے آئے ہوئے تھے، مرزائیت سے بیزاری کا اعلان کر دیا۔

مرزائیوں پر زمین تنگ کر دی

مگر وہ اعلان بھی مصنوعی اور دھوکا تھا مگر بہر حال یہ تمام معرکہ سر کرنے اور لوگوں میں مرزائیت کی حقیقت آشکارا کرنے اور مسلمانوں کے ایمانوں کو محفوظ کرنے کا سہرا انہی مجاہد کبیر مجاہدِ ملت حضرت ہزاروی کے سر ہے۔ تھوڑا عرصہ پہلے عبدالسلام مرزائی جو کہ عبدالحمید خان کا بیٹا ہے جو کہ ہزارہ میں ڈی سی رہ چکا ہے اور جس نے مجاہد ملت حضرت ہزاروی پر کئی مقدمات بنا رکھے تھے، ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور جو اسی شیر محمد خان کی چچازاد بہن تھی کے جنازے کا بھی یہی حشر ہوا۔ کوئی مسلمان نزدیک نہیں گیا۔

Marfat.com

زیدہ کے واقعات کے بعد مجاہد ملت مرحوم نے ٹوپی نیز اسمعیلہ میں بڑے زوردار جلسے کیے اور مرزائیوں کی اچھی طرح خبر لی، جس کی وجہ سے عوام اور علاقے کے بچے بچے کے دل میں مرزائیت سے نفرت پیدا ہوگئی۔

جرأت و بے باکی کی نادر مثال

ضلع مانسہرہ کا ایک بڑا معتبر خان مرزائی ہو گیا تھا اور معزز خوانین کے ہاں اس کی شادی ہوئی تھی۔ مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ کو کسی معتبر ذریعہ سے پتہ چلا کہ اس خان کی بیوی ابھی تک مسلمان ہے۔ اس نے عقیدہ نہیں بدلا۔ حضرت ہزارویؒ کچھ علماء کو لے کر عورت کے بھائی سے ملے جو کہ مسلمان تھا اور اسے متوجہ کیا کہ اپنی بہن کو کسی طرح اپنے پاس بلالو۔ ورنہ اس بدکاری میں تم بھی شریک ہو گے مگر اس نے توجہ نہ دی اور باتوں مین ٹال دیا۔ حضرت ہزارویؒ نے مانسہرہ میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا اور مرزائیت کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اس خان کا نام لے کر فرمایا کہ مجھے باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ فلاں خان کی بیوی ابھی تک مسلمان ہے۔ وہ مرزائی ہو کر مرتد نہیں ہوئی۔ میں اس خاتون سے کہتا ہوں کہ خدارا اس جہنم کی زندگی سے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو نکالے۔ اس کا مرزائی کے گھر رہنا بالکل حرام ہے اور اگر وہ نہیں نکلتی تو حضرت ہزارویؒ نے بڑے زوردار لہجے میں فرمایا کہ ہے کوئی مسلمان جو اس کو اٹھا کر لے جائے، میں اس کا نکاح اس مسلمان کے ساتھ پڑھاؤں گا۔ مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ ایسے برسے کہ کسی کو دم مارنے کی ہمت نہ ہوئی اور زندگی بھر ان خوانین سے ختم نبوت کی بنیاد پر لڑتے رہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت

اس تحریک کے ابتدائی معاملات طے کرنے کے لیے علماء کرام، اولیاء عظام، اور سیاسی زعماء کو دعوت دے کر انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے، ناموسِ رسالت اور تحفظِ ختم نبوت کے موضوع پر سوچنے اور ملکی صورت حال کو پیش نظر رکھ کر پالیسی طے کرنے کی ذمہ داری مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ کے سپرد تھی۔ انہوں نے ہی دعوت نامے بھیج کر زعماء کو بلایا۔

پھر مجلسِ عمل بنی۔ مطالبات طے ہوئے اور ان کے تسلیم نہ ہونے کی صورت میں سول نافرمانی کی تحریک

Marfat.com

چلا کر جیل جانے کا فیصلہ ہوا۔ مجلس عمل نے اپنے مطالبات پیش کئے کہ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور سر ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے الگ کیا جائے، وغیرہ۔ مگر حکومت نے مطالبات کو تسلیم کرنے کے بجائے مرکزی قائدین کو کراچی میں گرفتار کرلیا۔ جس کے ردعمل میں تحریک چل پڑی تحریک سے پہلے احرار رہنماؤں نے اس مسئلے کے لیے اتنا کام کیا تھا اور اس قدر احساس دلایا تھا کہ بس اشارہ کی دیر تھی۔

ملک کے کونے کونے سے علمائے کرام، صوفیائے عظام، ارباب خانقاہ و طلباء اور عوام میدان عمل میں آ گئے۔ مگر تحریک کا اصل میدان پنجاب خصوصاً لاہور تھا۔ تحفظ ختم نبوت کے لیے لاہور والوں کی قربانیاں تاریخ کا ایک سنہرا اور نا قابل فراموش باب ہے۔ مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ کے ذمہ صوبہ سرحد خصوصاً ضلع ہزارہ تھا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اس وقت کے وزیر اعلیٰ خان عبدالقیوم خان مرحوم سے بات کر کے ان کو تحریک کا ہمنوا بنالیا تھا اور انہوں نے حامی بھی بھرلی تھی کہ وہ کسی قسم کی رکاوٹ کھڑی نہیں کریں گے مگر جب تحریک زور سے چل پڑی اور ہزاروں علماء، صلحاء، طلباء اور دیندار مسلمان میدان عمل میں آ گئے تو مرکزی حکومت کے کہنے پر خان عبدالقیوم خان نے اپنے قول و اقرار کی خلاف ورزی کرتے ہوئے رکاوٹ پیدا کر کے تحریک کو صوبہ سرحد میں کمزور کرنے کی کوشش کی۔

ہزارویؒ کو گولی ماردو، کابینہ کا فیصلہ

اس دوران مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ کو باوثوق ذریعہ سے مولانا محمد علی جالندھریؒ کا پیغام ملا کہ لاہور کے حالات سخت ہوتے جا رہے ہیں۔ آپ بہت جلد وہاں پہنچ کر تحریک کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لیں تاکہ تحریک ناکامی کا شکار نہ ہونے پائے۔ آپ گرفتاری نہ دیں ورنہ پیچھے کوئی کام کرنے والا نہ ہوگا۔ آپ ہی نے پیچھے رہ کر کام کرنا ہے۔ یہ پیغام سن کر آپ لاہور پہنچ گئے اور تحریک کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ گرفتاری کے لیے پروگرام کے مطابق دستے بھیجتے رہے۔ مولانا عبدالستار خان نیازی آپ کے مستقل معاون رہے۔

حکومت نے جب دیکھا کہ حالات کنٹرول سے باہر ہو رہے ہیں تو لاہور میں مارشل لاء نافذ کر کے اسے فوج کے حوالے کر دیا۔ جنرل اعظم مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر مقرر ہوا۔ مگر اس کے باوجود تحریک پروگرام کے مطابق جاری رہی اور منظم طریقہ سے چلتی رہی۔ ارباب مارشل لاء نے معلوم کیا کہ تحریک ایسے منظم اور

Marfat.com

مخفی طریقہ سے کون چلا رہا ہے۔انہیں معلوم ہوا کہ یہ سارا نظام حضرت مجاہد ملت مولانا ہزارویؒ کے ہاتھ میں ہے اور وہ کسی غیر معروف جگہ میں روپوش ہیں۔فوجی حکام نے اعلان کر دیا کہ جو شخص بھی مولانا ہزارویؒ کو گرفتار کرنے میں مدد دے گا اسے دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔اس پر بھی کامیابی نہ ہوئی تو مرکزی کابینہ میں فیصلہ ہوا کہ حضرت ہزارویؒ جہاں ملیں،انہیں گولی سے اڑا دیا جائے۔مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ ایسے حالات میں جب باہر گولیاں برس رہی تھی،فوجی جس کو چاہتے برسٹ مار کر ختم کر دیتے اور جس کو چاہتے جیل بھیج دیتے،اپنے تدبر اور عزم وحوصلہ سے تحریک کا کام جاری رکھے ہوئے تھے،آپ کا لباس بہت سادہ تھا۔پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ یہ بھی کوئی لیڈر ہے۔

یوسف خان کا کردار

اس وقت لاہور میں آپ کا ایک داماد محمد یوسف خان اپنی بیوی مسماۃ خدیجہ (بی بی) کے ہمراہ رہتا تھا اور اس وقت بالکل غیر معروف آدمی تھا اور کسی جگہ ملازم تھا۔حضرت مجاہد ملتؒ اکثر ان کے گھر میں رہتے اور ہدایات لکھ کر یوسف خان کے ذریعے ذمہ دار لوگوں تک پہنچاتے۔

ختم نبوت کا یہ مجاہد حضرت مجاہد ملتؒ کی ہدایات اور خطوط لے کر ایک پرانے سے تھیلے میں ڈال لیتا اور سائیکل پر سوار ہو کر فوجیوں کی گاڑیوں کے سامنے سے گزر کر متعلقہ لوگوں تک پہنچا آتا اور کسی کو شک نہ گزرتا۔مارشل لاء دور میں یہ ڈیوٹی جان پر کھیل کر یوسف خان ہی ادا کرتا رہا۔حضرت ہزارویؒ کبھی بیڈن روڈ پر حضرت سیفی صاحبؒ کے ہاں تشریف لے جاتے۔کبھی حضرت لاہوریؒ کے ہاں پہنچ جاتے۔اس طرح رات دن جگہ بدلتے رہتے۔جب مارشل لاء کی سختی عروج پر پہنچ گئی اور آپ کی گرفتاری کے لیے جگہ جگہ چھاپے پڑنے لگے تو آپ نے گرفتاری دینے کا فیصلہ کیا کیونکہ خیال آیا اگر اس طرح گولی سے مارا گیا تو بزدلی تصور ہوگی۔آپ گرفتاری کے ارادہ سے آرہے تھے کہ حضرت مولانا حمید اللہؒ، حضرت امام لاہوریؒ کے خلف الرشید راستہ میں ملے اور گرفتاری کی مخالفت کی اور آپ کو کار میں بٹھا کر لاہور سے کئی میل باہر لے گئے اور وہاں چھوڑ آئے چند دنوں کے بعد آپ پھر لاہور آگئے اور پھر گرفتاری دینے کا فیصلہ کیا مگر اس بار پھر مولانا حمید اللہ کو پتہ چلا،وہ آکر راستہ سے آپ کو کار میں بٹھا کر لاہور سے تقریباً بارہ میل دور چھوڑ آئے اور فرمایا! گرفتاری نہیں دینی۔کچھ دنوں کے بعد پھر لاہور آئے اور مولانا [illegible] سے مشورہ کیا۔انہوں نے فرمایا کہ اب کسی اشتعال کی ضرورت نہیں ہے۔لوگوں پر مارشل لاء

Marfat.com

کا اثر پڑا ہوا ہے۔

لاہور سے باہر نکلے

آپ لاہور سے باہر چلے جائیں اور گرفتاری نہ دیں۔ آپ نے لاہور سے باہر جانے کا فیصلہ کر لیا مگر مارشل لاء کے دوران لاہور سے باہر جانا بے حد مشکل تھا۔ سب راستوں پر فوجی چوکیاں تھیں۔ آنے جانے والوں کو وہ پوری طرح چیک کرتے۔ پھر پاس بنا کر دیتے۔ لاہور سے جانے کی وجہ دریافت کرتے۔ واپسی کا وقت پوچھتے اور اسے ایک کارڈ حوالے کرتے۔ واپسی پر وہ کارڈ چیک پوسٹ والوں کے حوالے کر کے جانا پڑتا۔ اس کارروائی کا مقصد یہ تھا کہ لوگ تحریک میں قربانی دینے کے لیے نہ آسکیں اور مطلوبہ لوگوں کو پکڑا جا سکے۔

مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ کے لیے یہ مرحلہ بڑا مشکل تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا بندوبست بھی فرما دیا۔ مولانا خداداد مرحوم جو حضرت ہزارویؒ کے ہم زلف تھے اور شیخوپورہ چک نمبر ۱۶ میں زمین خرید کر آباد ہو گئے تھے اور یوسف خان کے والد ماجد تھے انہوں نے بڑی زبردست قربانی اور بے مثال جرات کا مظاہرہ کیا۔ وہ مولانا کی بچی اور اپنی بہو کو لے کر شیخوپورہ چک نمبر ۱۶ چلے گئے۔ وہاں سے ہو کر بہو کو لے کر پھر لاہور آئے اور بچی کا برقع حضرت ہزارویؒ کو اوڑھا کر انہیں اپنے ہاں شیخوپورہ چک نمبر ۱۶ لے گئے۔

پندرہ بیس دن آپ وہاں ٹھہرے رہے۔ مگر یہاں سب سہولتوں کے باوجود یہ پریشانی تھی کہ ملک کی صورت حال صحیح طور پر معلوم نہیں ہو سکتی تھی۔ آپ نے مولانا خداداد مرحوم سے فرمایا کہ مجھے اسی طرح بحفاظت میرے شیخ و مرشد کے پاس خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف پہنچا دیں۔ انہوں نے پھر جان پر کھیل کر یہ ڈیوٹی سرانجام دی اور بحفاظت حضرت کو برقع پہنا کر خانقاہ سراجیہ پہنچا دیا۔ یہاں آپ تین ماہ تک رہے۔ پھر گرمی اور حبس وغیرہ کی وجہ سے آپ نے تنگی محسوس کی تو آپ کو حضرتؒ نے اپنے خاص مرید کے پاس بھلوال بھیج دیا۔ جہاں ان کے پاس بستی سے باہر وسیع زمین تھی اور اس میں ان کی آبادی تھی۔ اس طرح آپ سات ماہ تک ان کے پاس بڑی آزادی سے رہے۔ آپ کے پاس پابندی سے اخبارات پہنچائے جاتے اور آپ ان کی روشنی میں مرکزی قائدین تک اپنے خیالات پہنچاتے رہتے۔

(بیس مردان حق ص ۶۱۵ تا ۶۲۳)

Marfat.com

زیارتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت

حضرت مولانا عبدالرشید ارشد لکھتے ہیں

۱۹۵۳-۵۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جب سارے مرکزی رہنما اور لیڈر گرفتار ہوئے تو آپ کو مرکزی قیادت کی طرف سے حکم ملا کہ پیچھے رہ کر کام کریں اور گرفتاری نہ دیں۔ مگر جب لاہور کے حالات حکومت کے قابو سے باہر ہو گئے اور تحریک کی طاقت ومقبولیت کے مظاہر سامنے آ گئے تو حکومت نے قوم کے مطالبہ کو ماننے کے بجائے لاہور میں مارشل لاء نافذ کر کے اسے فوج کے حوالے کر دیا۔ فوج نے چارج سنبھال کر یہ معلوم کیا کہ یہ تحریک اور ایسے پروگرام منظم طریقے سے کون چلا رہا ہے کہ مارشل لاء کے باوجود تحریک رکتی نہیں بڑھتی ہی جاتی ہے۔ تو فوج کے افسروں کو معلوم ہوا کہ یہ ساری گرما گرمی حضرت ہزارویؒ اور ان کے چند رفقاءِ کار کے دم خم سے قائم ہے۔ جب تک وہ گرفتار نہ ہوں، تحریک دب نہیں سکتی۔ چنانچہ ان کی گرفتاری کے لیے متعدد جگہوں پر چھاپے مارے گئے۔ حضرتؒ کے رفقاءِ کار مولانا عبدالستار خان نیازیؒ وغیرہ تو گرفتار ہوئے۔ مگر حضرت ہزارویؒ ان کے ہاتھ نہ لگے۔ چنانچہ فوج نے اعلان کر دیا کہ ہزارویؒ جہاں ملیں گولی مار دی جائے اور یہ بھی اعلان کیا کہ جو شخص مولانا ہزارویؒ کو زندہ یا مردہ گرفتار کرائیگا یا ان کی گرفتاری میں مدد پہنچائے گا اسے دس ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ اس اعلان کے بعد حالات سخت سے سخت تر ہو گئے مگر اس اللہ کے بندے کو فوجی زعماء بھی شکست نہ دے سکے۔ میں نے ایک دن ہمت کر کے حضرتؒ سے روپوشی کے حالات دریافت فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات بیان کرتا ہوں جو کسی کو معلوم نہیں اور نہ کسی سے آج تک بیان کی ہے۔ فرمایا۔

''جب میں روپوش تھا، پولیس اور فوج میری تلاش میں جگہ جگہ چھاپے مار رہی تھی۔ مجھے اس وقت سخت پریشانی لاحق ہوئی۔ اپنی حالت کے متعلق سوچتا تھا کہ اگر گولی سے مارا جاتا ہوں تو یہ بزدلی کی موت ہوگی اور اگر گرفتاری کے لیے ظاہر ہوتا ہوں تو مرکز کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ یہ پریشانی تین دن تک رہی۔ تیسرے دن مجھے کچھ بین النوم والیقظۃ، یعنی کچھ نیند اور بیداری کی حالت میں حضور خاتم النبیین وسید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آ کر میری پیشانی پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔

''غلام غوث تم نے میرے ناموس کے لیے قربانی دی ہے۔ پریشان مت ہونا، کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حافظ وناصر رہے گا'' جب میری آنکھ کھلی تو طبیعت میں زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

سے بشاشت کے ساتھ کامل اطمینان پیدا ہوگیا۔ پھر اس کے بعد بہت سی تکالیف آئیں مگر قطعاً پریشانی نہیں ہوئی اور اس کے بعد ہی میں پولیس اور فوج کو جل دے کر لاہور سے باہر چلا گیا۔ لاہور میں جب تک رہا ایسے اوقات بھی آئے کہ فوج اور پولیس والے میری امامت میں نماز پڑھتے رہے لیکن بشارت نبوی ﷺ اور حفاظتِ الٰہی کا نتیجہ تھا کہ پہچان نہیں سکے۔'' اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مولانا ہزارویؒ کو اپنے کردار میں تائیدِ الٰہی حاصل تھی اور یہ سب سے بڑی کرامت ہے۔

(''بیس مردانِ حق'' ص ۶۲۷۔ ۶۲۸، از مولانا عبدالرشید ارشد)

روپوشی اور ظہور

تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت میں حضرت مولانا اللہ وسایا لکھتے ہیں:

''مولانا غلام غوث ہزارویؒ ایک خادم کا بھیس بدل کر خانقاہ سراجیہ آئے۔ اس وقت خانقاہ سراجیہ کے سجادہ نشین مولانا محمد عبداللہ ثانیؒ تھے۔ انہوں نے اپنے ایک مرید، جو بھلوال سے تعلق رکھتے تھے، ان کے ایک دور دراز کھیتوں کے ڈیرہ پر مولانا کی رہائش کا انتظام کر دیا۔ پولیس اور فوج آپ کی گرفتاری کے لیے جگہ جگہ چھاپے مار رہی تھی۔ کچھ عرصہ بھلوال رہے۔ کچھ وقت ادھر اُدھر خفیہ طور پر تحریک ختم نبوت کے لیے کام کرتے رہے۔ تحریک ختم نبوت ختم ہوئی تو اب حضرت مجاہد ملت کے ظاہر ہونے کا مرحلہ تھا۔ ادھر ان کو گرفتار کر کے گولی مار دینے پر انعام مقرر تھا۔ چنانچہ خانقاہ سراجیہ آئے۔ حضرت عبداللہ ثانیؒ سے مشورہ میں طے پایا کہ جمعہ کے دن علی الاعلان اجتماع مین جا کر تقریر کریں تا کہ ہر خاص و عام کو پتہ چل جائے کہ حضرت ہزارویؒ ابھی زندہ و سلامت ہیں۔ اس حالت مین اگر گرفتاری ہوئی تو پولیس کو گولی مارنے کی جرأت نہ ہوگی۔

ادھر پولیس والوں نے مشہور کر رکھا تھا کہ حضرت ہزارویؒ کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس پر ایبٹ آباد و ہزارہ کے لوگ آپ کے لیے غائبانہ دعائیں، ایصالِ ثواب کے لیے قرآن خوانی و خیرات کر چکے تھے۔ چنانچہ آپ کو رفقاء کی معیت میں ایبٹ آباد بھیجا گیا جمعہ کے وقت الیاسی مسجد ایبٹ آباد میں مولانا محمد اسحاق ایبٹ آبادی خطبہ دے رہے تھے۔ تو یکدم ان کی مولانا پر نظر پڑی۔ برجستہ کہا لوگو! تم نے یہ تو سن رکھا ہوگا کہ جنات ایک مخلوق ہے مگر آج تک کسی جن کو دیکھا نہیں ہوگا۔ لو آج میں تمہیں ایک جن دکھاتا ہوں جو مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کا روپ دھارے ہوئے ہے۔ اس لیے کہ ہماری

Marfat.com

اطلاع کے مطابق تو حضرتؒ کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس پر لوگوں نے پیچھے پلٹ کر حضرتؒ کو دیکھا۔ ہزاروں کے اجتماع نے پر جوش استقبال کیا۔ آپ نے خطاب فرمایا، جمعہ کا خطبہ دیا اور یوں پولیس و حکومت کی سازش ناکام ہو گئی۔ حضرتؒ کی جان لینے کے درپے دشمن نامراد ہو گئے اور حضرت ہزارویؒ نے قادیانیت اور قادیانیت نواز لوگوں کا احتساب پھر سے نئے ولولے کے ساتھ شروع کر دیا۔"

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت: ص ۲۲۵-۲۲۷، از مولانا اللہ وسایا)

انگریز جج کی عدالت میں بے باکی کا ایک واقعہ

حضرت مولانا عبدالرشید ارشد لکھتے ہیں:

۱۹۳۴ء میں مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ نے نوشہرہ ضلع پشاور میں انگریز کے خود کاشتہ پودے کے خلاف تقریر کی۔ اس پر گرفتار ہوئے۔ اے۔ سی نوشہرہ کی عدالت میں پیش کیے گئے۔ وہ انگریز تھا۔ اس کی عادت تھی کہ وہ ملزم کو دیکھتے ہی بُرا بھلا کہتا تھا۔ اس کا مقصد اس کاروائی سے ملزم کو مرعوب کرنا ہوتا تھا۔ حضرت مجاہد ملتؒ کو دیکھتے ہی وہ کہنے لگا ''ٹم بدمعاش ہو، ہر جگہ فساد کرتا ہے، ہم ٹم کو سیدھا کر ڈے گا'' مولاناؒ بڑے تحمل سے کہنے لگے یہ عدالت ہے۔

قانونی طریقہ یہ ہے کہ وکیل استغاثہ پیش کرتا ہے۔ مگر یہاں کا نقشہ کچھ اور ہی ہے۔ یہاں تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے۔ مولانا نے اسی کے لب ولہجہ کی نقل اتارتے ہوئے زوردار آواز میں کہا ''ٹم بڑا بڈمعاش ہو، ٹم ہر جگہ فساد کرتا ہے۔ ہم ٹم کو سیدھا کر ڈے گا۔ اس ناگہانی غیر متوقع جوابدہی سے وہ بدحواس ہو کر کہنے لگا ٹم کو ایک سال کی سزا دی جاتی ہے۔ مولانا جیل بھیج دیے گئے۔ پشاور کے ایک مشہور وکیل نے مولانا کی طرف سے ایک اپیل دائر کر دی کہ اے۔ سی نوشہرہ نے عدالتی ضوابط کی تکمیل کے بغیر سزا دی ہے جو انصاف کے خلاف ہے۔ ملزم کو صفائی کا موقع ہی نہیں دیا گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد مولانا کو جیل سے رہائی مل گئی۔

(''بیس مردان حق'' ص ۶۶۴-۶۶۳، از مولانا عبدالرشید ارشد)

Marfat.com

جوابِ محضر نامہ

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں جب وزیر اعظم بھٹو نے مرزائیوں کو کافر قرار دینے یا نہ دینے کا مسئلہ قومی اسمبلی کے سامنے پیش کیا تو اس موقع پر مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ نے مرزائیوں کے جواب میں ''جوابِ محضر نامہ'' کے نام سے ۲۵۷ صفحات پر مشتمل ایک مفصل مدلل اور تحقیقی مقالہ بعنوان ''مرزائی قطعی کافر اور غیر مسلم اقلیت ہیں'' جس میں قومی اسمبلی کو فیصلہ کرنے کا استحقاق، مسلمان کی تعریف مسئلہ ختمِ نبوت، فتاویٰ کفر کی حقیقت، مرزا کے دعاوی، مرزا کی اخلاقی حالت، جہاد اور مرزا کے کفر یہ خیالات، انگریز سرکار سے وفاداری حیاتِ عیسیٰؑ اور دیگر مختلف موضوعات پر ہمہ جہتی اور سیر حاصل بحث کی گئی ہے پیش کیا۔ اس موقع پر قائدِ ملت مولانا مفتی محمودؒ نے بھی ''ملتِ اسلامیہ کا موقف'' کے نام سے مفصل مقالہ اسمبلی میں پڑھ کر مرزائیت کے تابوت میں آخر کیل ٹھونک دی تھی۔ یہ تحریک کامیاب ہوئی اور اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ ذیل میں حضرت ہزارویؒ کے لکھے ہوئے جواب محضر نامہ کے چند اقتباسات نذر قارئین ہیں۔

خلیفہ ربوہ نے ممبرانِ اسمبلی کی توہین کی ہے

مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ لکھتے ہیں:

''میں نے، حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب ایم این اے اور مولانا عبدالحق صاحب ایم این اے (بلوچستان) نے اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی ہے۔ خلیفہ ربوہ نے ایک اصولی سوال اٹھایا ہے کہ آیا کسی اسمبلی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی شخص سے یہ بنیادی حق چھین سکے کہ وہ جس مذہب کی طرف چاہے منسوب ہو یا مذہبی امور میں دخل اندازی کرتے ہوئے اس بات کا فیصلہ کرے کہ کسی جماعت یا فرد کا کیا مذہب ہے؟''

مرزائیوں کو جواب

''مرزائی خلیفہ نے یہ کہہ کر کہ مسلمان ممبرانِ اسمبلی کو مذہبی فیصلے کرنے کی اہلیت ہے یا نہیں۔ ممبرانِ اسمبلی کی سخت توہین کی ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کروڑوں مسلمانوں کے نمائندے ہیں اور مسلمان بھی وہ جن کا کھلا دعویٰ ہے کہ ہمارا دین ''اسلام'' ہے۔ کیا یہ ممبر صاحبان اتنا بھی

Marfat.com

نہیں جانتے کہ مسلمان کون ہے؟ اور غیر مسلم کون؟ مرزائیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ کافر وہی ہوتا ہے جو ضروریاتِ دین اور قطعیاتِ دین کا انکار کرے۔''

وحی کا دروازہ بند ہے

''کیا کوئی مسلمان اس میں شک کر سکتا ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کے بعد وحی اور نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ اب براہ راست نہ کسی کو نبی بنایا جا سکتا ہے نہ کسی کی متابعت سے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام کے چودہ سو سال میں جس کس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو اس کو اہل اسلام نے معاف نہیں کیا۔

مرزائی کہتے ہیں کہ مرزا جی حضور ﷺ میں فنا ہو چکے تھے اس لیے وہ عینِ محمد بن کر نبی ہو ئے۔ انا اللہ و انا الیہ راجعون.

بہر حال اسلام کے تمام بدیہی مسائل کو اسمبلی کے تمام ممبران سمجھتے ہیں اور تجربہ رکھتے ہیں بلکہ وہ مرزا ناصر سے بھی زیادہ سمجھتے ہیں۔ (جواب محضر نامہ صفحہ نمبر ۸)

قادیانی مسلمان نہیں

۲۔ ہم نے کب کہا ہے کہ آپ کو کسی مذہب کی طرف منسوب ہونے کا حق نہیں۔ آپ بے شک اپنے کو نصرانی، عیسائی، قادیانی، احمدی اور مرزائی وغیرہ مذاہب کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ آپ جس مذہب کی طرف چاہیں منسوب ہوں مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ سات کروڑ مسلمانوں کو کافر کہیں پھر انہی مسلمانوں کے نام سے عہدوں، منصبوں اور مختلف ملازمتوں پر قبضہ بھی کریں۔ آپ جب کروڑوں مسلمانوں کو مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے مسلمان نہیں سمجھتے تو اس طرح آپ کے غیر اسلامی عقیدوں کی وجہ سے مسلمان بھی آپ کو مسلمان نہ سمجھیں تو اب رونے کی کیا ضرورت ہے؟ اب تو آپ کی بات پوری ہو رہی ہے۔ نہ تم ہم میں سے نہ ہم تم میں سے۔'' (جواب محضر نامہ ص ۹)

مقام خاتم النبیین

اس عنوان کے تحت مرزائیوں نے خواہ مخواہ خاتم النبیین کا معنی بدل کر اور بزرگانِ دین کے اقوال سے غیر تشریعی نبوت کا بقا و اجراء ثابت کرتے ہوئے مغز پاشی کی ہے۔

Marfat.com

ناصر احمد کو چیلنج

''ہم مرزا ناصر احمد کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کسی ولی یا عالم کی کتاب سے دکھائیں کہ فلاں آدمی حضور ﷺ کے بعد سچا نبی بنا ہے۔ خود مرزا صاحب نے اقرار کیا ہے کہ کوئی سچا نبی مرزا قادیانی سے پہلے نہیں آیا تو بحث ختم ہوگئی۔ آپ خاتم النبیین کے معنوں میں کیوں مسلمانوں کو الجھاتے اور تیرہ صدیوں کے متفقہ معانی کی تردید کرتے ہیں۔'' (جواب محضر نامہ ص ۱۰۳)

مرزا صاحب کون ہیں؟ کیا ہیں؟

''دعویٰ کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ مرزائی امت کے تینوں فرقے مل کر قیامت تک یہ متعین نہیں کر سکتے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کون ہیں، کیا ہیں، دنیا سے اپنے آپ کو کیا کہلوانا چاہتے ہیں۔ جب ہم مرزا صاحب کی تحریرات پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعاوی میں اختلاط و اختلاف بھی ان کی گہری چال ہے۔''

دعویٰ خدائی کی تمہید

''وہ اصل میں خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتے تھے لیکن سمجھے کہ قوم اس کو تسلیم نہیں کرے گی اس لیے تدریج سے کام لیا۔ پہلے خادم اسلام اور مبلغ بنے۔ پھر مجدد ہوئے۔ پھر مہدی ہو گئے۔ جب دیکھا قوم میں ایسے بے وقوفوں کی کمی نہیں جو ان کا دعویٰ مان لیں تو پھر کھلے بندوں نبی، رسول، خاتم الانبیاء وغیرہ سبھی کچھ ہو گئے اور اس ہونہار مرد نے اپنے آخری دعویٰ (خدائی) کی تمہید بھی ڈال دی تھی۔

(جواب محضر نامہ ص ۱۱۶)

حماقت کی انتہاء

مجاہد ملت حضرت مولانا ہزارویؒ نے قرآن و حدیث سے نزول مسیح ابن مریم کی نشانیاں بیان کرنے کے بعد فرمایا اب اگر ایک احمق کہے کہ

عیسیٰ سے مراد غلام احمد ہے۔

مریم سے مراد چراغ بی بی ہے۔

Marfat.com

دمشق سے مراد قادیان ہے۔

باب لد سے مراد لدھیانہ ہے۔

قتل سے مراد مباحثہ میں غالب آنا ہے۔

مسیح سے مراد مثیل مسیح ہے۔

زرد چادروں سے مراد میری دو بیماریاں ہیں۔

دجال سے مراد پادری ہیں۔

اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ یہ شخص اور اس کو مسلمان جاننے والے کیسے مسلمان رہ سکتے ہیں۔(جواب محضر نامہ ۲۳۸)

محضر نامے کے آخر میں مجاہد ملت حضرت ہزارویؒ نے لکھا ہے کہ

''ہم نے مرزائیوں کے جھوٹ کی قلعی کھول دی ہے۔''

غیر مسلم اقلیت بل

اب آخر میں ہم محترم ممبرانِ اسمبلی کی توجہ اپنے اس بل کی طرف مبذول کراتے ہیں جو ہم نے رہبر کمیٹی قومی اسمبلی کے سامنے پیش کیا ہے۔

بل کا متن درج ذیل ہے۔

ہرگاہ کہ

1. مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور لکھا ہے کہ سرور عالم ﷺ کے اتباع سے یہ مقام پایا ہے اور وحی نے مجھے صریح نبی کا لقب دیا ہے۔(حقیقۃ الوحی).

2. مرزا غلام احمد قادیانی حضرت مسیح موعود بن بیٹھا ہے اور حیاتِ مسیح کا اس لیے انکار کیا ہے جبکہ براہینِ احمدیہ لکھنے تک اس کا عقیدہ یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

(حقیقۃ الوحی)

3. مرزا قادیانی نے سرور عالم ﷺ کی معراجِ جسمانی کا انکار کیا ہے حالانکہ قرآن وحدیث اور امت کا فیصلہ ہے کہ آپ کو جاگتے ہوئے جسم مبارک کے ساتھ معراج ہوئی۔

4. مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاد کا انکار کیا ہے انگریز کی اطاعت فرض قرار دی ہے اس کا اپنا

Marfat.com

شعر یہ ہے۔

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ و جدال

5. مرزا قادیانی نے وحی اور مکالمات الٰہیہ کا دعویٰ کرتے ہوئے اپنی وحی کو قرآن پاک کی طرح کہا ہے۔

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا — بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم — از خطا ہا ہمیست ایمانم

6. مرزا قادیانی نے اپنے کو حضرت عیسیٰؑ سے افضل قرار دیا ہے۔ ''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ و اس سے بہتر غلام احمد ہے۔''

اینک منم کہ حسب بشارت آمدم — کہ عیسیٰؑ کجا است تا بجہد پا بمنبرم

7. مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰؑ کو شرابی لکھا ہے (کشتی نوح) اور پیغمبروں کی بھی توہین کی ہے۔ اس کے اشعار یہ ہیں۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بہ عرفان نہ کمترم ز کسے
آنکہ دادست ہر نبی را جام — داد آن جام را مرا نہ تمام

8. مرزا قادیانی نے کافر کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا انکار اور آخر کار ان کے نکلنے کا قول نقل کیا ہے جو قرآن پاک کی نصوص کے قطعاً خلاف ہے اور ہر گاہ کہ یہ تمام امور کفریہ ہیں ان کے کہنے اور ماننے سے آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

9. مرزا قادیانی نے اپنے کو مسیح موعود نہ ماننے والے تمام مسلمانوں کو اسی طرح کافر کہا ہے جیسے قرآن اور حدیث کا انکار کرنے والوں کو۔

10. اور عام مسلمانوں سے شادی کرنے اور ان کا جنازہ پڑھنے سے روکا ہے۔

11. اور ہر گاہ کہ دنیا بھر کی تمام نمائندہ جماعتوں نے مکہ معظمہ میں جمع ہو کر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے اور اس مسئلہ میں بھی کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو چاہے اس کو نبی مانیں یا مجدد یا مسیح موعود اسلام سے خارج ہیں۔

Marfat.com

اور ہرگاہ کہ پاکستان کے عوام تمام مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے اور ان کو کلیدی آسامیوں سے ہٹانے اور ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ کرر ہے ہیں۔ بنابریں پاکستان کی قومی اسمبلی کے اس اجلاس میں ہم یہ بل پیش کرتے ہیں۔

1. کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروؤں کو چاہے وہ مرزا کو نبی مانیں یا مجدد و مسیح موعود چاہے وہ قادیانی کہلائیں یا لاہوری یا احمدی، سب کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔
2. ان سب کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کر دیا جائے اور آئندہ ان کو ان آسامیوں پر متعین نہ کیا جائے۔
3. اور ان کا کوئی مخصوص شہر نہ ہو جہاں بیٹھ کر وہ ملک کے خلاف ہر طرح کی سازشیں کر سکیں۔ یہ بل پاس ہوتے ہی سارے پاکستان میں نافذ ہوگا اور اس بل کا نام ''غیر مسلم اقلیت بل'' ہوگا۔

دستخط:	غلام غوث ہزاروی		ایم۔این۔اے
دستخط:	عبدالحکیم		ایم۔این۔اے
دستخط:	عبدالحق	(بلوچستان)	ایم۔این۔اے

وزیراعظم بھٹو سے ملاقات اور اتمام حجت

جب تحریک ختم نبوت چلی اور تحریک ختم نبوت کے نتیجے میں بالآخر پاکستان کی قومی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو اس میں جہاں دوسرے اکابرین کی جدوجہد شامل تھی وہاں مجاہد ملت حضرت مولانا ہزارویؒ کی کوششوں کا بھی بڑا عمل دخل تھا۔

مولانا عبدالحکیم صاحب کہتے ہیں کہ

''چھ ستمبر ۱۹۷۴ء کو حضرت ہزارویؒ نے مجھے فون پر حکم دیا کہ بھائی! گاڑی تیار کر کے رکھنا، شام کو پرائم منسٹر بھٹو سے ملنے جائیں گے۔ اسمبلی کے اندر تو ہم نے اتمام حجت کر دیا ہے۔ اب بالمشافہ بات کریں گے۔ وقت میں نے لے لیا ہے۔ چنانچہ مولانا فرماتے ہیں کہ شام کو ہم تین آدمی مسٹر بھٹو کے پاس گئے۔ ایک تو مولانا ہزارویؒ تھے، دوسرا میں اور تیسرے مولانا عبدالحق صاحبؒ بلوچستانی تھے۔ چنانچہ جب ہم بھٹو صاحب کے ہاں پہنچے تو مولانا ہزارویؒ نے قادیانیوں کے بارے میں تمام مذہبی تجزیے پیش کئے۔ تمام

Marfat.com

حالات مفصل گوش گزار کیے اور آخر میں فرمایا بھٹو صاحب اب آپ کی آزمائش اور امتحان کا وقت ہے۔ ناموسِ رسالت کے لیے اگر تم یہ فیصلہ کر دو تو خدا و مصطفیٰ ﷺ بھی راضی ہوں گے اور عوام بھی خوش ہو جائیں گے۔ تمہارے لیے دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی ہوگی۔ بھٹو صاحب سنتے رہے اور کہا مولانا آپ درست فرماتے ہیں۔ لیکن میری کچھ مجبوریاں ہیں۔ تمام بیرونی حکومتوں کا دباؤ ہے۔ اس کا مجھے ہی علم ہے۔

بھٹو پر سکتہ طاری ہو گیا

آپ کو ایک ضمنی واقعہ بتا تا چلوں۔ جب ۱۹۵۳ء میں تحریکِ ختم نبوت چل رہی تھی تو اس کے بعد جب تحقیقاتی عدالت میں اس وقت کے وزیر اعظم ناظم الدین کو عدالتی بیان کے لیے بلایا گیا تو ایک جج نے سوال کیا کہ آپ نے مرزائیوں کو قوم کے مطالبے کے باوجود غیر مسلم اقلیت کیوں قرار نہیں دیا۔ تو وزیر اعظم نے عدالت میں کہا کہ اگر ان کو غیر مسلم قرار دیتا تو امریکہ ہمیں ایک دانہ گندم بھی نہ دیتا۔ یہ بیان تحقیقاتی رپورٹ میں موجود ہے۔ تو بھٹو صاحب نے بار بار یہ کہا کہ مولانا میں مجبور ہوں۔ مجھ پر دباؤ ہے تو مولانا نے جوش میں آکر فرمایا: بھٹو صاحب! لعنت بھیجیں بیرونی دباؤ پر۔ آپ اپنے رب کو راضی کریں خدا کی مدد آپ کے شامل حال ہوگی۔ خدا پر بھروسہ رکھیں۔ مولانا نے یہ باتیں کچھ ایسے انداز میں کیں کہ بھٹو صاحب پر سکتہ طاری ہو گیا اور تین چار منٹ بالکل خاموش آسمان کی طرف دیکھتے رہے اور اس کے بعد کہا اچھا مولانا آپ میرے لیے دعا کریں۔ خداوندِ قدوس مجھے توفیق دے۔ مولانا بار بار اصرار فرماتے رہے اور مولانا نے دورانِ گفتگو یہ بھی فرمایا کہ بھٹو صاحب! آپ ذہین اور بڑے مدبر آدمی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ پارلیمانی شوشہ چھوڑ کر گڑ بڑ نہ کرادیں۔ ہم اس مسئلہ کا مکمل حل چاہتے ہیں۔

بھٹو قائل ہوا اور شریک عمل بھی

چنانچہ مولانا عبدالحکیم فرماتے ہیں کہ ہمارے سامنے ہی بھٹو صاحب نے اپنا ملٹری سیکرٹری طلب کیا۔ ہماری موجودگی میں چاروں صوبوں کے وزرائے اعلیٰ سے رابطہ کر کے ان کو حکم دیا کہ آپ راتوں رات اپنے علاقوں کے قومی اسمبلی کے ممبران سے کہیں کہ صبح ۷ ستمبر کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں فوراً پہنچیں کوئی ممبر رہ نہ جائے چونکہ آئین میں ترمیم کا مسئلہ ہے اس لئے تمام ممبران سے رابطہ کریں۔ ۷ ستمبر

Marfat.com

کو جب قومی اسمبلی میں ممبرانِ اسمبلی دو، تین تین منٹ تقریریں کر رہے تھے تو عبدالولی خان نے اپنی تقریر میں کہا ''میں تو نہیں آ رہا تھا لیکن مجھے کمشنر پشاور نے مجبور کر دیا کہ وزیراعظم کا حکم ہے کہ تمام ممبران شریک ہوں۔ اس لیے چلا آیا۔

یہ بات قومی اسمبلی کے ریکارڈ میں آج بھی موجود ہے۔ تو اس سے اندازہ کریں کہ بھٹو صاحب نے ممبران اسمبلی کو جبراً بلایا ورنہ اگر صرف اپوزیشن ممبران کی بات ہوتی تو وہ صرف تینتیس (۳۳) تھے۔ ترمیم تو اتنے ممبران سے نہ ہو سکتی تھی اور یوں یہ بنیادی دینی مسئلہ حل ہوا۔

Marfat.com

مولانا مفتی محمودؒ

قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا مفتی محمود کی ساری زندگی عشق رسول سے عبارت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب ناموس رسالت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے سد باب کے لئے ملک میں تحریک ختم نبوت چلی تو حضرت مفتی صاحب نے صف اول کے مجاہد کا کردار ادا کیا اور بڑے بڑے فراعنہ وقت سے ٹکرائے اس راستے میں دار و رسن کی روایات کو زندہ کیا اور عملاً ثابت کیا۔

عزت پہ تیری کملی والے حرمت یہ تری کملی والے
کٹنے کے لئے مرنے کے لئے تیار ہیں ہم تیار ہیں۔

حضرت مفتی صاحب نے تحریک ختم نبوت کے میدان میں والہانہ جرأتوں کے ساتھ قادیانیت کے مکرو فریب کا پردہ چاک کیا۔ وہ علماء میں پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے قادیانیت کا سیاسی تجزیہ پیش کیا۔

حضرت مفتی صاحب سے مولانا تاج محمود کی درخواست

دسمبر **1973**ء میں چنیوٹ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام اکیسویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں مولانا تاج محمودؒ نے حضرت مفتی صاحب کو مسئلہ ختم نبوت کے کام کے لئے امت کی قیادت کی درخواست کی اور اسے ایک غیر سیاسی محاذ قرار دیا۔ جواب میں حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ قادیانیت ایک مذہبی فتنہ ہی نہیں سیاسی فتنہ بھی ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرماویں۔ ذیل میں مولانا تاج محمود کے خیر مقدمی کلمات اور حضرت مفتی صاحب کا خطاب پیش خدمت ہے۔

خطاب مولانا تاج محمود

مولانا تاج محمود نے فرمایا آج خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادی ہم میں موجود نہیں ہیں مولانا محمد علی جالندھری ہم میں نہیں ہیں۔ حضرت شاہ صاحب (عطاء اللہ شاہ بخاری) جیسے سرپرست ہم میں نہیں ہیں لیکن اللہ پاک پروردگار عالم اپنے دین کا خود محافظ ہے۔ لغاری خاندان کے چشم و چراغ جو اتنے بڑے رئیس اور اتنے بڑے خاندان کے آدمی ہیں۔ درویش منش اور فقیر منش شکل

Marfat.com

کے اندر آپ کے سامنے اس محاذ کے رضا کار کی حیثیت سے آئے ہیں۔ میں حضرت مفتی محمود سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت مفتی صاحب یہ محاذ اگرچہ ایک غیر سیاسی محاذ ہے اس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جہاں تک اس ملک میں اسلام کی حفاظت کا تعلق ہے۔ محمد مصطفیٰ کی آبرو کا تعلق ہے۔

حضرت بخاریؒ کا جھنڈا مفتی محمود کے حوالے

ہم امیر شریعت کا جھنڈا آپ کے سپرد کرتے ہیں۔ آپ کے ادنیٰ رضا کار کی حیثیت سے آپ کے چشم ابروئے اشارے کے منتظر ہیں۔ ہم آپ کی قیادت پر، اور آپ کی سیادت پر آپ کی رہنمائی پر، آپ کی بصیرت پر آپ کی بہادری پر آپ کی شجاعت پر اور آپ کے اہل حق ہونے پر اعتماد کا اظہار کرتے ہیں اور آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اپنے مرحوم رہنما سرپرست اور جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری کی وصیت کو کبھی نہیں بھولیں گے۔ ہم آپ کے رضا کار ہیں۔ یتیم بچے ہیں بیکس ہیں۔ ناتواں ہیں لیکن بحمد اللہ جب کوئی شخص اپنے ایمان کی قوت کے ساتھ محمد مصطفیٰ کی غلامی کے لئے قربانی دینے کے لئے آمادہ ہو جائے تو وہ بے پناہ ہو جایا کرتا ہے۔

فاتح کون و مکان ہے جذبہ عشق رسولؐ
کچھ نہیں ہوتا یہاں بے گرمی سوز بلالؓ

ہم آپ کے رضا کار ہیں

مولانا تاج محمود نے خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ مفتی صاحب۔ ہم اپنی ان تمام حقیر خدمات کے ساتھ آپ کو اپنے رضا کار ہونے کا آپ کے تابع فرمان ہونے کا اور ختم نبوت کے محاذ پر آپ کے چشم ابرو کے اشارے پر قربانی دینے کا یقین دلاتے ہیں۔ (ان الفاظ پر مولانا کی آواز بھرا گئی اور تمام مجمع پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا عقیدت و محبت کے جذبات کے اظہار کا یہ منظر قابل دید تھا) حضرت امیر شریعت کے اس قافلے کی ان سپاہیوں کی ان رضا کاروں کی اور مصطفیٰ کے غلاموں کے اس گروہ کی سرپرستی کریں۔ ختم نبوت کے مسئلے پر مرزائیت کے مسئلہ پر جو بھی آپ کی ہدایت ہو گی اس پر ہماری جانیں، ہمارا مال ہماری اولاد اور ہمارا سب کچھ قربان ہے اور ہم نے یوں سمجھئے کہ کسی دستاویز پر دستخط کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ حضرت مفتی اعظم کی خدمت میں

Marfat.com

درخواست کرتا ہوں کہ وہ تشریف لا کر ہماری سرپرستی فرمادیں۔ ہماری رہنمائی فرمادیں اور ختم نبوت کے اس سٹیج سے اپنے خیالات کا اظہار فرمادیں۔

حضرت مفتی محمودؒ کا خطاب نقل کرنے سے پہلے مولانا تاج محمود کا اجمالی تعارف نذر قارئین ہے۔

مولانا تاج محمود کون تھے؟

آغا شورش کاشمیری نے اپنی تصنیف تحریک ختم نبوت کے صفحہ 169 اور 170 پر آپ کے متعلق لکھا۔ جس شخص نے علم وعمل کے میدانوں میں والہانہ جرأتوں کے ساتھ قادیانی عزائم کو بے نقاب کیا وہ مولانا تاج محمود مدیر، لولاک لائل پور (فیصل آباد) ہیں مولانا تاج محمود تحریک ختم نبوت کے سرگرم رہنما ہیں۔ تمام زندگی انکا یہی نصب العین رہا اور کبھی اس سے غافل نہ ہوئے۔ انہیں شاہ جی سے غایت درجہ ارادت رہی وہ ذہنی طور پر ان کے شاگرد ہیں۔ شاہ جی ان سے بے حد محبت کرتے اور تحریک کے سلسلہ میں ان پر ہمیشہ اعتماد فرماتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے علامہ انور شاہ، مولانا ظفر علی خان سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دوسرے اکابرامت کی مساعی مشکور کے اس پرچم کو جھکنے نہ دیا جو قادیانیت کے خلاف ملک کے ہر گوشے میں گڑ چکا تھا۔ مولانا نے "لولاک" کو مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان بنا دیا اور لولاک کے ہر شمارے کو حقائق سربستہ کی چہرہ کشائی کے لئے وقف کر دیا۔

مولانا تاج محمود ایک صاحب فکر صحافی ہی نہیں ایک خوش بیان خطیب بھی ہیں ہر جمعہ کو ریلوے سٹیشن لائل پور کی جامع مسجد میں خطبہ دیتے ہیں اور آپ کے ہر خطبے کا مقطع قادیانیت کا احتساب ہوتا ہے۔ آپ نے 1953ء کی تحریک راست اقدام میں نہایت جگرداری کا ثبوت دیا اور جانثاری وجان سپاری کے اعتبار سے لائل پور کو تحریک کا دوسرا مرکز بنا دیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا محمد علی جالندھری کے بعد ان کی روایتوں اور حکایتوں کے وارث ہو گئے۔

حضرت مفتی محمودؒ کا خطاب

ذیل میں حضرت مفتی صاحب کے خطاب کی تلخیص نذر قارئین ہے۔ بعد خطبہ مسنونہ۔ قافلہ ختم نبوت کے رضا کاروں کا یہ عظیم قافلہ جس کے سپہ سالار امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری تھے ان کے ساتھ نسبت قائم کرنے پر مجھے فخر محسوس ہوتا ہے۔ مسئلہ ختم نبوت کے سلسلے میں آپ کی کوششوں کو میں

Marfat.com

عظیم جدو جہد سمجھتا ہوں اور آپ کی خدمت کو اپنے لئے سعادت سمجھتا ہوں۔

میری جان بھی قربان

اس مسئلے کے حل کرنے میں ایک ادنیٰ مسلمان کی حیثیت سے اگر میری جان بھی قربان ہو ایک جان نہیں ہزار جانیں بھی قربان ہو جائیں تو میرے لئے توشہ آخرت ہے۔

میرے ہزار دل ہوں تصدق حضورؐ پر
میری ہزار جان ہو قربان مصطفیٰ

قادیانیت سیاسی فتنہ ہے

میں مجلس کے ارباب حل وعقد کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس قابل نہیں کہ میں آپ کی سرپرستی کروں مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر آپ مجھے حکم دیں کہ اس ملک سے قادیانی فتنے کو ختم کرنے کے لئے تم نے آگے چل کر تختہ دار پر لٹکنا ہے تو میں لٹکونگا۔

کب موت سے ڈرتے ہیں غلامان محمدؐ
یہ اپنے غلاموں پہ ہے فیضان محمدؐ
ہوتا ہے الگ سر مرا شانوں سے تو ہو جائے
پر ہاتھ سے چھوٹے گا نہ دامان محمدؐ

میں مرزائیوں کو مرزا غلام احمد کی امت کو کچھ بھی نہیں سمجھتا ان کی کوئی حقیقت نہیں یہ فتنہ صرف مذہبی فتنہ نہیں ہے بلکہ ایک سیاسی فتنہ ہے۔

ختم نبوت کانفرنس لاہور

حضرت مولانا مفتی محمود جب صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ بنے تو پہلی بار جب پنجاب تشریف آوری ہوئی۔ حضرت مولانا لال حسین اختر مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پشاور جا کر آپ کو وزارت علیا کی مبارک باد پیش کی اور ساتھ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ حضرت مفتی صاحب نے یہ دعوت قبول فرمائی۔ 4 جون 1972ء کو یہ کانفرنس عین اس جگہ دھلی دروازہ کے ساتھ گراؤنڈ میں منعقد ہوئی۔ جہاں سے 1953ء میں نکلنے والے جلوس پر گولیاں چلائی گئی تھیں۔ کانفرنس

Marfat.com

رات کو منعقد ہوئی۔

مفتی صاحب کا والہانہ استقبال

جب مفتی صاحب بحیثیت وزیر اعلیٰ سرحد لاہور پہنچے تو اسلامیان لاہور کے ایک جم غفیر نے ان کا والہانہ پُر تپاک استقبال کیا۔ مفتی صاحب ہوائی جہاز سے باہر آئے تو لاہور کا ہوائی اڈہ مفتی محمود زندہ باد اور جمعیت زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھا۔

اس کانفرنس میں ایک لاکھ مسلمانوں نے شرکت کی۔ مسلمانوں کا جوش وجذبہ تحریک تحفظ ختم نبوت **1953**ء کے دنوں کی یاد تازہ کر رہا تھا۔ حضرت مفتی صاحب نعروں کی گونج میں مائیک پر تشریف لائے۔

ذریعہ نجات

خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا۔ میں تحفظ ختم نبوت کے اس جلسے میں شرکت نہ صرف سعادت بلکہ ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔ مولانا لال حسین اختر نے سپاسنامہ میں جو توقعات مجھ سے وابستہ کی ہیں انشاء اللہ وہ پوری ہوں گی اسلامی روایات واقدار کے لئے آپ مجھے ہر جگہ موجود پائیں گے میری تمام کوششیں اور صلاحیتیں اسلامی آئین کے لئے وقف ہوں گی آج صوبہ سرحد میں آپ کی اپنی حکومت ہے اس لئے مولانا لال حسین اختر اور مولانا تاج محمود کو پریشان نہ ہونا چاہیے جو آپ چاہیں گے وہی ہوگا ہم آپ کو اس طرح کا آئین دیں گے جو آپ کی توقعات اور خواہشات کے مطابق ہوگا۔

ہم نے فیصلہ کرلیا ہے کہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا اور آئین میں اس بات کی وضاحت ہوگی کہ کوئی شخص جو خدا، رسول، ختم نبوت اور آخرت کا منکر ہو اپنا نام مظفر احمد یا عبدالعلی لکھ کر پاکستان کا صدر نہیں بن سکتا ہم نے آئین میں مسلمان کی جامع مانع تعریف کردی ہے۔

پاک فوج کے طیاروں کی مرزا ناصر کو سلامی

دسمبر **1973**ء میں ربوہ (چناب نگر) کے سالانہ جلسہ کے موقع پر جب مرزا صاحب تقریر کرنے کے لئے سٹیج پر آئے تو مائیک کے سامنے پہنچ کر خاموش کھڑے ہوگئے اور تقریر شروع نہیں کر رہے تھے جیسا کہ کسی چیز کا انتظار ہو اتنے میں ایک ہوائی جہاز جلسہ گاہ سے ڈپ مار کر گزرا اس کے گزر جانے کے

Marfat.com

بعد بھی مرزا صاحب خاموش کھڑے رہے گویا واقعتاً انہیں ابھی انتظار تھا اتنے میں دو اور جہاز جلسہ گاہ سے جھک کر گزرے اور مرزا ناصر کو پاکستان ائیر فورس کی سلامی مکمل ہو گئی اس پر جلسہ گاہ میں نعرے لگائے گئے اس کے بعد مرزا ناصر کی تقریر ہوئی۔

مفتی صاحب کی قومی اسمبلی میں اس واقعہ کے خلاف تحریک

حضرت مفتی صاحب نے اس مسئلہ پر قومی اسمبلی میں تحریک پیش کرنا چاہی کہ مرزا ناصر کو پاک فضائیہ کے طیاروں نے کیوں سلامی دی۔ حضرت مفتی صاحب اس حوالے سے "لولاک" کا اداریہ بھی قومی اسمبلی میں پڑھنا چاہتے تھے لیکن خورشید حسن نامی ایک مرزائی نواز شخص آڑے آگئے اور اعتراض کیا کہ اس اداریہ کا قومی اسمبلی میں پڑھا جانا ملک کے مفاد کے خلاف ہے۔ خورشید نامی شخص کے واویلا کرنے پر قومی اسمبلی میں یہ تفصیل تو پیش نہ ہو سکی لیکن حضرت مفتی صاحب مرزائیوں کی آنکھ میں کھٹکنے لگے انہوں نے حضرت مفتی صاحب کو قتل کرنے کی کئی بار سازش تیار کی لیکن اللہ نے حضرت مفتی صاحب کی حفاظت فرمائی۔

مفتی صاحب پر قاتلانہ حملہ

ایک دفعہ حضرت مفتی صاحبؒ "تحفظ ختم نبوت کانفرنس" میں شرکت کے لئے بذریعہ کار فیصل آباد سے چنیوٹ تشریف لائے تو اہلیان چنیوٹ کے ایک عظیم الشان جلوس نے آپ کا والہانہ خیر مقدم کیا مفتی صاحب کو جلوس کی شکل میں شہر کی طرف لے جایا جا رہا تھا کہ ربوہ (چناب نگر) کی طرف سے آنے والی تیز رفتار کار مجمع کو چیرتی ہوئی اور استقبال کرنے والے لوگوں کو کچلتی ہوئی مفتی صاحب کی گاڑی کی طرف بڑھنے لگی۔ بے پناہ ہجوم کی افراتفری اور پیچھے آنے والی دوسری کاروں کے ٹکراؤ کے باعث حضرت مفتی صاحب بال بال بچ گئے تاہم کئی افراد شدید زخمی ہوئے۔

خدام الدین 8 جنوری 1971

ہم کسی فرعون کی طاقت سے ڈر سکتے نہیں
ناچ تگنی کا حریفوں کو نچایا جائیگا

کر رہے ہیں اہل ربوہ سازشوں پہ سازشیں
اب انہیں اسلام کے در پر جھکایا جائیگا

Marfat.com

حضرت مفتی صاحب قادیانیت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انہیں للکارتے رہے اور فرماتے رہے کہ

نبی کی عزت وحرمت پر مرنا عین ایمان ہے

سر مقتل بھی ان کا ذکر کرنا عین ایمان ہے

قادیانی مسئلے کا آئینی حل اور حضرت مفتی صاحب کا کردار

اس حوالے سے جناب نعیم آسی صاحب کی کتاب "مولانا مفتی محمود حیات وخدمات" سے پوری تفصیل پیش خدمت ہے۔ جناب نعیم آسی رقم طراز ہیں۔

قدرت جب کسی کو سزا دینا چاہتی ہے تو انتظام بھی عجیب وغریب کرتی ہے۔ قادیانیوں نے مئی 1974ء کے آخری دنوں میں ربوہ ریلوے سٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طلبہ کو پیٹ ڈالا۔ یہ بھُس میں چنگاری ڈالنے والے بات تھی۔ ملک بھر میں اس کا شدید ردعمل ہوا۔ قادیانیوں کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ شہروں کے شہر اور بستیوں کی بستیاں ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے میدان عمل میں کود پڑیں۔ 1953ء کے بعد اس مسئلے پر یہ دوسری زوردار تحریک تھی جب حکومت نے دیکھا کہ یہ سیل بے پناہ کسی طرح تھمتا نہیں تو وہ اس مسئلے کو قومی اسمبلی میں لے گئی۔ حضرت مولانا مفتی محمود نے اس موقع پر قومی اسمبلی کے اندر اور باہر جس محنت لگن اور تدبُر کے ساتھ یہ معرکہ لڑا واقعہ یہ ہے کہ وہ انہی کا حق تھا اور بلاشبہ اس پر وہ پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

حزب اختلاف کی قرارداد

30 جون 1972ء کو حزب اختلاف کے 37 ارکان نے جن میں سر فہرست حضرت مفتی صاحب کا نام تھا یہ قرارداد ایوان میں پیش کی کہ ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں۔

یہ ایک مکمل مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ نیز نبی ہونے کا اس کا جھوٹا اعلان بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوشش اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی۔ وہ سامراج کی پیداوار تھا اس کا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق

Marfat.com

ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام احمد مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اُسے اپنا مذہبی رہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

اسمبلی کے اندر

یکم جولائی کو اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے اور کوئی حل تجویز کرنے کی غرض سے قومی اسمبلی کے تمام ارکان پر مشتمل خصوصی کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ ایک رہبر کمیٹی قائم ہوئی۔ حزب اختلاف نے رہبر کمیٹی کی معرفت تجویز کیا کہ چونکہ اس معاملے کا ایک فریق قادیانی ہیں انہیں بھی اسمبلی میں بلانا چاہیے اور ان کے دلائل سننا چاہیں تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمارے دلائل سنے بغیر فیصلہ کیا گیا۔ حزب اختلاف کی اس تجویز پر مرزا ناصر احمد اور لاہوری پارٹی کے سربراہ کو اسمبلی میں طلب کیا گیا۔

دھوکہ دیتے ہیں یہ بازی گر کھُلا

مرزا ناصر احمد شلوار کرتے میں ملبوس سفید طرے دار پگڑی باندھ کر آئے۔ متشرع سفید داڑھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی زبان پر لاتے تو پورے ادب کے ساتھ درود شریف پڑھتے۔ قرآن مجید کی آیت بھی پڑھ لیتے۔ سادہ لوح ارکان اسمبلی اس پر بہت مغالطے میں پڑے ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ داڑھی اور سفید پگڑی والے جو درود بھی بھیجتے ہیں۔ آیتیں بھی پڑھتے ہیں۔ یہ کیسے کافر ہو سکتے ہیں؟ ایسے ماحول میں جبکہ ارکان اسمبلی بھی مخالف تھے۔ ان کے ذہنوں کو تبدیل کرنا نہایت کٹھن کام تھا خود حضرت مفتی صاحب بیان کرتے ہیں۔ یہ مسئلہ بہت مشکل تھا۔

حزب اختلاف کی ترجمانی کا شرف:

خدا تعالیٰ نے پورے ایوان پر مشتمل اس خصوصی کمیٹی کے روبرو حزب اختلاف کی ترجمانی کا شرف مفتی صاحب کو عطا کیا جنہون نے رات رات بھر جاگ کر مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں مطالعہ کیں حوالے نوٹ کیے اور پھر جرحی سوالات کو ترتیب دیا۔ اس کا نتیجہ تھا کہ جب مرزا ناصر احمد کے طویل بیان کے بعد جرح کا آغاز ہوا تو بقول مفتی محمود صاحب کے کہ ہمارا کام پہلے دن بن گیا۔ (بحوالہ مولانا مفتی محمود حیات وخدمات صفحہ 213) اسمبلی میں حضرت مفتی صاحب نے مرزا ناصر پر جو جرح کی اور اس مسئلے جو عالمانہ فاضلانہ بحث کی اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

مولانا مفتی محمود: مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں آپ کا کیا عقیدہ ہے؟

مرزا ناصر: وہ امتی نبی تھے۔ امتی نبی کا معنی یہ ہے کہ امت محمدیہ کا فرد جو آپ کی کامل اتباع سے نبوت کا مقام حاصل کرلے۔

سوال: اس پر وحی بھی آتی تھی؟

جواب: آتی تھی۔

سوال: خطا کا کوئی احتمال۔

جواب: بالکل نہیں۔

سوال: مرزا قادیانی نے لکھا ہے جو دشمن مجھ پر ایمان نہیں لاتا خواہ اس کو میرا نام نہ پہنچا ہو وہ کافر ہے۔ پکا کافر ہے۔ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اس عبادت سے تو ستر کروڑ مسلمان کافر بنتے ہیں؟

جواب: کافر تو ہیں لیکن چھوٹے کافر ہیں جیسا کہ امام بخاری۔ نے اپنی صحیح بخاری میں کفر دون کفر کی روایت درج کی ہے۔

سوال: آگے مرزا نے لکھا ہے پکا کافر؟

جواب: اس کا مطلب ہے اپنے کفر میں پکے ہیں۔

سوال: آگے لکھا ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حالانکہ چھوٹا کفر ملت سے خارج ہونے کا سبب نہیں بنتا۔

جواب: دراصل دائرہ اسلام کے کئی دوائر ہیں مختلف کیٹگریاں ہیں۔ اگر بعض سے نکل گیا تو بعض سے نہیں نکلا۔

نوٹ: حضرت مفتی صاحب بیان کرتے تھے کہ جب ممبروں نے یہ سنا تو سب کے کان کھڑے ہو گئے کہ اچھا ہم کافر ہیں۔ جہنمی ہیں۔ اس سے اراکین اسمبلی کو دھچکا لگا وہ سمجھ گئے کہ ہم تو انہیں مسلمان سمجھتے ہیں اور یہ ہمیں کافر قرار دیتے ہیں۔

قادیانیت کا چہرہ بے نقاب:

یہ جرح تیرہ روز جاری رہی گیارہ دن ربوہ گروپ پر جو مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم کرتا ہے، اور دو

Marfat.com

دن لاہوری پارٹی پر جو مرزا قادیانی کو مجدد مانتی ہے۔ ہر روز آٹھ گھنٹے جرح ہوئی اس طویل جرح وتنقید نے قادیانیت کا اصلی چہرہ بے نقاب کر دیا اللہ نے ایسی کایا پلٹی کہ تمام ممبران اسمبلی نے بھٹو کو صاف کہہ دیا کہ آپ ہمارے سیاسی لیڈر ہیں اور یہ دین ومذہب کا معاملہ ہے۔

ممبران اسمبلی پر پہلے رواداری کا بھوت سوار تھا۔ مرزا ناصر نے جب جرح کے دوران تسلیم کیا کہ وہ لوگ جو مرزا کو نہیں مانتے ہم ان کو کافر سمجھتے ہیں تو اس سے ممبران اسمبلی کی آنکھیں کھلیں کہ یہ تو ہم کو بھی کافر سمجھتے ہیں۔ امت کا موقف جب پیش کیا گیا تو ان ممبران کے سامنے مرزائیت کا کفر الم نشرح ہو گیا۔

سب کمیٹی کا قیام

22 اگست کو حزب اختلاف کے چھ رہنماؤں مولانا مفتی محمود پروفیسر غفور احمد، مولانا نورانی، چوھدری ظہور الہی، غلام فاروق اور مولا بخش سومرو اور حکومت کے مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ پر مشتمل ایک سب کمیٹی کی تشکیل ہوئی۔ کمیٹی کا کام یہ تھا کہ مذاکرات کے ذریعہ قادیانی مسئلے کا متفقہ حل تلاش کریں۔

مفتی صاحب کا فون

ادھر مجلس عمل اس پر غور کر رہی تھی کہ اگر حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیا تو ہمیں تحریک کو کن خطوط پر چلانا ہوگا۔ سبھی حضرات تحفظ ناموس رسالت کے لئے جان کی بازی لگانے کے لئے تیار تھے۔

پگ پگ ہمارے خون کے چھینٹے اڑے تو کیا
یہ تو ہوا شہر کو زیبائی مل گئی

حضرت مفتی صاحب نے مجلس عمل کے اکابرین کو فون کیا کہ حالات پرامید ہیں۔ پریشان نہ ہوں۔ سب کمیٹی کسی متفقہ مسودہ پر کامیاب ہو جائے گی۔

پنڈی میں مجلس عمل کا جلسہ

راول پنڈی کے راجہ بازار کی جامع مسجد میں اس سلسلے میں جلسہ عام منعقد ہوا۔ مقررین نے بڑی گرم تقریریں کیں اعلان کیا گیا کہ کل اگر ہمارے مطالبات نہ مانے گئے تو راجہ بازار میں شہیدان ختم

Marfat.com

نبوت کی لاشوں کا انبار ہوگا۔حضرت مفتی صاحب سب کمیٹی کے اجلاس سے سیدھا جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور ایک ساتھی کو بُلا کر اس کے کان میں فرمایا مبارک ہو۔کل انشاء اللہ (7 ستمبر) جیت ہماری ہوگی۔

حضرت مفتی صاحب کے لاجواب دلائل

7 ستمبر کو اسمبلی نے مرزائیوں کو کافر اقلیت قرار دینے کا فیصلہ سنانا تھا۔عصر کو اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا۔عبدالحفیظ پیرزادہ نے مفتی صاحب سمیت دیگر ارکان کو اسپیکر کے کمرے میں بلایا حضرت مفتی صاحب کا موقف تھا کہ آئین کی دفعہ 106 میں چھ اقلیتی فرقوں کے ساتھ مرزائیوں کی وضاحت کی جائے اور بریکٹ میں قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ لکھا جائے۔ذیل میں مفتی صاحب اور پیرزادہ کی گفتگو ملاحظہ ہو۔

پیرزادہ　　مفتی صاحب وہ اپنے آپ کو مرزائی نہیں احمدی کہتے ہیں

مفتی صاحب　　ہم ان کو احمدی تسلیم نہیں کرتے۔احمدی تو ہم ہیں۔چلو مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار لکھ دو۔

پیرزادہ:　　مفتی صاحب کیوں مرزا کے نام سے دستور کو پلید کرتے ہو

مفتی صاحب:　　قرآن میں شیطان، ابلیس اور خنزیر کے نام موجود ہیں اس سے قرآن ناپاک نہیں ہوتا تو مرزا کے نام سے دستور کیوں ناپاک ہوگا۔

پیرزادہ:　　جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں

مفتی صاحب:　　بریکٹ بند ثانوی درجہ کی حیثیت رکھتا ہے۔صرف وضاحت کے لئے ہوتا ہے۔ یوں لکھ دو۔قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ جو اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں۔(اس پر فیصلہ ہو گیا)

تاریخی فیصلہ

7 ستمبر 1974 ہماری تاریخ کا وہ یادگار دن ہے جب 53ء اور 74ء کے شہیدان ختم نبوت کا خون رنگ لایا اور حضرت مفتی صاحب کی دن رات محنت اور مجاہدانہ کردار کیوجہ سے پاکستان کی قومی اسمبلی نے امت مسلمہ کی ترجمانی کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کو آئینی تحفظ دیکر قادیانیوں کو دائرہ

Marfat.com

اسلام سے خارج قرار دیا۔

سلام ان پر ہوئے قربان جو ناموس رسالت پر
خدا کی رحمت ہو ان شہیدان محبت پر

پوری قوم کو مبارک باد

اس تاریخی فیصلے کے بعد قائد ملت اسلامیہ حضرت مفتی صاحب نے کہا۔ اس فیصلے پر پوری قوم مبارک باد کی مستحق ہے اس پر نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام میں اطمینان کا اظہار کیا جائے گا میرا خیال ہے مرزائیوں کو بھی اس فیصلے کو خوش دلی سے قبول کر لینا چاہیے کیوں کہ اب انہیں غیر مسلم اقلیت کے جائز حقوق ملیں گے۔

اظہار میں باطن کی حقیقت نہیں ہوتی
مرزائی کا دل ہوتا ہے صورت نہیں ہوتی
پڑھتے ہیں محمد کا زبان سے کلمہ بھی
شرح کلمہ ختم نبوت نہیں ہوتی
آئین کی رو سے وہ مسلمان نہیں ہیں
تاویل کی محتاج شریعت نہیں ہوتی

اللہ کا شکر ہے

قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا مفتی محمود جب اسمبلی ہاؤس سے باہر نکلے تو سیدھے دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت آ گئے وہاں حضرت مفتی صاحب کا بڑی شدت سے انتظار ہو رہا تھا۔ حضرت مفتی صاحب پہنچے تو حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری مصلے پر سجدہ ریز تھے اور اللہ سے گڑگڑا کر دعا مانگ رہے تھے۔ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو گئی تھی حضرت مفتی صاحب تشریف لائے اور انہیں آواز دی۔ حضرت! اللہ پاک کا شکر ہے۔ ہمارا مطالبہ مان لیا گیا ہے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے۔

(بحوالہ تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک صفحہ نمبر 289)

Marfat.com

جناب جامی بی اے علیگ کے شعر میں قدرے ترمیم کے ساتھ

پھر کوئی یوسف بنوری اور مفتی محمود پیدا ہو یہاں
مرتدوں کی زد میں یا ربّ ارض پاکستان ہے
جان ہو قربان ناموس رسالت کے لئے
دل میں جامی کے ہمیشہ سے یہی ارمان ہے۔

نجات آخرت

1974ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت مفتی صاحب کے مجاہدانہ کردار کی اجمالی جھلک پیش کرنے کے بعد ختامۂ مسک کے طور پر حضرت مفتی صاحب کے ایک عقیدت مند کا خواب بھی ملاحظہ ہو۔

حضرت مفتی صاحب سے اس عقیدت مند نے خواب میں پوچھا کہ حضرت کیسے گزری۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا ساری زندگی قرآن وحدیث کی تبلیغ میں گزری۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کوشش وکاوش کی۔ وہ سب اللہ رب اللعالمین کے ہاں بحمد اللہ مقبول ہوئیں۔ مگر نجات اس محنت کی وجہ سے ہوئی جو قومی اسمبلی میں مسئلہ ختم نبوت کے لئے کی تھی۔ ختم نبوت کی خدمت کے صدقہ اللہ نے بخشش فرمادی۔

میں سر حشر کچھ اس شان سے پہنچا ماہر
شور اُٹھا کہ محمد کا غلام آتا ہے

Marfat.com

مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ **1975**ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ ہوئے اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وہ کام لیا جو ایک مستقل ادارے کے کرنے کا تھا۔

اس جماعت کی تشکیل کی تقریب یہ ہوئی کہ **1949**ء میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ، مولانا محمد علی جالندھری رحمتہ اللہ علیہ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمتہ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات نے مل کر ایک غیر سیاسی جماعت کی بنیاد رکھی جو سیاست سے ہٹ کر صرف اور صرف دینی نقطہ نظر سے قادیانیت سے برسرپیکار ہو، اس جماعت کا نام "مجلس تحفظ ختم نبوت" رکھا گیا۔

۱۹۵۳ء میں قادیانی فتنہ کے خلاف عظیم الشان تحریک چلی، اس تحریک سے فراغت کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کا ۱۹۵۴ء میں باضابطہ انتخاب ہوا اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ اس کے پہلے امیر مقرر ہوئے ان کے بعد مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی' مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا لال حسین اختر یکے بعد دیگرے مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر رہے، حضرت مولانا لال حسین اختر کے وصال کے بعد شیخ الاسلام مولانا سید یوسف بنوری رحمتہ اللہ سے مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول کرنے کے لئے مقتدر شخصیات نے گزارش کی، ان دنوں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مدرس تھے اور دس دن ماہنامہ بینات کراچی کے لئے دیا کرتے تھے مولانا لدھیانوی شہید سے حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ فرماتے تھے کہ آپ مستقل کراچی آجائیں، حضرت لدھیانوی شہیدؒ اس کے لئے آمادہ نہ تھے، اب مجلس تحفظ ختم نبوت کی امارت قبول کرنے کے لئے حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے بھی حضرت بنوریؒ سے استدعا کی تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا کہ اگر میں مجلس کی امارت قبول کرلوں تو آپ مجلس کے مرکزی دفتر ملتان آجائیں گے؟ حضرت لدھیانوی شہیدؒ نے عرض کیا "بسرو چشم"۔

۱۹ اپریل کو حضرت بنوری نے مجلس کی امارت قبول کی اور 29 مئی **1974**ء کو چناب نگر

Marfat.com

(سابق ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر سانحہ پیش آیا، قادیانیوں کے خلاف بھرپور تحریک چلی جس کے نتیجہ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا، جب مبارک باد کے لئے حضرت لدھیانویؒ اپنے مرشد و مربی حضرت بنوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا: وعدہ یاد ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ یاد ہے، چنانچہ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان تشریف لے آئے۔

آپؒ کا مجلس تحفظ ختم نبوت میں آنا گویا رحمت باری کا خصوصی فضل ہوا، آپؒ نے تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے کام کو جدید خطوط پر استوار کیا، بلاشبہ یہ آپ کا تجدیدی کارنامہ تھا، اس پر جتنا آپ کو خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے، آپ کے اس تجدیدی کارنامہ کی مختصر روائیداد یہ ہے:

قادیانیوں کو دعوت اسلام

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے بعد اب امت کا فرض بنتا تھا کہ قادیانیوں کو دعوت اسلام دی جائے، ختم نبوت کی حقانیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کے باطل نظریات کو ان پر آشکارا کیا جائے، آپ نے اس عنوان پر امت میں سب سے پہلے کام کیا، متعدد مضامین و رسائل لکھ کر امت کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا، الفضل اور دیگر قادیانی جرائد سے قادیانیوں کے پتہ جات تلاش کر کے ہزاروں قادیانیوں کو ان کے گھروں کے پتوں پر ڈاک سے لٹریچر ارسال کیا گیا اور اس موضوع پر نہایت خوبصورت رسالہ "قادیانیوں کو دعوت اسلام" کے عنوان سے لکھ کر قادیانیوں کے گھر گھر بھیجا گیا۔

مبلغین اور کارکنان ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیوں کو دستی لٹریچر پہنچایا گیا، پورے ملک میں اللہ رب العزت کے فضل و احسان سے آپ کی یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی، اور یوں آپ کی کوشش سے امت مسلمہ نے ایک فرض و قرض کی ادائیگی کا شرف حاصل کیا۔

شُعبہ نشر و اشاعت

آپ نے مجلس کے شعبہ نشر و اشاعت کے تحت بیسیوں رسائل و کتب بلاشبہ لاکھوں کی تعداد میں شائع کر دیئے۔ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کا ایک ملفوظ ہے کہ رد قادیانیت پر اتنا لکھا اور شائع کیا جائے کہ جب ایک مسلمان سو کر اٹھے تو اس کے سرہانے ختم نبوت کا لٹریچر موجود ہو، حق تعالیٰ شانہ کی

Marfat.com

قدرت کہ مولانا محمد علی مونگیریؒ کی اس تڑپ نے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی شکل اختیار کی اور یوں آپ کے ذریعہ ردقادیانیت پر تحریری اتنا کام ہوا جتنا گزشتہ پچاس برس میں نہیں ہوا تھا ہفت روزہ ختم نبوت کا اجراء، لٹریچر کی کثرت، کتب ورسائل کی اشاعت، اشتہارات و ہینڈ بلوں کی تقسیم وترسیل نے ایک مستقل اشاعتی ادارے کے کام کی شکل اختیار کی، یہ سب حضرت مرحوم کی کوششوں کا نتیجہ اور مساعی جمیلہ کا ثمر ہے جو اس دور میں آپ کے ہاتھوں امت کو اللہ رب العزت نے نصیب کیا۔

آپؒ نے فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات رحمتہ اللہ کی رہنمائی میں قادیانیت کا ڈیڑھ دو سال میں بھرپور مطالعہ کیا، انہیں دنوں آپ نے مختلف رسائل ترتیب دیئے، جن میں قادیانیوں کو دعوت اسلام، ربوہ سے تل ابیب تک، مراقی نبی، مرزائی اور تعمیر مسجد، مرزا کا اقرار اور قادیانیت علامہ اقبالؒ کی نظر میں شامل ہیں، علاوہ ازیں ملتان دفتر میں قیام کے دوران شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی آخری تصنیف "خاتم النبین" کا فارسی سے اردو میں ترجمہ کیا جو ایک یادگار اور تاریخی کام ہے جس کی افادیت اہل علم پر پوشیدہ نہیں اس زمانہ میں قادیانیوں سے ستر سوالات "اشد العذاب علی مسلیمۃ الغنجاب" مجموعہ رسائل مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری "رئیس قادیان' مصنفہ مولانا محمد رفیق دلاوری اسلام اور قادیانیت کا تقابلی مطالعہ مصنف مولانا نور محمد اور التصریح بما تواتر نی نزول المسیح مصنف مولانا انور شاہ کشمیری مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شعبہ نشرواشاعت کی طرف سے آپ نے شائع کرائیں۔

غرض آپ کو جب سے حضرت بنوری رحمتہ اللہ نے شعبہ نشرواشاعت کا سربراہ مقرر کیا، آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے اسے چار چاند لگا دیئے، اس دوران تحفظ ختم نبوت اور دارالعلوم دیوبند کے عنوان پر آپ نے گراں قدر تحقیقی مقالہ تحریر کیا، جس کی ضخامت ڈیڑھ صد صفحات پر مشتمل ہے۔

مقدمات کی پیروی

۱۹۷۴ء کی تحریک کے بعد جہاں کہیں قادیانیوں نے قانون کی خلاف ورزی کی اور انکے خلاف کیس دائر ہوا، وکلاء کی تیاری اور رہنمائی کے لئے قدرت نے آپؒ سے کام لیا، آپؒ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی جامعیت نصیب فرمائی کہ بیک وقت ایک متبحر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ قادیانیت کے لٹریچر پر پوری گرفت رکھتے تھے، آپ نے سرگودھا، بہاول پور وغیرہ عدالتوں میں اس طرح خدمات سرانجام دیں کہ قادیانیت بلبلا اُٹھی، اس دوران اللہ رب العزت نے کرم کیا کہ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت

Marfat.com

قادیانیوں کے خلاف منظم ہوئی، اس میں آپ نے بھرپور قائدانہ کردار ادا کیا۔

۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے قادیانیوں کے خلاف امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کیا، قادیانیوں نے اس کے خلاف وفاقی شرعی عدالت میں کیس دائر کر دیا، تو اس کی پیروی کے لئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اپنے گرامی قدر رفقاء حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ، حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر مدظلہ کے ہمراہ لاہور جا کر ڈیرہ لگا لیا، دفتر ختم نبوت دہلی دروازہ لاہور مقدمہ کی پیروی کے لئے وقف ہو گیا، ردقادیانیت اور قادیانیت کا تمام لٹریچر ملتان دفتر ختم نبوت سے لاہور منتقل ہو گیا، مگر مشکل یہ پیش آئی کہ تفاسیر واحادیث کی قدیم وجدید کتب کے بغیر اس مقدمہ کی پیروی ممکن نہ تھی، اللہ تعالیٰ بہت جزائے خیر دے جامعہ اشرفیہ کے احباب کو کہ انہوں نے اپنی جامعہ کی لائبریری کے دروازے کھول دیئے، حضرت مرحوم اپنے رفقاء سمیت وہاں منتقل ہو گئے، وکلاء کے حوالہ جات کی فراہمی کے لئے فوٹو اسٹیٹ مشین منگوائی گئی۔

دن بھر عدالت میں مقدمہ کی کاروائی میں حصہ لیتے شام کو رات گئے تک حوالہ جات اور دلائل کی ترتیب وتخریج کا کام کرتے، آپ کی جامع شخصیت اور خداداد شہرت کو دیکھ کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وکلاء کے علاوہ سرکاری وکلاء بھی آپ کے پاس آئے، آپ ان کے ہر اشکال کا اس طرح جواب دیتے کہ وہ عش عش کر اٹھتے، یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ تمام تر وکلاء کی تیاری اور پورے کیس کی پیروی آپ کی محنت کی مرہون منت ہے۔ اللہ رب العزت نے کرم کیا، قادیانیت شکست کھا گئی اور آپ کی اخلاص بھری کاوشوں کو قدرت نے قبولیت سے نوازا اور متفقہ طور پر پانچ جسٹس صاحبان نے امت محمدیہؐ کے حق میں قادیانیوں کے خلاف فیصلہ دیا۔

قادیانیوں نے اسکے خلاف سپریم کورٹ شریعت بینچ میں اپیل دائر کی، وہاں سے بھی قادیانیوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا، اس دوران افریقہ کے قادیانیوں (لاہوری گروپ) نے جنوبی افریقہ جوہانسبرگ کی عدالت میں کیس دائر کر دیا کہ ہمیں مسلمان سمجھا جائے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی اجازت دی جائے، رابطہ عالم اسلامی اور پاکستانی حکومت نے اپنے وکلاء، علماء بھیجے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا وفد بھی حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کی قیادت میں وہاں پہنچا لیکن واقعہ یہ ہے کہ جان جوکھوں میں ڈال کر دن رات ایک کر کے اپنے آرام کو تج کر کے تمام وکلاء کی

Marfat.com

تیاری کا کام جتنا اللہ رب العزت نے آپ سے لیا وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ بڑے بڑے جغادری مہینوں کی جانکسل محنت سے اکتا کر ادھر ادھر ہو گئے لیکن آپ مسلسل اس کام کو تندہی سے کرتے رہے، دوبارہ آپ کو جانا پڑا، مہینوں مسلسل سماعت ہوئی، لیکن ہائیکورٹ سے سپریم کورٹ تک آپ کی محنت کام آئی اور قادیانی جنوبی افریقہ کے سپریم کورٹ سے بھی اپنے کفر و زندقہ پر مہر لگا کر واپس آ گئے۔

اسی طرح پاکستان کے چاروں ہائیکورٹوں میں قادیانیوں نے کیس دائر کئے، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ مارے مارے ان کورٹوں میں پھرتے رہے، صبر آزما مراحل سے گزرے، مقدمات کی ایسے احسن انداز میں پیروی کی، اور ایسے مستقل وجاندار بنیاد پر قادیانیت کے کفر کو آشکارا کیا کہ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے بہاول پور عدالت میں بیان کی یاد تازہ ہو گئی۔

قدرت نے آپ سے وہ کام لیا کہ اس پر قادیانیت کے چھکے چھوٹ گئے، ان تمام کیسوں کی اپیل سپریم کورٹ میں گئی، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رفقاء کی ٹیم لے کر سپریم کورٹ پہنچ گئے، آپ کے جانے سے روالپنڈی سپریم کورٹ علماء کرام کے اجتماع کا منظر پیش کرنے لگا، آپ نے وہاں بھی تمام وکلاء کو تیاری کرائی، اور پھر راجہ حق نواز ایڈوکیٹ جو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سپریم کورٹ میں نمائندگی کر رہے تھے، ان سے عدالت نے کہا کہ آپ اپنا بیان تحریری طور پر عدالت میں داخل کریں، شرعی نقطہ نظر سے وضاحت کریں کہ امتناع قادیانیت آرڈی نینس میں قادیانیوں پر جو پابندیاں لگائی گئی ہیں وہ درست ہیں، راجہ صاحب نے اپنے موکل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کی طرف دیکھا انہوں نے حامی بھری، کراچی تشریف لائے، مختصر مدت میں "عدالت عظمٰی کی خدمت میں" نامی مقالہ تحریر کیا، جو دلائل و براہین کا ایسا خزینہ ہے کہ اسے پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی نہیں بلکہ عالمی عدالت میں کوئی بین الاقوامی ماہر قانون خطاب کر رہا ہے۔ اس کے دلائل کے سامنے فریق مخالف ندامت سے سر جھکائے کھڑا ہے۔ اور عدالت ان کے دلائل کے وزن سے بچھی چلی جا رہی ہے۔

ان فیصلہ کرنے والے پانچ سپریم کورٹ کے جج صاحبان میں سے ایک جج نے ریٹائرمنٹ کے بعد فرمایا کہ اس بیان نے ہماری اتنی رہنمائی کی کہ میں حیران رہ گیا، کہ جو بات وکلاء اس زور سے نہ سمجھا سکے، وہ ایک بوریہ نشین نے کس دلکش انداز میں باور کرادی؟ حق تعالٰی کا کرم ہوا کہ مولانا محمد یوسف

Marfat.com

لدھیانوی کی گرفت سے قادیانیت یہاں بھی جان نہ چھڑا سکی، بلکہ سپریم کورٹ سے بھی ان کو اپنے کفر پر مہر لگوانی پڑی۔ قادیانیوں نے سپریم کورٹ سے نظر ثانی کی استدعا کی، مولانا اس کی پیروی کے لئے پہنچے لیکن اللہ کی شان قدرت کے قربان جائیں کہ کفر ہار کر دم توڑ گیا، مولانا کامیاب وکامران ہوئے۔ چنانچہ قادیانی سپریم کورٹ میں نظر ثانی کی اپنی درخواست کی پیروی کا حوصلہ نہ کر پائے اور ان کی یہ درخواست بھی قادیانیوں کے اسلام سے خارج ہونے کی طرح سپریم کورٹ سے خارج ہوگئی، یوں مولانا محمد یوسف لدھیانوی سول عدالتوں سے لے کر سپریم کورٹ تک اور پاکستان سے جنوبی افریقہ تک کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوئے۔

بیرون ملک قادیانیت کا تعاقب

حضرت مولانا محمد یوسف متالا صاحب نے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کی سوانح حیات لکھنے کے لئے آپ سے استدعا کی آپ نے فرمایا کہ مولانا منظور احمد الحسینی، محترم عبدالرحمٰن یعقوب باوا بھی میرے ساتھ ہوں گے، آپ ان کے ویزے کا بھی انتظام فرمائیں، دارالعلوم ہولکمب بری انگلینڈ میں آپ مہینہ بھر حضرت شیخ الحدیثؒ کی سوانح مرتب کرتے رہے اور آپ کے دونوں خدام برطانیہ بھر میں تبلیغ کرتے رہے، اس دوران آپ کو بھی بعض اجتماعات میں جانا پڑا، قادیانیوں سے یہاں ایک مناظرہ بھی ہوا، یوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر، اور شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے بعد تیسری آواز آپ کی تھی جو برطانیہ میں ختم نبوت کی رعد بن کر گونجی، اور قادیانیوں کے لئے بجلی کی کڑک کا کام کر گئی، ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے بعد مرزا طاہر برطانیہ گیا، آپ اس کے تعاقب میں برطانیہ تشریف لے گئے وہاں ختم نبوت کانفرنس کی داغ بیل پڑی اور آج تک تسلسل کے ساتھ برطانیہ میں منعقد ہو رہی ہے۔ آپ نے وہاں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر کیلئے سوچ بچار کیا، حضرت الامیر مولانا خواجہ خان محمد صاحب سے اجازت و دعا لے کر آپ اٹھ کھڑے ہوئے، حضرت مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ کے شانہ بشانہ آپ نے متحدہ عرب امارات کا دورہ کیا، اور اس مقصد کے لئے دبئی میں ایک ماہ کے لگ بھگ قیام کیا، پاکستان و افریقہ میں اہل خیر کو متوجہ کیا اور یوں ختم نبوت کا دفتر لندن میں قائم ہوگیا، جو آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔

Marfat.com

کراچی دفتر ختم نبوت

کراچی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کی سرپرستی، نگرانی اور رہنمائی آپ نے کی، حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحبؒ کے بعد آپ مجلس کے نائب امیر بنے آپ نے کراچی دفتر ختم نبوت و جامع مسجد باب الرحمت کی تعمیر کا کام اللہ تعالیٰ کا نام لے کر شروع کرایا، آپ کے رفقاء آپ کے متعین کردہ خطوط پر محنت کرتے رہے، یوں آپ کی شخصیت کی جامعیت سے اسلامیان کراچی نے لاکھوں کے صرفہ سے یہ عظیم الشان مسجد و دفتر بنادیا، کچھ عرصہ بعد آپ کراچی دفتر ختم نبوت میں بیٹھنے لگے، تو اس سے دفتر کی رونق بڑھی اور پورے کراچی میں اسے مرکزیت نصیب ہوگئی، یہ سب کام آپ کی ذات گرامی سے قدرت نے لئے۔

رجال کار کی تیاری

آپ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب کے لئے علماء کرام اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں ایک نئی روح پھونکی، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی، دارالمبلغین ختم نبوت ملتان اور رد قادیانیت کورس چناب نگر سے فارغ ہونے والے ہزاروں علماء وطلباء آپ کے شاگرد ہیں، بلاشبہ اس وقت پاکستان اور بیرونی دنیا میں ختم نبوت کے عنوان پر کام کرنے والی تمام نئی ٹیم بلا واسطہ آپ کی شاگرد ہے، ان میں کا ایک ایک فرد ہزاروں قادیانیوں پر بھاری ہے، اکیلے مولانا منظور احمد الحسینی کو دیکھئے جن کی تمام تر تیاری آپ کی نظر کرم کی مرہون منت ہے، اس وقت پورے یورپ میں سرگرم عمل ہیں، ان کے وجود سے قادیانیت خائف ہے، یہ سب مولانا مرحوم کی باقیات الصالحات ہیں، مولانا مرحوم رد قادیانیت کے عنوان پر اتنی بڑی جماعت تیار کر کے گئے ہیں جو انشاء اللہ آئندہ نصف صدی تک قادیانیت کے تعاقب کے لئے کافی ہے۔ اس وقت انٹرنیٹ پر تمام تر انگریزی مواد آپ کے قلم کا شاہکار ہے۔

آپ نے قادیانی عقائد اور نظریات کے خدوخال واضح کرنے کے لئے "تحفہ قادیانیت" کے نام پر تین ضخیم جلدوں میں کتاب تحریر فرمائی اس کی چوتھی جلد زیر ترتیب ہے، آپ کی گراں قدر کتاب تحفہ قادیانیت کے کئی ابواب کا انگلش، عربی، سندھی، پشتو، اور دیگر کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے اور ان

Marfat.com

میں سے کئی ابواب انٹرنیٹ پر بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

غرض آپ کی ذات گرامی سے قدرت حق نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وہ کام لیا جس کی اس وقت پوری دنیا میں نظیر نہیں پیش کی جا سکتی، آپ تحریر وتقریر کے دھنی تھے، اور اس وقت قادیانیت کے خلاف کام کرنے والی ٹیم میں آپ کی ذات گرامی کو اتھارٹی کا درجہ حاصل تھا۔

متعلقین جانتے ہیں کہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب ایک مجاہد فی سبیل اللہ بزرگ اور ممتاز دینی رہنما ہیں، آپ کی قیادت وسیادت پر اس وقت اہل علم متفق ومتحد ہیں، آپ بیان نہیں فرماتے، برطانیہ میں ایک موقع پر کسی نے عرض کیا، راقم الحروف بھی اس موقع پر موجود تھا کہ حضرت آپ تقریر نہیں فرماتے؟ آپ نے فی البدیہہ فرمایا کہ میری زبان مولانا محمد یوسف لدھیانوی ہیں، جس نے مجھے سننا ہے وہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی تحریر وتقریر سنے اور پڑھے، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ ۱۹۷۴ء کے اواخر سے لے کر تادم واپسیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی قیادت وسیادت فرماتے رہے، اس دوران عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے جو ترقی کی وہ آپ کی گراں قدر خدمات کے اظہار کا ایک روشن باب ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شہید کو اعلیٰ مراتب سے نوازیں اور ہم سب کو ان کے نقش وقدم پر چل کر زندگی گزارنے کی توفیق بخشے۔

(بحوالہ بینات شہید اسلام نمبر 154 تا 162 تحریر مولانا اللہ وسایا)

Marfat.com

مکتوباتِ افغانیؒ

بنام !

شیخ التفسیر حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی

❁❁❁

مرتب : مولانا عبدالقیوم حقانی

❁❁❁

شمس الاولیاء حضرت العلامہ مولانا شمس الحق افغانی ؒ کے مکتوباتِ قدسیہ کا وقیع مجموعہ جن میں تصوف وسلوک، طریقت وراہِ معرفت، عبدیت وانابت، اہتمامِ سنت واطاعت، اصلاحِ ظاہر وباطن، شیخِ کامل سے استفادہ وافادہ، بےنفسی وفنائیت، اخلاصِ کامل وللّٰہیت، تفویض وتوکل، عشقِ رسولؐ ومحبت اور اکابر علماءِ دیوبند کے مسلک واعتدال کی اچھوتے انداز میں تشریح وتوضیح کی گئی ہے۔

صفحات : 202 .... قیمت : -/90 روپے

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین عظیم علمی اور فقہی پیش کش

اِسلامی آدابِ زندگی

تحریر ! محمد منصور الزمان صدیقی

پیشِ لفظ ! مولانا عبدالقیوم حقانی

قرآنی تعلیمات' احادیثِ نبوی ؐ عبادات' معاملات' اعمال کے فضائل' بلندئ اخلاق و خصائل' محبت و اطاعتِ رسول ؐ محرمات سے اجتناب' منہیات کی نشان دہی' فرقِ باطلہ کا تعاقب' ردِّ بدعات' دعوتِ سنت و اتحادِ اُمت' خدمتِ انسانیت ...... الغرض زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کے ہدایات سے معمور' مہد سے لحد تک اہم ضروری مسائل و احکام' سلیس اور با محاورہ زبان میں ایک مطالعاتی معلّم اور محسن کتاب' اپنے موضوعات کے تنوّع' تفہیم و تسہیل' افادیت اور تعلیم و تربیت کے حوالے سے ایک لاجواب کتاب۔

صفحات : 938 .... قیمت : 320

القاسم اکیڈمی' جامعہ ابو ہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد' نوشہرہ

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی تازہ ترین پیش کش

اماں جی مرحومہ ومغفورہ

تحریر!

مولانا عبدالقیوم حقانی

مولانا عبدالقیوم حقانی کی سحر انگیز قلم سے ایک حیرت انگیز، روح پرور اور ایمان افروز داستانِ عبرت جسے پڑھ کر پتھر دل نرم اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ایک ایسی داستان، جو سبق آموزی میں سب کے لئے یکساں ہے۔ چار رنگہ کمپیوٹرائزڈ خوبصورت ٹائٹل، شاندار طباعت، مضبوط جلد بندی اور نفیس کاغذ میں چھپ کر منظر عام پر آ گئی ہے۔ خواہشمند حضرات القاسم اکیڈمی سے طلب کر سکتے ہیں۔

صفحات : 135 .... قیمت : 60روپے

القاسم اکیڈمی ، جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی ایک تاریخی پیشکش

سوانح شیخ الاسلام

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

☆ سلسلۂ نسب' ابتدائی تعلیم' اساتذہ اور دلچسپ واقعات ☆ احترامِ اساتذہ' شیخ الہندؒ سے عشق و محبت اور دورانِ اسارت خدمت و مصاحبت ☆ شیخ الہندؒ کا جانشین ☆ سیرت و کردار' اخلاص وللّٰہیت' جود و سخا' بے نیازی و استغناء اور جامعیت ☆ اندازِ تدریس' درسِ حدیث سے عشق و انہماک' طلبہ پر شفقت و محبت' محدثانہ جلالتِ قدر اور بعض درسی افادات ☆ خوفِ خدا' تقویٰ' ایثار و توکل' اعلیٰ اخلاقی اقدار' خدمت خلق اور مہمان نوازی ☆ انابت و عبادت' نماز سے محبت اور شوقِ تلاوت ☆ حضور اقدس ﷺ سے عشق و محبت' اطاعت' اتباع سنت اور استقامت ☆ سادگی و بے نفسی' صبر و تحمل' عفو و کرم اور تواضع و خاکساری ☆ احسان و تصوّف اور سلوک و معرفت میں عظمتِ مقام' مرجعیت' محبوبیت اور فنائیت ☆ وعظ و خطابت' ارشادات و ملفوظات اور ایمان افروز باتیں ☆ رویائے صالحہ اور کرامات ☆ ذوقِ شعر و ادب اور پسندیدہ اشعار ☆ مکتوبات ☆ لطائف و ظرائف ☆ حضرت مدنیؒ کا سفر آخرت ☆ خوانِ یغما ...... اور اس جیسے دیگر دلچسپ واقعات کا حسین مرقع ۔

صفحات : 272 .... قیمت : 120 روپے

القاسم اکیڈمی ' جامعہ ابوھریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ صوبہ سرحد پاکستان

Marfat.com

القاسم اکیڈمی کی تازہ، عظیم اور شاہکار علمی پیش کش

شرح شمائل ترمذی

(دو جلد مکمل)

ایک نادر تحفہ

تصنیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

ایک عظیم خوشخبری

حدیث کی جلیل القدر کتاب شمائل ترمذی کی سہل و دلنشین تشریح، سلجھی ہوئی سلیس تحریر، اکابر علماءِ دیوبند کے طرز پر تفصیلی درسی شرح، لغوی تحقیق اور مستند حوالہ جات، متعلقہ موضوع پر ٹھوس دلائل و تفصیل، رواۃِ حدیث کا مستند تذکرہ، متنازعہ مسائل پر تحقیق اور قولِ فیصل، معرکۃ الآراء مباحث پر جامع کلام، علماءِ دیوبند کے مسلک و مزاج کے عین مطابق، جمالِ محمد ﷺ کا محدثانہ منظر، نہایت تحقیقی تعلیقات اور اضافے، اردو زبان میں پہلی بار منصۂ شہود پر ......

صفحات : 1220 .... قیمت : 500 روپے

ناشر

القاسم اکیڈمی ' جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، ضلع نوشہرہ سرحد پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

مولانا عماد الدین محمود کی تصنیفات

Marfat.com